بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ

مقالاتِ طیبات

مرتبہ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت علامہ الحاج

ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب

[illegible] جامعہ فریدیہ ساہیوال

4047

ناشر مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

فون
66685
77285

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

مقالاتِ طیّبات

ذخیرہ

مرتبہ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت علامہ الحاج

ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب

بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

ناشر مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال
فون 66685
77285

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

87319

87319

نام کتاب	ـــــــــ	مقالاتِ طیّبات
تالیف	ـــــــــ	فخر العصر حضرت علامہ مولانا پیر ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب
ترتیب	ـــــــــ	مظہر فرید شاہ
پروف ریڈنگ	ـــــــــ	حافظ محمد رفیق فریدی
کتابت	ـــــــــ	عبد الجبار طارق خوشنویس
سائز	ـــــــــ	۱۸ × ۲۳ / ۸
ضخامت	ـــــــــ	۳۵۶ صفحات
ناشر	ـــــــــ	مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال
مطبع	ـــــــــ	فریدیہ پریس لیاقت چوک ساہیوال
قیمت	ـــــــــ	روپے

Marfat.com

عرضِ مرتب

پیر طریقت رہبر شریعت فاتح عیسائیت فخر العصر حضرت علامہ مولانا پیر ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال، آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل دسترس رکھنے کی وجہ سے ہمیشہ ہر دلعزیز رہے ہیں اور اپنی سحر انگیز شخصیت کے باعث آپ نے ہر خاص و عام کے دل میں جگہ پائی ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے مجھے بچپن سے اب تک آپ کی محفلوں میں حاضری کا شرف بخشا ہے۔ شروع سے ہی میری انتہائی خواہش رہی ہے کہ آپ کے ارشادات کو قلمبند کروں۔ چنانچہ "مجالسِ حسنہ" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دیتا رہا اگرچہ اسے اشاعت کے مراحل تک تو نہ لے جاسکا تاہم اسی ذوق کے پیشِ نظر آپ کے مقدس مقالات کو جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا (وللہ الحمد)۔ "مقالاتِ طیبات" کے نام سے یہ حسین گلدستہ آپ کے پیشِ نظر ہے۔ ربِ ذوالجلال کی بارگاہ میں یہی التجا ہے کہ آپ کی دیگر تالیفات کی طرح یہ کتاب بھی مقبولِ عام ہو۔ قارئین سے التماس ہے مجھے کتاب کی صحت وسُقم سے آگاہ فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

المرتب:
مظہر فرید شاہ
نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
	درسِ قرآن مجید
۹	
۱۱	حروفِ مقطعات
۱۴	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
۱۷	رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
۲۰	اِیَّاکَ نَعْبُدُ
۲۳	ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ
۲۷	استقامت
۳۲	اخلاقِ کریمانہ
۳۶	علماءِ یہود کے بخل اور حسد کا تذکرہ
۴۰	میدانِ بدر میں مسلمانوں کی شجاعت
۴۴	عقلمندوں کی علامات
۴۹	توبہ کی نوعیت
۵۳	روزہ حلم کا ضامن
۵۷	رزقِ حلال
۶۱	مذمتِ بخل
۶۶	منافقین کی قبیح حرکات

Marfat.com

عقائدِ اسلام ۷۰

اسلام کے بنیادی عقائد ۷۱
توہینِ رسالت کی سزا قتل ہے ۸۱
سیّد زادی کا غیر سیّد سے نکاح ۸۹

اسلام اور تصوّف ۱۰۰

تصوف کیا ہے ؟ ۱۰۱
ہدائیتِ الٰہیہ ۱۱۵

روحانی امراض اور ان کا علاج ۱۱۹

دِل کی بیماریاں ۱۲۰
مذمتِ شہرت و جاہ طلبی ۱۲۵
حسد کی مذمت ۱۲۹
رِیا کاری کی مذمت ۱۳۲
چغل خوری کی مذمت ۱۳۶
زبان کی حفاظت (ماہانہ محفلِ ذکر) ۱۳۹
زبان کی حفاظت (〃 〃 〃) ۱۴۲
زبان کی حفاظت (〃 〃 〃) ۱۴۴
زبان کی حفاظت (〃 〃 〃) ۱۴۷
ہجرت ۱۴۹
بات کاٹنا اور جھگڑا کرنا ہے۔ ۱۵۱

Marfat.com

حیاتِ دنیا کی بے ثباتی ۱۵۴
دنیا کی مذمت ۱۵۷
علاماتِ خدا خوفی ۱۶۱

اعمالِ صالحہ ۱۶۴

خوفِ الٰہی ..... ایک عظیم نعمت ۱۶۵
توبہ و استغفار ۱۶۸
در گزر ۱۷۱
فضیلتِ صبر ۱۷۴
مشکلات پر صبر ۱۷۷
شرعی قوانین کو کس طرح مؤثر بنایا جائے ۱۷۹
اقامتِ صلوٰۃ اور اصلاحِ معاشرہ ۱۸۵
فضائل و مسائلِ رمضان ۱۹۰
مقصدِ روزہ ۱۹۲
فلسفۂ حج ۱۹۵
حج بیت اللہ ۱۹۹
حج و عمرہ کا صوفیانہ تصور ۲۰۴
زکوٰۃ وعشر اسلام کا اقتصادی حصہ ہیں۔ ۲۰۸

اسلام کے کھلے دشمن

یہودیت۔ نصرانیت۔ قادیانیت ۲۱۲
یہودیت کے مختلف روپ ۲۱۳

Marfat.com

میلادِ حبیبِ کبریا

میلادِ حبیبِ کبریا	۲۳۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری	۲۳۱
عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت	۲۳۶
سیرتِ مقصودِ کائنات	۲۴۱
انقلابِ عظیم	۲۴۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سخی	۲۴۶
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بطور معلمِ اخلاق	۲۵۳
محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور سخاوت	۲۵۸
حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی اعلیٰ اقدار	۲۶۴
صدیق و عتیق	۲۷۲
درسِ مثنوی	۲۷۵
فلسفۂ عشق — مثنوی مولانا روم کی روشنی میں	۲۷۶
نظریہ وحدت الوجود — مولانا روم کی نظر میں	۲۸۲
حسد کی مذمت	۲۸۶
اسبابِ زوالِ امت	۲۹۱
ایفائے عہد	۲۹۵
حقوق العباد	۲۹۸

Marfat.com

دینی تعلیم اور خواتین	۲۹۹
مزدور اور آجر کا باہمی ربط	۳۰۴
عائلی عدل	۳۱۱
نظامِ مصطفےٰ میں ذمیوں کا تحفظ	۳۱۹
تذکرہ اولیائے کاملین	۳۳۰
خواجہ کے دیوانے اشکوں کے نذرانے	۳۳۱
حضرت بابا فرید گنجشکر علیہ الرحمہ کے افکار و تعلیمات	۳۴۲
شیخ الاسلام سیدنا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ	۳۴۶
میرے مرشد	۳۵۱

Marfat.com

درسِ قرآنِ مجید

Marfat.com

Marfat.com

حروفِ مقطعات

سورۂ بقر کا شان نزول، وجہ تسمیہ اور فضائل و محاسن کے بعد اب حروفِ مقطعات اور ان کی حقیقت کے بارے میں چند تفسیری کلمات بیان کئے جاتے ہیں۔

حروفِ مقطعات کو حروفِ مقطعات اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات حروفِ تہجی کی طرح جدا جدا پڑھے جاتے ہیں۔ اِس لئے مقطعات حروف کہلاتے ہیں۔ ان کے بارے میں حضرات مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول خلفاء راشدین اور جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کے نزدیک یہ حروف متشابہات میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ان کی مراد معلوم نہیں کما قال اللہ تعالیٰ وما یعلم تاویلہ الا اللہ۔[1]

ان متشابہات کی حقیقت سوائے ربِ قدوس جل مجدہٗ کے کسی کو معلوم نہیں۔

دوسرا قول بعض سلف اور جمہور متکلمین اور خلیل سیبویہ کے نزدیک حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں جن کے شروع میں یہ مذکورہ ہیں۔ جو مضامین اِس سورت میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ یہ حروف مقطعہ اس تفصیل کا اجمال ہیں جیسا کہ صحیح بخاری شریف کا نام (الجامع الصحیح المسند من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم وسننہ وایامہ) کتاب موصوف کے تمام مفصل مضامین کا اجمال ہے جس طرح مرکباتِ کلامیہ کا مفید معنی ہونا۔ ان کے اجزاء یعنی کلماتِ مفردہ کے مفید معنی ہونے پر موقوف ہے۔ اسی طرح کلماتِ مفردہ کا مفید معنی ہونا حروف ہجائیہ کے مفید

[1] ان کی تاویل معنی رب کے بغیر کوئی نہیں جانتا

Marfat.com

معنی ہونے پر موقوف ہے۔ جس درجہ کلام میں ترکیب ہوگی اسی درجہ معنی میں بھی ترکیب ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مرکبات اضافیہ اور مرکبات توصیفیہ کے معانی میں اتنی ترکیب نہیں جتنی کہ مرکبات تام خبریہ کے معنی میں ترکیب ہے۔ ترکیب لفظی کے انحطاط سے ترکیب معنوی حروف میں بھی انحطاط آگیا۔ مرکبات اضافیہ اگرچہ فی حد ذاتہا مرکبات ہیں مگر مرکبات تام خبریہ کے لحاظ سے فی الجملہ بسیط ہیں اور اسی نسبت سے اُن کے معنی میں بھی بساطت اور اجمال ہے مگر حروف ہجائیہ مادہ کلمات ہونے کی وجہ سے انتہا درجہ کے بسیط ہیں۔ لہٰذا اسی نسبت سے ان کے معانی میں بھی انتہا درجہ کی بساطت اور غائیت درجہ کا اجمال ہے جن کا بغیر تائیدِ غیبی کے سمجھنا ناممکن و محال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے "فوز الکبیر" میں اسی مسلک کو اختیار فرمایا ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں بعض اہی حضرات پر منکشف ہوتے ہیں جو منجانب اللہ خاص طور پر علومِ نبوت کے وارث بنائے گئے بلکہ کبھی وقت حروفِ مقطعات خود بخود ان وارثینِ علمِ نبوت کے سامنے اپنے اندرونی اسرار و غوامض بولنے لگتے ہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر سنگریزوں نے تسبیح پڑھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے کانوں سے سنگریزوں کی تسبیح کو سنا اور گوہ اور ہرن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتے تھے۔ باقی ہم جیسوں کا حروف مقطعات کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہنا ہرگز اس کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ نفس لامر اور واقعہ میں یہ حروفِ معانی اور حقائق سے عاری ہیں۔

(روح المعانی)

حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک آیت کیلئے ایک ظہر اور ایک بطن ہے یعنی ظاہری معنی کے علاوہ اس آیت کے کچھ باطنی اور معنوی اسرار و لطائف بھی ہوتے ہیں جن کو ارباب باطن ہی سمجھتے ہیں اور وہ باطنی اسرار مدلول لفظی کے ماتحت ہوتے

Marfat.com

ہیں مخالف نہیں ہوتے بلکہ باطنی اسرار کے حق اور باطل ہونے کا معیار ہی یہ ہے کہ وہ آیت کے ظاہری مدلول کے مطابق ہوں نہ کہ مخالف کہ شرط یہ ہے کہ وہ باطنی معنی ظاہری ملول مدلول کے ماتحت ہو اور ظاہر ہے کہ ماتحت ہو کر مافوق کا مخالف کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا ممکن ہے کہ حروف مقطعات ظاہر کے اعتبار سے مجہول الکنہ اور غیر معلوم المراد (جس کی حقیقت و مراد معلوم نہ ہو) اور باطن کے اعتبار سے ارباب باطن کے نزدیک معلوم المراد ہوں۔

Marfat.com

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

اللہ کی پناہ مانگتا ہوں نکالے ہوئے شیطن سے

قرآن حکیم کا واضح ارشاد ہے فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم کہ جب تم قرآن حکیم کی تلاوت کرنے لگو تو مردود شیطان سے پناہ مانگا کرو۔ اسی حکم کی اطاعت میں ہم قرآن حکیم کا آغاز اسی سے کرتے ہیں۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات سے واضح ہے بعض انبیاء علیہم السلام نے اللہ کے حضور پناہ مانگی۔ قرآن حکیم کی پچھلی دونوں سورتوں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس میں حضور علیہ السلام کے ذریعہ سے ہمیں یہی تعلیم دی گئی کہ مشکلات و مصائب رنج و آلام میں ہم بھی اپنے رب قدوس سے ہی پناہ مانگا کریں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب قدوس نے اعوذ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہِ قدس میں عرض کیا۔ انی اعوذ بک ان اسالک سیدنا یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا معاذ اللہ انہ ربی۔ حدیث پاک میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ دس بار اعوذ باللہ پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس پہ فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے۔ تفسیر روح البیان میں سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جو شخص خلوص کے ساتھ

Marfat.com

اعوذ باللہ پڑھ لے تو ربِ قدوس اُس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے۔

اعوذ باللہ میں یہ نہیں ذکر فرمایا گیا کہ شیطان مردود کے کسی دھوکہ سے پناہ مانگتا ہوں کسی خاص دھوکہ کا ذکر نہ کرنے میں اشارہ ہے کہ اِس کی تمام قسم کی خباثتوں شرارتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

شیطان ہمارا بہت بڑا دشمن ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم امن میں رہیں۔ ہمیں سکون ملے۔ وہ ہمیشہ ہمیں مختلف قسم کے فتن و فسادات، جنگ و جدل میں مصروف رکھ کر خدائے قدوس سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ ضروری تھا کہ پناہ بھی کسی بڑی قوت کی حاصل کی جاتی۔ اِس لئے انسان سے کہلوایا گیا ہے کہ اے بندے یہ کہہ کر تو میری پناہ میں آ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم صوفیاء کرام کا تو یہ موقف ہے کہ جو شئے اللہ تعالیٰ سے دُور کرے، ذکرِ الٰہی سے باز رکھے وہ شیطان ہے جن ہو یا انسان، کوئی موذی جانور ہو یا ہمارا نفس۔

نفس ما ھم کمتر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

اعوذ باللہ پڑھنے میں گویا انسان اپنے رب قدوس کے حضور اپنے عجز اور کمزوری کا اظہار کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

جیسے قرآنِ حکیم کو مس کرنے کے لئے باوضو ہونے کا حکم ہے اور وضو سے جسم پاک ہو جاتا ہے اِسی طرح اعوذ پڑھنے سے دِل اور زبان کی پاکیزگی بھی ہو جاتی ہے۔ قرآنِ حکیم فرماتا ہے بارگاہِ قدس میں پاک طیب کلمات اُٹھائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص جسم تو پاک رکھتا ہے مگر عقائد پاکیزہ نہیں۔ نظریات سُتھرے نہیں۔ عمل صالح نہیں تو ایسے امُور تلاوت کو بھی بے اثر بنا دیتے

ہیں۔ جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت ہے اور عطائیہ کہتے ہیں کہ ہر قرأۃ کے شروع میں استفادہ واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز تلاوت سے قبل زبان اور قلب کی طہارت ضروری ہے۔ اِس لئے پہلے استفادہ کا حکم دیا گیا کہ زبان اور قلب کو ایک گونہ طہارت حاصل ہو جائے۔

Marfat.com

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جو تمام کائنات کا ربّ ہے

تفسیر پوری آیت کریمہ کا معنی یہ ہو گا حقیقی ستائش خدا تعالیٰ جل مجدہٗ کے لیے ہی خاص ہے جس کی ربوبیّت اصلی اور ذاتی اور کامل ہونے کے علاوہ تمام جہانوں کے لئے عام اور محیط ہے۔ فرعون نے جب کہا "وما رب العلمین" رب العلمین کیا چیز ہے تو جواباً سیدنا کلیم علیہ السلام نے فرمایا رب السمٰوٰت والارض وما بینھما یعنی رب وہ ہے جس کی تربیت زمینوں آسمانوں اور کل عالم کو محیط ہے۔ یہ تردّد نہیں ہونا چاہیئے کہ والدین۔ آفتاب۔ چاند۔ تارے وغیرہ مخلوق سے بھی تو روزانہ تربیت کا ظہور دیکھنے میں آتا رہتا ہے۔ مخلوق کی سب تربیتیں اُسی رب العالمین کی ہی صفت تربیت کا ظہور ہے کہ قرآنِ مقدس نے فرمایا رَبُّکُمْ وَ رَبُّ آبَائِکُمُ الاولین۔ رَبُّ المشرقِ والمغرب فرمایا کہ ربوبیّت کے تمام حالات و تغیرات اور کیفیات کو محیط ہونا فرما دیا۔ مفہومِ کلام یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ربوبیّت کِسی شخص کسی زمان اور کِسی مکان اور کِسی حالت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سب کو محیط ہے۔ اِسی لئے وہی عبادت اور مستحق حمد و ثنا ہے۔

خدائے قدوس جل مجدہٗ کی ربوبیت کا ظہور دو طرح سے ہوتا رہتا ہے مخلوق کا ایک حصّہ وہ ہے جو بلا امتیاز انعامات سے نوازا جاتا رہتا ہے۔ مثلاً بارش، روشنی، ہوا، مال، اولاد عزت، حکومت۔ خدائے قدوس جل مجدہٗ کی ربوبیّت عمومی کے مظہر ہیں۔ نبوّت، ولایت

Marfat.com

ایسے العلامات ربوبیّت خصوصی کے مظہر ہیں۔ لفظ عالمین کی وسعت میں عالم۔ ملائکہ۔ عالم جن و انس۔ عالمِ برزخ، عالمِ ناسوت، عالمِ ملکوت۔ عالمِ علوی، عالم سفلی، عالم ارواح وغیرہ سبھی کو شامل ہے۔ جب ہم بے پناہ عالموں کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں تو خدائے قدوس جل مجدہٗ کی ربوبیّت کی حقیقت کا کس طرح احاطہ کر سکتے ہیں۔

عالم وہ چیز ہے جس سے خالق کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عالم کو عالم اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ علامت ہے اسماءِ الٰہی اور صفاتِ خداوندی کے لئے عالم میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اس کے کسی اسم کا مظہر اور آئینہ ہے۔ مومن و کافر اس کی شان اور انعام اور انتقام کے مظہر ہیں۔ صاحبِ عزت و صاحبِ ذلت اسی کی شان تُعِزُّ من تشاء و تذل من تشا کے آئینہ ہیں۔ عالمِ غیب اور عالمِ شہادت اس کے نام نامی ھوالظاھر والباطن کے لئے آئینہ ہیں۔

خدائے قدوس جل مجدہٗ کی پہلی صفت ربوبیّت ہی ہے۔ جس کا نغمۂ جانفزا سب سے پہلے ارواح کے کانوں میں پہنچا۔ تمام روحوں کو اکٹھا کر کے فرمایا جاتا ہے الست بربکم کیا تمہارا رب نہیں۔ قالوا بلیٰ سب نے بیک آواز کہا بلیٰ ہاں یقیناً تو ہمارا رب ہے۔ خدائے قدوس نے اس نام سے ہی اُن سے عہد و میثاق لیا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء مرسلین اور عباد مخلصین کی جو دعائیں حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں لفظ ربّ سے عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔ (۱) مالک آقا (۲) مربی پرورش کرنے والا (۳) فرمانروا حاکم۔ اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا ربّ ہے۔

پہلا معنی اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے مالک ہے۔ اگرچہ دنیا میں مالک مملوک کی اصطلاح رائج ہے مگر یہ ملکیت قطعی عارضی، فانی اور غیر حقیقی ہے حقیقی مالک وہی ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے اور جو ملکیّت لوگوں کی ہے وہ عطائی۔

Marfat.com

جو محدود ہے اور فانی ہے۔

دوسرا معنی مربی اور پرورش کرنیوالا ہے اگرچہ یہ معنی مخلوق میں بھی مستعمل ہے۔ بالخصوص ماں باپ کے لیے ارشاد ہوتا ہے کما ربیانی صغیرا مگر والدین کی پرورش اور خدائے قدوس کی پرورش کرنے میں بے حد فرق ہے۔

پہلا فرق یہ ہے کہ ماں باپ صرف اولاد کو یا کسی خاص عزیز کو ہی پال سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کا پالنہار ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ والدین کی پرورش میں اولاد کے متعلق کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بلا غرض پالتا ہے۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ والدین بچوں کو پالنے میں بہت سی چیزوں کے محتاج ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ مخلوق کے پالنے میں کسی ہستی کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہر ہستی اس کی محتاج ہے۔

چوتھا فرق یہ ہے کہ والدین کی پرورش اولاد کے لئے ایک حد تک ہے۔ جب اولاد جوان ہو جائے تو خود کام کاج کرے مگر اللہ تعالیٰ کی پرورش اس کی پوری زندگی سے وابستہ ہے خواہ اس کی عمر ہزار برس ہی کیوں نہ ہو۔

پانچواں فرق یہ ہے کہ ماں باپ صرف جسم کو ہی پال سکتے ہیں اور رب قدوس روح کی بھی پرورش فرماتا ہے۔

Marfat.com

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ

خاص تیری ہی بندگی کرتے ہیں

تفسیر پہلی آیت پاک میں معرفت ربوبیت کا ذکر تھا۔ اب معرفت عبودیت کا ذکر ہے یعنی اجسام علویہ آسمان، عرش، کرسی، لوح وقلم، سورج، چاند تارے اور اجسام سفلیہ، زمین، پہاڑ، درخت، شجر و حجر، جن و انس، وحوش و طیور وغیرہ مخلوقات میں سے ہم کسی کو تیرا شریک نہیں ٹھہراتے اور ہر خیر و شر کا تجھے مالک گردانتے ہیں۔

مفہوم عبادت:۔ اس کی دو تعریفیں کی گئی ہیں۔

۱۔ کسی کو مالک خالق یا خالق کا حصہ دار مان کر اس کی اطاعت کرنا عبادت کہلاتا ہے ایک بت پرست بُت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور مسلمان کعبہ کے سامنے، پھر کیا وجہ ہے بُت کے سامنے سجدہ کرنیوالا کافر اور کعبہ کے سامنے سجدہ کرنیوالا مومن۔ ظاہر ہے کہ بُت پرست کی نیّت غلط تھی کہ وہ قابل پرستش ہے اس لیے کافر ہے! مومن کی نیّت صاف تھی اس لئے کعبہ کو خدا نہ مانا لہٰذا مومن رہا۔ جب تک کسی کی اطاعت اِس نیّت سے نہ ہو کہ وہ خالق یا اس کا حصہ دار ہے تو وہ عبادت نہیں ہے۔

(۲) نہایت درجہ تعظیم کے لئے دِل و جان سے تذلّل اختیار کرنا عبادت کہلاتا ہے۔ عبادت کی اِس تعریف پر

Marfat.com

★ وہ تذلل جو جبر سے ہو عبادت نہیں کہلائے گا۔

★ وہ تذلل جو اختیاری نہ ہو عبادت نہیں ہوگا۔

★ وہ تذلل جس سے مقصود تعظیم نہ ہو وہ تمسخر واستہزاء ہوگا۔

لائق عبادت اور مستحق بندگی وہی ذات بابرکات ہوگی جو غائیت درجہ کی عظمت و جلال، خوبی وکمال اور انتہائی جود و نوال کے ساتھ متصف ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور درجہ اور مرتبہ عقل وخیال میں نہ آسکے اور ان خوبیوں کا مالک نہ ہو۔ اس کے سامنے اس درجہ کا تذلل و عجز بے معنی و بے محل ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن حکیم نے شرک کو ظلم عظیم کہا۔

★ وجود باری اور توحید باری تعالیٰ کا مسئلہ فطری، عقلی اور بدیہی ہے اور عقلاء عالم کا اجماعی ہے۔ وجود باری تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی آمد پر موقوف نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وجود باری تعالیٰ کا منکر ناجی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ جہنمی ہے۔

★ "نَعْبُدُ" جمع کا صیغہ لانے میں ایک حکمت یہ ہے کہ عبادت کرنے والا یہ نہ سمجھ لے کہ میں اکیلا ہی عابد ہوں بلکہ میری طرح کروڑوں مخلوق اس کی عبادت گزار ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور مقبول بندوں کے ساتھ ملا کر پیش کرے کہ مقبولیت نصیب ہو اور دوسرے مقبولین بارگاہ کے صدقہ سے یہ بھی نوازا جائے۔

"ایاکَ" کو "نَعْبُدُ" پر مقدم لانے میں یہ حکمت ہے کہ عابد کا تعین ہو کہ عبادت صرف اور صرف اسی کی رضا کے لئے ہے۔ کسی اور غرض کے لئے نہیں ہے۔ مقصود حقیقی رضائے مولیٰ ہی ہے۔ نیز "ایاک" پہلے لانے میں یہ بھی اشارہ ہے جو پہلے ہو اس کا ذکر بھی پہلے ہی چاہیے۔

صوفیاء کے نزدیک وہی عبادت کامل ہے جس میں اللہ کو راضی کرنا مقصود ہو

Marfat.com

عبادت کی روح یہ ہے کہ انسان اندھیرے سے نکل کر نور میں پہنچ جائے۔ عبادات مشکلات ومصائب کا حل ہے۔ جس عمل سے پیارا راضی ہو وہ عبادت ہے اور جس کام سے وہ ناراض ہو گناہ ہے۔ اگرچہ اچھا ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ روزہ رکھنا مبارک کام ہے' نیک عمل ہے۔ مگر عید کے دن روزہ رکھنا گناہ ہوگا کہ محبوب راضی نہیں۔ آفتاب نکلتے، غروب ہوتے وقت نماز پڑھنا گناہ ہے کہ اللہ و رسول راضی نہیں۔

87319

69819

Marfat.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

اس کتاب میں کچھ شک نہیں

تفسیر اس مبارک مقدس کتاب میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کتاب کے کامل و بے مثال ہونیکی ڈیل یہ ہے کہ یہ کتاب شبہات سے بالاتر ہے۔ یہ کتاب پہلی تمام کتب سماویہ کے مضامین کی جامع ہے یہی وجہ ہے اس کتاب کا اقرار تمام کتب کا اقرار ہے۔ اس کا انکار تمام کتب کا انکار ہے۔

مالک بن صیف یہودی مسلمانوں کے دلوں میں شک ڈالتا تھا کہ یہ وہ کتاب نہیں ہے جس کی خبر پہلی کتابوں میں دی گئی ہے۔ اس کی تردید میں یہ فرمایا گیا یہ وہی کتاب ہے جس کی خبر انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے ہیں یہود و نصاریٰ کے حقیقت پسند طبقہ نے قرآن حکیم کو سنتے ہی اسے حق و سچ اور کلام الٰہی ہونا مان لیا۔ اور وہ طبقہ جن کے قلوب ہوس زر میں ملوث تھے محروم رہا۔

قرآن حکیم کے شک و شبہ سے بالاتر ہونے کے متعلق غیروں نے بھی گواہی دی ہے۔ الفضل ما شهدت به الاعداء فضیلت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی گواہی دے مسٹر کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی تحریر کتاب الاسلام میں لکھتا ہے جس کا ترجمہ مصر کے مشہور مصنف احمد فتحی بک نے ۱۸۹۸ء میں شائع کیا۔ عقل حیران ہے کہ اس قسم کا کلام ایسے شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے یہ وہی کلام ہے جس کی

Marfat.com

بلند انشاپردازی نے عمر بن خطاب کو مطمئن کر دیا۔ اُن کو خدا کا معترف ہونا پڑا۔ یہ وہی کلام ہے جس کی تلاوت بادشاہ حبشہ نجاشی کے سامنے کی گئی تو اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور بشپ چلا اُٹھا یہ کلام اُسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نکلا تھا۔

انگلستان کے نامور مورخ ڈاکٹر گبن نے اپنی مشہور کتاب "سلطنت روما کا انحطاط" کی جلد ۵ باب ۵۰ میں لکھا ہے۔ قرآن کی نسبت بحر اطلانتک سے لے کر دریائے گنگا تک مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے۔ قانون اساسی ہے اور صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں بلکہ احکام تعزیرات کے لئے اور اُن قوانین کے لئے بھی ہے جن پر نظام کا مدار ہے جس سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے جن کو حیات انسانی کی ترتیب سے گہرا تعلق ہے۔

فرانس کے مشہور صاحب قلم ڈاکٹر مورلیس نے لکھا ہے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کیں اُن سب میں یہ بہترین کتاب ہے اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفۂ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اس میں آسمان و زمین بنانے والوں کی حمد بھری ہے۔ خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے۔ (اخبار وحدت ۸، فروری ۱۹۲۵ء)

مسٹر آرنلڈ وہائٹ نے اسلامک ریویو مئی ۱۹۱۶ء میں لکھا ہے: وہ اسباق جو ہم عہد نامہ عتیق و جدید سے یہودیوں کے توسط سے سیکھتے ہیں ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا سکھاتے ہیں لیکن قرآن نے جس کو ایک ساربان کے فرزند نے لکھا مسلمانوں کو نہ صرف زبردست جنگ آرائی سکھائی بلکہ پرائیویٹ زندگی میں ہمدردی۔ خیرات، فیاضی، شجاعت اور مہمان نوازی کا سبق پڑھایا۔

ڈاکٹر کینن آئزک بحیثیت صدر کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و

Marfat.com

استقامت لازمی فرض ہیں۔ بے شبہ اسلام کے تمام اصول ارفع ہیں اور اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدن سکھلاتی ہیں۔

(اخبار وحدت ۸، فروری ۱۹۲۵ء)

انگلستان کے مورخ وڈول قرآن حکیم کے متعلق لکھتے ہیں:۔ جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر نئے نئے پہلوؤں سے اثر ہوتا ہے اور فوراً ہمیں مسخر کر لیتی ہے متحیر بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے یہ ہر زمانہ میں اپنا پر زور اثر دکھاتی رہے گی۔

(اخبار العدل گوجرانوالا، جنوری ۱۹۲۷ء)

مشہور مورخ مسٹر گبن لکھتا ہے کہ "محمد کا مذہب شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ مکہ کے پیغمبر نے بتوں اور انسانوں اور ستاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابلِ زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے (بحوالہ حقانی ج ۲ صہ ۶۱)

ذٰلِكَ۔ اشارہ دور کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر ایسے مشارٌ الیہ پر استعمال ہوتا ہے جو حسی طور پر تو نزدیک ہے مگر مقام برتری، عظمت، شان کے لحاظ سے دسترس سے دور ہو۔ نیز یہ ضروری نہیں کہ ذٰلِكَ دور کے لئے اور ھٰذا قریب ہی کے لئے استعمال ہو بلکہ "ذٰلِكَ" بھی قریب کیلئے استعمال ہو سکتا ہے۔

اس کتاب کے مضامین، مطالب، معانی۔ اس درجہ قطعی اور یقینی ہیں کہ تردد کی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے برعکس تورات، انجیل اصل ہی سے مشکوک ہے۔ مسئلہ تثلیث، مسئلہ کفارۂ مسیح الوہیت مسیح ایسے مضامین میں نہ صرف عقل کو تردد ہے بلکہ عقلِ سلیم اسے باطل ہی سمجھتی ہے۔ کون سی عقل تسلیم کرے گی کہ انبیاء علیہم السلام بھی جھوٹ اور بت پرستی ایسے جرائم کے مرتکب ہو جاتے ہیں (معاذ اللہ) کون تسلیم کرے گا کہ

Marfat.com

لوط علیہ السّلام اپنی بیٹیوں سے جُرم کے مُرتکب ہوئے تھے (معاذ اللہ) ایسے مضامین موجودہ تورات میں موجود ہیں۔ قرآنِ حکیم کے ۳۲ اسمائے گرامی میں سے ایک نام "کتاب" بھی ہے۔ لفظ کتاب "کَتَبٌ" سے بنا ہے جس کا ایک معنی جمع ہونا بھی ہوتا ہے۔ لشکر کو "کتیبہ" اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں بہت سے انسان جمع ہوتے ہیں یا اس لئے کتاب نام ہے کہ قرآنِ حکیم اوّلین و آخرین کے علوم، معاملات اپنے اندر جمع کئے ہوئے ہے۔ یا اس لئے کہ قرآن مقدس میں عقائد، معاملات، اخلاق و سیاسیات سینکڑوں عنوانات ایک ساتھ اکھٹے ہیں۔

کتاب بمعنی مکتوب (لکھی ہوئی چیز) بھی ہے یعنی لکھنے میں کامل و مکمل یہی کتاب ہے۔ سب سے پہلے یہ کتاب لوحِ محفوظ پہ لکھی گئی پھر پہلے آسمان پر، پھر مسلمانوں کے سینوں میں اور پھر کاغذ پہ۔ دنیا بھر کی کوئی کتاب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ تورات شریف کی ایک ہزار سورتیں تھیں اور ہر سورۃ میں ایک ہزار آئتیں تھیں۔ جناب موسےٰ علیہ السّلام نے عرض کی اے رب ذوالجلال! اتنی بڑی ضخیم کتاب کون پڑھے گا اور کون حفظ کر سکے گا۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اس سے بڑی اور اعلیٰ شان والی کتاب نبی آخر الزمان پر اتاروں گا لیکن اس کی اُمت کے بچوں تک کو یاد ہوگی۔ (روح البیان)

لاریب فیہ میں "لا" نفی جنس ہے اس سے اصل چیز کا ہی انکار ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ "ریب" شک، تردد اور پریشانی کے معنی میں آتا ہے یہی وہ کتاب ہے جس پہ زبان دانی کے ماہر فصاحت و بلاغت کے شہسوار دوسروں کو عجمی کہہ کر بلانے والے اور اپنے مقابلہ میں دوسروں کو گونگا کہنے والے آج تک گونگ ہیں اور "فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ" کے اعلان کے باوجود مقابلہ سے عاجز رہے ہیں۔ اگر اس کتاب کا مقابلہ کر سکتے تو انہیں جنگ و جدل میں پڑ کر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آسان تھا کہ اس کتاب کا جواب پیش کر دیتے مگر ایسا نہ کر سکے اور نہ ہی کر سکیں گے۔

Marfat.com

درسِ قرآنِ پاک

استقامت

۱۶ ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیا و سیجزی اللہ الشاکرین ۱۴۴ پ آل عمران۔

اس آیہ کریمہ کو پچھلی آیہ پاک سے تین طرح کا تعلق ہے۔

پہلا تعلق یہ ہے۔ گذشتہ آیہ میں مسلمانوں کو جنت کی بشارت دے کر بہادر بنایا گیا کہ اگر تم جنتی بننا چاہتے ہو تو ثابت قدمی اور بہادری دکھاؤ۔ اب اس آیہ میں پچھلی اُمتوں کا اجمالی ذکر سنا کر انہیں بہادر بنایا جا رہا ہے کہ پہلے بہت رسول گذرے اور ان کی اُمتوں پر کئی مشکلات آئیں تم خیر الامم ہو کر ان سے بڑھ کر دلیر بنو۔

دوسرا تعلق یہ ہے۔ پچھلی آیہ پاک میں اخلاص کی تعلیم دی گئی ہے کہ ہر نیکی اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی رضا کے لئے کرو۔ اس آیہ میں انہیں استقامت کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس ظاہری حیات کے ساتھ رہیں یا تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہو کر عالم خلق سے نکل عالم برزخ کو جا کر آباد فرمائیں تم دین پر قائم رہو اور اُن کے مکان بدل لینے سے گھبرا نہ جاؤ۔ استقامت کامیابی کی چابی ہے۔ الاستقامۃ خیر من الف کرامۃ کہ استقامت ہزار کرامت سے افضل ہے۔

Marfat.com

تلیسرا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ پاک میں مسلمانوں کو خبر دی گئی تھی کہ تمہاری چھانٹ کرنے کے لئے کچھ آزمائشیں آئیں گی تاکہ منافق و مخلص الگ ہو جائیں۔ اب ایک بڑی آزمائش کی خبر دی جا رہی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف مسلمانوں کے لئے تمام آزمائشوں سے بڑی آزمائش ثابت ہوگی۔ گویا یہ آیہ گذشتہ آیت ولیمتحف اللہ کے اجمال کی کچھ تفصیل ہے۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے جنگِ اُحد شریف میں جب شمع نبوت کے پروانے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابہ اپنے اپنے محاذ پر عشق و محبت کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔ جیسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف سے آنیوالے تیر اپنے جسم پر لئے حتیٰ کہ بازو شل ہو گیا۔ سیّدنا نعمان بن منذر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال کا کام دے رہے تھے کہ تیر لگنے سے آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی جسے جنگ ختم ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگا کر درست فرما دیا تھا اور وہ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن رہی۔ سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ ۸۳ زخم کھا کر شہید ہو گئے تو اسی دوران عبد اللہ ابن قمیعہ، عتبہ ابن ابی وقاص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر لوٹ پڑا اولاً تو پتھر سے حملہ کیا جس سے آپ کی ناک شریف میں زخم آیا دانت مبارک کا ایک کونہ شہید ہوا اور خود مبارک لوٹ کر سر مبارک میں لگا پھر عبد اللہ ابن قمیعہ نے قتل کے ارادہ سے حملہ کیا تو مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر وار روکا اور شہید ہو گئے۔ ابن قمیعہ سمجھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ابن قمیعہ چیخا میں نے محمد بن عبد اللہ کو شہید کر دیا۔ یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو منافقین نے کہا مدینہ والو اب اپنے پرانے دین پر لوٹ آؤ اگر وہ سچے نبی ہوتے تو کفار کے ہاتھوں شہید کیوں ہوتے۔ بعض ضعفاء بولے کہ عبد اللہ بن ابی (منافق) سے کہو کہ ہمیں ابو سفیان سے امان دلوا دے ہم ان کی اطاعت قبول کر لیں گے مگر راسخ العقیدہ مسلمانوں نے کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ پھر سب

Marfat.com

سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کی خبر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے پاس بلایا۔ جب لوگ حضور علیہ السلام کے گرد جمع ہو گئے تو یہ آیہ پاک اُتری جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اور محمد تو ایک رسول ہیں اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے۔ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو حوصلہ دے گا۔"

اس ارشادِ خداوندی میں راسخین کی تائید اور منافقین کی تردید، ضعفاء مومنین پر عتاب فرمایا گیا ہے۔ مسلمانوں سے فرمایا گیا ہے "اے مسلمانو! حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نہیں ہیں کہ انہیں وفات نہ ہو وہ تو خالص بندے اور تمام کائنات کے شاندار رسول ہیں اُن سے پہلے بہت سے پیغمبر گذرے جو دُنیا میں تشریف لائے اور اپنا فرض تبلیغ ادا کر کے تشریف لے گئے اور اُن کے بعد اُن کی اُمتوں نے دین پر استقامت کی دینی خدمات انجام دیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں یا فرض کرو شہید ہو جائیں تو کیا تم اسلام سے پھر جاؤ گے۔ ہرگز نہ پھرو گے۔ پھر تم غزوۂ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سُن کر گھبرا کیوں گئے اور تم میں بعض نے ابو سفیان سے امان کی درخواست کرنے کا خیال بھی کیوں ہوا اور تم سے منافقین نے یہ کیوں کہا کہ اسلام چھوڑ کر پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ ان بدنصیبوں کو تم سے یہ بات کہنے کی ہمت ہی کیوں ہوئی۔ خیال رکھو کہ اسلام تو قائم رہے گا اگر کوئی اسلام سے یا جہاد سے پھر بھی جائے تو نہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ سکتا ہے نہ اُس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔" مکہ مکرمہ کے سرداران قریش نے اسلام کو ختم کرنا چاہا تو خود ہی ختم ہو گئے۔ اسلام باقی ہے اور اس کی خدمت کے لئے مدینہ منورہ کے غریب انصار منتخب کر لئے گئے اس سے عبرت پکڑو اور اسلام و جہاد پر استقامت اختیار کرو کہ تمہارا نام شاکر بندوں کی فہرست میں آئے۔ اللہ تعالیٰ شکر گذار بندوں کو دُنیا میں بھی

بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں بھی ثواب لہٰذا شاکر بنو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سُن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم متحیّر و ششدر ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو سکتی نہیں آپ سو گئے ہیں فرمایا جو یہ کہے گا آپ فوت ہو گئے ہیں میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت لوگوں کو یہی آیت پاک سُنائی۔ صحابہ فرماتے ہیں ہم کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت آج نازل ہوئی۔ اِس نازک مرحلہ پر ایک صدیق اکبر کا دم تھا جنہوں نے تمام بوجھ اُٹھایا۔

اِس آیہ کریمہ سے **چند فائدے** بھی معلوم ہوئے:

پہلا فائدہ تو یہ کہ مومن کو ہر نیک کام میں استقامت چاہیئے کسی خوشی غم میں اپنے راستہ سے نہ ہٹے مشکلات و مصائب برداشت کرنے کے سلسلہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی پاک سے درس سیکھے۔

دوسرا فائدہ: قد خلت من قبلہ الرسل سے معلوم ہوا پہلے انبیاء علیہم السّلام کے اُدیان اور نبوتیں منسوخ ہو گئے۔

تیسرا فائدہ: فلن یضرّ اللہ سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ حضور علیہ السّلام اور اسلام ہم سے بے نیاز ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے کہ دین پر رہیں اور عاقبت سنواریں۔

چوتھا فائدہ: گذشتہ انبیاء کی اُمتوں کے حالات سنا کر مسلمانوں میں دلیری پیدا کرنا سُنّت الٰہیہ ہے رب تعالیٰ نے غزوۂ اُحد کے غازیوں کو گذشتہ اُمتوں کی استقامت سُنائی کہ وہ لوگ اپنے رسولوں کے گذر جانے پر دین سے نہ ہٹے۔ تم اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سُن کر کیوں گھبرا گئے۔

آیہ پاک کے پہلے حصّہ وما محمد الا رسول کے حصر سے یہ اعتراض غلط ہو گا کہ حضور علیہ السّلام میں صفت رسالت کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ اسی قرآن مقدس نے آپ کو شاہد

Marfat.com

مبشر، نذیر، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیّین ایسی صفات سے نوازا ہے۔ یہ حصر اضافی الوہیت کے لحاظ سے ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے۔ صرف رسُول ہیں اور رسول کی وفات کے بعد اُمّت کو دین سے پھر جانا چاہیئے۔

اسی طرح اس آیہ پاک کے دوسرے حصّہ قد خلت من قبلہ الرسل سے موت مسیح علیہ السلام کا استدلال بھی غلط ہے۔ اس آیہ پاک کی تشریح خلاصہ کے طور پر یوں کی جا سکتی ہے۔ اے لوگو! اگر تم محض اس بناء پر ایمان لائے ہو کہ تم میں ہمارے نبی جلوہ گر ہیں اور تمہارے دِل میں پہنچا نہیں تو تمہارا یہ ایمان بہت کمزور ہے سخت خطرہ ہے کہ تم نبی پاک کی وفات کے بعد ایمان سے پھر جاؤ بچہ کو ماں ہمیشہ گود میں نہیں رکھتی آخر کار اُسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے اور ہمیشہ اُسے دودھ نہیں پلاتی کبھی تو اُسے خود کھانا اور کمانا پڑتا ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ اجمعین

درس قرآن پاک

اخلاق کریمانہ

۲۷ نومبر ۱۹۷۲ئہ کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین ○

اس آیہ کریمہ کا گذشتہ آیات سے چند طرح کا تعلق ہے :۔

★ پہلا تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان غازیان احد کی معافی کا اعلان فرمایا ہے جن کے قدم اکھڑ گئے تھے اب حضور علیہ السلام سے فرمایا جا رہا ہے حبیب پاک تم بھی انہیں معاف کر دو۔

★ دوسرا تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیات میں غازیان احد پر اپنے انعامات کا ذکر فرمایا۔ اس میں ایک عظیم احسان کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ انہیں ایسے رؤف رحیم نبی کی امت سے بنایا جو اپنے مجرموں پر کبھی غصے ہوتے ہی نہیں گویا مسلمانوں سے فرمایا جا رہا ہے کہ مسلمانو تم دو کریموں کے درمیان ہو تمہارا بیڑا پار ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

تیسرا تعلق یہ ہے گذشتہ آیات میں رب تعالیٰ نے اپنی حمد فرمائی کہ ہم نے احد والوں کو معافی دے دی۔ اب حضور پاک علیہ السلام کی نعت فرمائی کہ وہ حبیب ہیں نرم

Marfat.com

دِل میں نیک خصلت ہے۔

★ اِس آیہ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے غزوۂ اُحد کے بعد حضرت عثمان عفان کی اہلیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئیں اور کچھ شکوے کئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نے بھی بی بی صاحبہ کی حمایت میں کچھ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہر دو بزرگوں کو عثمان غنی کا شکوہ کرنے سے منع فرمادیا۔ جب سیدنا عثمانؓ اپنے ساتھیوں سمیت حاضر خدمت ہوئے تو سرکار ابد قرار نے تبسّم فرمایا۔ اِس آیہ پاک میں حضور علیہ السّلام کے اُس خُلق کریمانہ اخلاق حمیدہ کی تعریف فرمائی ہے۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

★ ترجمہ یہ ہے "کتنی اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دِل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تم انہیں معاف فرماؤ اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرو تو اللہ پر بھروسہ کرو توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

★ خلاصہ تفسیر یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے غازیانِ اُحد جن کے قدم میدان اُحد میں اکھڑ گئے تھے ان کی ہمّت بندھائی ہے بلکہ عزت افزائی کے لئے اپنی معافی کا دو بار اعلان فرمایا اور کفار کے طعنوں کے جواب دے کر اپنے محبوب پاک علیہ السّلام کی تعریف و توصیف فرمائی اور اُن کے متعلق تین باتیں بیان کیں۔ فرمایا اے محبوب پاک آپ یا آپ کی اُمت پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ قدرتی طور پر ان حضرات پر بہت ہی نرم دِل واقع ہوئے کہ جنگی حالات میں حکم سے سرتابی کرنیوالے سپاہیوں کو نرم سے نرم دِل بادشاہ بھی سخت سے سخت سزائیں دیتے ہیں خصوصاً جبکہ ان کی غلطی سے ملک ملّت کو نقصان بھی پہنچا ہو مگر آپ ایسے رؤف ہیں ایسے رحیم و کریم ہیں کہ اُحد کی جنگ سے چلے جانیوالے صحابہ پر بھی آپ نے کوئی سختی نہ کی

حالانکہ اُن کی غلطی سے جنگ کا نقشہ بھی بدل گیا تھا۔ آپ کو بھی تکالیف پہنچیں۔ یہ وقت سزا دینے کا تھا مگر آپ نے اس وقت بھی کرم ہی کرم سے کام لیا اگر آپ سخت زبان یا سخت دل ہوتے تو لوگ آپ پر ایسے فدا نہ ہوتے سب آپکے پاس سے بھاگ جاتے لہٰذا اب ہم آپسے اُن سب کے بارہ میں کہتے ہیں کہ آپ کو جو کچھ تکالیف پہنچیں انہیں معاف فرما دو اور اُن کے بھاگ جانے سے جو کچھ دین کا نقصان ہوا اُس کی درگذر کے لئے ہم سے شفاعت کرو تاکہ ہم بھی انہیں مزید معافی دے دیں اور اُن کے درجے بڑھا دیں اس مرتبہ جو اُن سے غلطی سرزد ہوئی اس سے انہیں منصب وزارت سے علیحدہ نہ کرو بلکہ پہلے کی طرح آئندہ بھی انہیں اپنے مشوروں میں شریک رکھو اور جب مشورہ کے بعد کسی کام کا پختہ ارادہ فرما لو تو پھر اللہ تعالےٰ پر توکّل کرو نہ اپنی قوّت پر نہ اُن کے مشوروں پر اور پھر جو قدم اُٹھ چکا ہے اُسے پیچھے نہ کرو کہ توکّل کرنیوالے رب تعالیٰ کو پیارے ہیں اور پیارے دشمنوں کے حوالے نہیں کئے جاتے تو تم کیسے مغلوب ہوگے۔ اس آیہ پاک سے چند فائدے معلوم ہوئے:

★ پہلا فائدہ یہ کہ نرم دلی اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے جو کہ اُس کے کرم سے ہی ملتی ہے۔

★ دُوسرا فائدہ یہ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السّلام کو تمام صفات میں کمال بخشا ہے۔ اسی طرح نرمئ طبیعت، اعلیٰ گفتار، خوش خلقی میں کمال بخشا ہے۔

★ تیسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کسی کی طرف لوگوں کا میلان ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور لوگوں کی نفرت اللہ تعالیٰ کا عذاب جیسا کہ لانفضّوا سے معلوم ہوا۔

★ چوتھا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے پناہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے جیسا کہ واستغفرلھم سے واضح ہے۔ جب رب تعالیٰ اپنے بندوں کو کچھ عطا فرمانا چاہتا ہے تو اپنے حبیب پاک سے فرماتا ہے فصلّ علیھم اے حبیب اُن کے لئے ہم سے دُعائیں مانگو اور جب بندوں کو معافی دینا چاہتا ہے تو حضور علیہ السّلام سے فرماتا ہے واستغفرلھم اُن کے لئے ہم سے معافی مانگو۔ معلوم ہوا کائنات

Marfat.com

لئے دروازۂ عطا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔

پانچواں فائدہ یہ معلوم ہوا کہ حقوق اللہ کوئی بندہ معاف نہیں کر سکتا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ السلام کو عفو کے بعد استغفار کا حکم دیا کہ حبیب تم اپنے حق معاف کردو اور حقوق اللہ کے متعلق ہماری بارگاہ میں ان کی سفارش فرماؤ ۔

چھٹا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ اہم کاموں میں مشورہ لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سُنّت ہے اور اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا حکم بھی یہی ارشاد اسلامی جمہوریت کی اساس ہے ۔

ساتواں فائدہ یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بڑی عظمتوں کے مالک ہیں کہ رب العلمین جل مجدہ نے انہیں اپنے حبیب پاک کا مشیر بنایا۔ روح المعانی شریف میں روایت حاکم و بیہقی سے بسند صحیح روایت ہے کہ یہ آیہ وشاورھم میں حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم مراد ہیں یعنی اے محبوب پاک آپ ان دونوں کے مشورہ سے کام کیا کریں حضور علیہ السلام نے فرمایا جس چیز پر ابوبکر و عمر جمع ہو جائیں تو میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا ۔

آٹھواں فائدہ یہ معلوم ہوا کہ مشورے اور اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ اجمعین ۔

درسِ قرآنِ حکیم

علمائے یہود کے بُخل اور حسد کا تذکرہ

۲۸ جنوری ۱۹۷۳ء کو ۲/۱ ۴ بجے شام نشر ہُوا

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا سورہ النساء آیہ ۵۴

اِس آیہ کریمہ کا پچھلی آیات سے چند طرح کا تعلق ہے۔

پہلا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ میں اللہ تعالیٰ نے علماءِ یہود کی جہالت کا ذکر فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکین کو زیادہ ہدایت یافتہ کہتے ہیں۔ اِس آیہ میں اُن کے بُخل و حسد کا ذکر ہے۔

دُوسرا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ میں فرمایا گیا تھا کہ لعنتی آدمی کا مدد گار کوئی نہیں اَب اِس کا ثبوت دیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ اولادِ انبیاء ہیں مگر لعنتی ہونے کی وجہ سے اُن کے فیضان سے محروم ہیں اگر ان کے دِلوں میں نبوّت کا فیضان آتا تو اِن میں حسد و بُخل نہ ہوتا۔

اِس آیہ کریمہ کا **شانِ نزول** یہ ہے۔ یہود مدینہ کبھی کہتے تھے کہ نبوّت بنی اسرائیل کی میراث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس خاندان سے نہیں ہیں تو نبی کیسے ہُوئے۔ کبھی کہتے تھے کہ نبوّت و سلطنت جمع نہیں ہو سکتیں۔ آپ نبی اور بادشاہ کیسے بن گئے ____ کبھی کہتے تھے۔ اگر حضور سچے نبی ہوتے تو آپ نو(۹)

بیویاں کیوں رکھتے ـــــ اِن اعتراضات کے جواب میں یہ آیات اُتریں۔ اِس شانِ نزول سے یہ بات کُھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کفّار بد شعار مُسلمانوں کو بہکانے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات بابرکات کو عیب دار بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب دِل سے نبی کی عظمت نکل جائے گی تو قرآن مجید کی عظمت رہ سکتی ہے۔ نہ اسلام کی اور نہ ہی خدائے قدوس کی واحدانیت پر ایمان ہو سکتا ہے کہ یہ ساری عظمتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت سے ہی وابستہ ہیں۔ اِسی لئے کفّار مسلمانوں کو ایسی باتیں سمجھاتے تھے۔ قرآن حکیم نے جگہ جگہ حضرات انبیا علیہم السّلام کے واقعات میں اُن کے ماننے والوں کے درجات اور منکرین کے عذاب کا ذکر فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے دِلوں میں انبیار کی عظمت قائم ہو کر ان کی عظمت سے ہی دین باوقار ہے

ترجمہ یہ ہے :-

"کیا وہ اِس بات پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا"

گویہ اس آیہ مُبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا جارہا ہے اے حبیبِ کریم یہ کفار و یہود جو آپ کی نبوت پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے علاوہ کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ یا حضور میں سلطنت و نبوت کا اجتماع کیسا۔ یہ دونوں چیزیں ضدیں ہیں۔ دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں ـــ یا ـــ کہتے ہیں نبی کے نکاح میں نو ۹ بیویاں کیسی۔ نبی تو تارک الدنیا چاہیئے کیا انہیں ہمارے ملک کا حصّہ ملا ہوا ہے۔ اِن کے تمام تر اعتراضات کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ ہے حسد۔ یہ آپ پر حسد کرتے ہیں۔ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل وکرم سے نبوّت سلطنت اختیارات علم کثیر بیویاں بہت اُمت سب کچھ بخشا یہ جل گئے۔ اِن کا یہ کہنا سلطنت

Marfat.com

و نبوّت جمع نہیں ہو سکتیں کس قدر غلط ہے جبکہ یوسفؑ ۔ داؤد و سلیمان علیہم السلام
نبی بھی تھے اور جلیل القدر بادشاہ بھی اور انہیں مانتے ہیں۔ حضرت داؤد و سلیمان
علیہم السلام کی کثیر بیویاں بھی تھیں۔ جب یہ لوگ ان انبیاء علیہم السلام کو مانتے
ہیں تو آپ کی نبوت پر اعتراض کیسا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کے
ایمان نہ لانے پر غم نہ کریں۔ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ کسی نبی پر سارے کافر ایمان نہ لائے
اس کی وجہ آپ کے دین کی کمی نہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ان میں فیض لینے کی طاقت نہیں
سورج سے سب روشنی نہیں لے سکتے چمگادڑ اندھا ہو جاتا ہے۔ بارش سے ہر شئی فیض
نہیں پاتی شور زمین محروم رہتی ہے۔ بعض پودے جل جاتے ہیں ایسے بدنصیبوں کے لئے
بھڑکتا دوزخ ہی کافی ہے یہ دلیل سے ماننے والے نہیں۔ جن لوگوں نے نبی کو صرف بصارت
سے دیکھا اور اپنے جیسا بشر کہا وہ کافر رہے۔ جیسے ابوجہل ابولہب وغیرہ جن حضرات
نے بصیرت یعنی دل کی سچی آنکھ سے دیکھا وہ مومن ہو گئے جیسے آنکھ کا نور بغیر دوسرے نور
کے بے کار ہے کہ اندھیرے میں کچھ نہیں دکھائی دیتا یوں ہی عقل کا نور بغیر فضل کے نور کے
بے کار ہے جن کو فضل کا نور ملا وہ مومن ہو گئے۔ جن کے پاس محض عقل کا نور تھا وہ کافر

اس آیہ کریمہ سے کئی فائدے معلوم ہوئے

پہلا فائدہ:۔ بخیل حاسد بد خلق لوگ سلطنت و نبوت کے لائق نہیں

دوسرا فائدہ:۔ حاسد آدمی کبھی فیض نہیں لے سکتا۔

تیسرا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اوصاف کا انکار ہو کا شیوہ

چوتھا فائدہ:۔ حضور علیہ السلام اللہ کے ایسے محبوب ہیں اعتراض ہو
حضور علیہ السلام پر مگر جواب ملتا ہے رب کریم کی طرف سے۔

پانچواں فائدہ:۔ ایمان تقویٰ نبوت ولایت اللہ تعالیٰ کے فضل سے
ملتے ہیں نہ کہ اپنی کوشش سے۔

Marfat.com

چھٹا فائدہ:- نبوت سلطنت دین اللہ تعالیٰ کے انعامات خاص سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اس آیہ میں فرمایا ہے۔

ساتواں فائدہ: ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت ان کی اولاد سے خاص کر دی گئی۔ چنانچہ پھر کوئی نبی غیر ابراہیمی نہ ہو سکا یا بنی اسرائیل میں نبی آئے یا پھر ہمارے نبی کریم بنی اسماعیلؑ سے تشریف لائے۔

آٹھواں فائدہ:- بزرگوں کی اولاد ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ یہ فائدہ بھی آل ابراہیم کے ارشاد سے معلوم ہوا۔

نواں فائدہ:- دنیاوی حکومت اولاد بیویاں مال کی کثرت نبوت کے منافی نہیں ہے۔ دیکھیے یہود کے اعتراض کے جواب میں یوسف علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔

دسواں فائدہ:- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہمیشہ ترقی میں رہے گا حاسدین اور دشمن اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

گیارھواں فائدہ:- مخالفین سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

Marfat.com

درس قرآن حکیم

میدانِ بدر میں مسلمانوں کی شجاعت

آپ نے یہ درس قرآن حکیم ۱۹ اپریل ۱۹۷۳ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر فرمایا

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم۔

فانقلبوا بنعمۃ من اللّٰہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللّٰہ واللّٰہ ذو فضلٍ عظیم صدق اللّٰہ العظیم۔

پہلا تعلق گذشتہ آیات مقدسہ سے تعلق یہ ہے۔ پچھلی آیات میں غازیان اُحد شریف کی ایک بہادری کا ذکر تھا جو انہوں نے غزوۂ اُحد کے ایک دن غزوہ حمراء الاسد میں دکھائی تھی۔ اب انہیں کی دوسری دلیری کا ذکر ہے جو انہوں نے غزوۂ بدر صغریٰ کے موقع پر ظاہر کی۔ گویا پچھلی آیت بھی انہی بزرگوں کے مناقب کی تھی اور یہ بھی انہیں کے فضائل کی ہے مگر نوعیت منقبت میں فرق ہے۔

دوسرا تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیہ پاک میں غازیان اُحد کا یہ استقلال بیان ہوا کہ وہ جہاد کے موقع پر اپنے زخم و تکلیف کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اب دوسرے استقلال کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ کسی کے ڈرانے دھمکانے پر کان نہیں دھرتے۔

تیسرا تعلق یہ ہے۔ پچھلی آیہ پاک میں محسنوں کے لئے بڑے ثواب کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اب فرمایا جا رہا ہے کہ ان کو ثواب صرف آخرت میں ہی نہ ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اللہ کا فضل اُن کے شامل حال رہے گا جس کی مثال کے لئے غزوۂ بدر صغریٰ کا واقعہ سامنے ہے۔

Marfat.com

شانِ نزول

غزوۂ احد کے ختم ہونے کے بعد جب ابو سفیان مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ لوٹے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا۔ اے محمد! اگلے سال مقام بدر صغریٰ میں ہمارے اور تمہارے درمیان پھر جنگ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فاروق اعظم کو جواب کے لئے فرمایا کہ کہہ دیجئے انشاء اللہ ضرور — چنانچہ اگلے سال ابو سفیان بھاری جماعت لے کر مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔ مگر منزل عسفان پر آئے تو قدرتی طور پر مسلمانوں کی ہیبت دل پر چھا گئی (حالانکہ میدان احد میں بظاہر فتح بھی حاصل کر چکے ہیں) اور آگے بڑھنے کی ہمت نہ رہی۔ اتفاقاً نعیم بن مسعود اشجعی مکہ سے واپس آتے ملے انہیں کہا کہ ہمارا ایک کام کر۔ مدینہ جا کر یہ افواہ پھیلا دو کہ ابو سفیان لشکر جرار لے کر تمہارے مقابلے کے لئے بدر صغریٰ پر پہنچ گئے ہیں۔ تم ہرگز نہ جانا ورنہ احد سے زیادہ پس جاؤ گے۔ بہر حال نعیم جیسے بھی ہو سکے انہیں مدینہ سے نہ نکلنے دو تاکہ میدان میں نہ وہ پہنچیں نہ ہم۔ بلکہ ہم اپنا نکلنا مشہور کر دیں گے کہ ہم تو مکہ مکرمہ سے چل پڑے تھے۔ مگر جب یہ پتہ چلا کہ مسلمان موقعہ پر نہیں پہنچے تو ہم نے بھی وہاں پہنچنا مناسب نہ سمجھا اور ظہران سے واپس لوٹ آئے۔ نعیم نے ابو سفیان کو اطمینان دلا دیا کہ فکر نہ کرو سب کچھ ہو جائیگا۔ جب نعیم مدینہ منورہ پہنچے تو مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کرتے پایا تو ہر ایک سے الگ الگ ملاقات کر کے اُکسانے کی کوشش کی اور کہا کہ ابو سفیان سے مت لڑنا وہ لشکر جرار کے ساتھ آرہا ہے۔ مسلمانوں نے ساری باتیں سننے کے بعد بے ساختہ کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل اُن کے ساتھ سب ہیں ہمارے ساتھ رب ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک ہزار پانچ سو کا لشکر لیکر بدر صغریٰ پہنچ گئے۔ دیکھا تو میدان صاف تھا۔ بدر صغریٰ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک پانی کا گھاٹ ہے جہاں قبیلۂ بنی کنانہ آباد تھے اور اس کے پاس ہی عرب کا ایک سالانہ میلہ لگا کرتا تھا جو آٹھ دن تک رہتا تھا۔ اتفاقاً اس وقت

Marfat.com

یہ میلہ لگا ہوا تھا مسلمانوں کے پاس جو کچھ نقدی تھی اس سے تجارت کی جس سے بہت نفع ملا۔ ساتھ ہی میلہ میں اسلام کی تبلیغ بھی کی اور کئی قبائل مسلمان ہوئے آٹھ دن کے بعد مسلمان وہاں سے شاداں و فرحاں دین و دنیا کی نعمتیں کما کر واپس لوٹے۔ ادھر ابوسفیان اور ان کی جماعت پورے عرب میں بدنام ہو گئی حتیٰ کہ مکہ والوں نے اس لشکر کا نام "کھانے پینے والا لشکر" رکھا۔ اس موقعہ پر یہ آیہ پاک اتری جس کا ترجمہ یہ ہے:

"تو چلئے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور اللہ کی رضا پر چلے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے"۔

اس درس سے پہلا فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ دینی سفر میں دنیاوی کاروبار تجارت کرنا ممنوع نہیں۔ اگر ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کبھی اس سفر جہاد میں تجارت سے فائدہ نہ اٹھاتے۔ رب تعالیٰ نے ان کے نفع کو نعمت کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ لہٰذا غازی اگر جہاد میں تنخواہ لے یا حاجی اپنے سفر میں مزدوری یا تجارت کرے تو شرعاً کوئی حرج نہیں اس سے جہاد یا حج برباد نہیں۔

دوسرا فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ جہاد میں قتال نہ ہونا اور مسلمانوں کا تکالیف سے محفوظ رہنا بھی اللہ کی رحمت ہے اس سے مومن کا ثواب کم نہیں ہوتا جیسے اس آیہ پاک میں اسے اللہ تعالیٰ کا فضل فرمایا گیا۔

تیسرا فائدہ: یہ معلوم ہوا اگر بغیر جنگ مسلمانوں کا مقصد پورا ہو جائے تو خواہ مخواہ جنگ کی کوشش نہ کی جائے جیسا کہ صحابہ کے عمل سے ظاہر ہے اس سے ثواب میں کمی نہیں آتی

چوتھا فائدہ یہ معلوم ہوا مجاہد کا سفر جہاد میں ہر کام رضاء الٰہی کا باعث ہے۔ سونا جاگنا چلنا پھرنا کھانا پینا عبادت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ واتبعوا رضوان اللہ سے واضح ہوا۔

Marfat.com

پانچواں فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام پہ خصوصیت سے فضل فرماتا ہے جیسا کہ ذو فضلِ عظیم سے اِشارہ ملتا ہے۔

چھٹا فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے حالات کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں باطل سے کبھی نہ ڈرا جائے اگرچہ وہ اپنے سے کئی گنا زیادہ قوت کے ساتھ کیوں نہ اُبھرے۔

ساتواں فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ جو انسان شیطانی کام کرے وہ شیطان ہے جیسا کہ نعیم کو اس آیہ میں شیطان فرمایا گیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

Marfat.com

درسِ قرآنِ حکیم

عقلمندوں کی علامات

آپ کا یہ درس ۲۵ جون ۱۹۷۳ء کو ۴ بجے شام ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظلمین من انصار۔ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنو بربکم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار۔ صدق اللہ العظیم۔

اس آیہ کریمہ کا گذشتہ آیات سے چند طرح کا تعلق ہے:

پہلا تعلق یہ ہے: پچھلی آیہ پاک میں عقلمندوں کی تین نشانیاں بیان فرمائی گئیں ذکر، فکر اور ہر شئی کی حقانیت کا اقرار۔ اب انہیں عاقلوں کی کچھ اور نشانیاں بیان فرمائی جارہی ہیں کہ وہ لوگ اپنے کو گنہگار اور رب قدوس کو غفار جانتے ہیں۔

دوسرا تعلق یہ ہے: پچھلی آیہ پاک میں عذاب نار سے بچنے کی دعا سکھائی گئی تھی اب وجہ فرمائی جارہی ہے کہ عذابِ نار سے پناہ اس لئے مانگو وہاں ذلت بھی ہے اور سخت تکلیف بھی۔

تیسرا تعلق یہ ہے: پچھلی آیہ پاک میں تھا ہمارے مقبول بندے ہماری حمد و ثنا میں مصروف ہیں بلکہ اپنی کوتاہیوں کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ رب قدوس کی عظمت کے اظہار کے ساتھ اپنے عجز کا اقرار سونے پر سہاگہ ہے۔

چوتھا تعلق یہ ہے: پچھلی آیہ پاک میں حمد الٰہی کا ذکر تھا۔ اب نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و اوصاف کا ذکر ہے جن کی معرفت یہ حمد ہوتی ہے گویا ایمان کے ایک رکن کا ذکر پہلے تھا دوسرے کا اب ہو رہا ہے۔

پانچواں تعلق یہ ہے: گذشتہ آیات میں تھا کہ عقلمند لوگ مخلوق میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اب اشارہ ہو رہا ہے وہ صرف اسی غور و فکر پر قناعت ہی نہیں کرتے بلکہ خود اپنے میں بھی غور کرتے ہیں کہ یہ فکر اس فکر سے اعلیٰ ہے۔ اس آیہ مقدسہ کا ترجمہ یہ ہے:

"اے ہمارے پروردگار بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اُسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے پروردگار تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو کر دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر"۔

یہ آیہ مقدسہ بہترین دعاؤں کی جامع ہے اور بہترین عبادت ہے اور اس کے بہت سے عقلی نقلی فوائد ہیں:

- دعا سے اظہار بندگی ہوتا ہے اور دعا نہ مانگنا بے پرواہی کی نشانی ہے۔ بندے کی شان یہ ہے کہ ہر وقت اپنے رب قدوس سے بانیاز و عجز رہے۔
- دعا سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور محبت ہی قرب الٰہی کا زینہ ہے۔
- دعا سے اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے اپنی محتاجی اور رب تعالیٰ کی بے نیازی کا پتہ لگتا ہے رعایا اپنی مجبوری اور حاکم کے اختیارات جان کر ہی اُس کی اطاعت کرتی ہے۔
- دعا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ ہر پیغمبر نے ہر موقعہ پر دعائیں مانگیں۔
- دعا رب قدوس کو پیاری ہے اسی لئے اس نے جگہ جگہ اُس کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

و ہر مذہب نے دُعا کی رغبت دی ہے۔ کفار بھی دعائیں مانگتے تھے۔

و دعا سے آنیوالی مصیبت ٹل جاتی ہے اور بد نصیبوں کے نصیب کھل جاتے ہیں۔

و دُعا سے رب کی رحمتیں قائم رہتی ہیں۔

و ہر عبادت بغیر دُعا کے معلّق رہتی ہے۔ دُعا اُس عبادت کا پَر ہے جس سے وہ بارگاہِ الٰہی میں پہنچتی ہے۔

و درمنثور میں ہے رب قدوس نے آدم علیہ السّلام سے فرمایا تمہارا کام دعا مانگنا ہے اور ہمارا کام قبول کرنا ہے۔

و صُوفیاء کرام فرماتے ہیں دُعا آسمان کے دروازہ کی کنجی ہے اور غذاءِ حلال اس کنجی کے دندانے ہیں۔

و دُعا کرتے وقت قبولیّت کی قوی امید ہونی چاہیئے۔

قرآن مقدس نے اس دُعا کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے جس سے قبولیت کی قوی امید ہے اِس آیہ پاک میں چار مرتبہ لفظ ربنا ذکر ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے وہ پانچ بار ربنا کہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مشکل حل فرما دے گا۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عطا سے روایت کی ہے جو بندہ تین بار یا ربِّ یا ربِّ یا ربِّ کہے اللہ اس پر نظر کرم فرماتا ہے۔ حضرت حسن بصری نے جب یہ قول سُنا تو تائید فرمائی۔

حدیث شریف میں ہے۔ ایک بار موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی یا ربِّ۔ فوراً جواب ملا لبیک۔ موسیٰ علیہ السّلام نے ربِّ قدوس سے عرض کیا الٰہ العالمین کیا یہ صرف میری خصوصیت ہے کہ میری پکار پر تو نے جواب دیا۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ جو بندہ بھی مجھے رب کہہ کر پکارے گا میں اُس کے جواب میں لبیک کہوں گا۔

اس آیہ مقدسہ سے کئی فائدے معلوم ہوئے؛

Marfat.com

پہلا فائدہ یہ کہ رب تعالیٰ کو بار بار پکارنا بہت ہی بہتر ہے یہ پکار اپنے عجز کا اظہار ہے۔

دوسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السّلام رب کے منادی ہیں اور داعی ہیں آپ کی دعوت وندا قیامت تک دُنیا کو پہنچتی رہے گی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس دعوت وندا کو اپنے کانوں سے سُن لیتے ہیں اور ہم جیسے گنہگار اولیاء اصفیاء علماء کے ذریعے سے۔

اے رضا احمدِ پاک کا فیض ہے   ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے

تیسرا فائدہ یہ بھی معلوم ہوا۔ اچھوں کا ساتھ رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے جیسا کہ مع الابرار سے معلوم ہوا۔

چوتھا فائدہ یہ بھی معلوم ہوا ہر شخص خواہ کتنا ہی نیک ہو اپنی استقامت اور حسنِ خاتمہ کی دُعا ہمیشہ کیا کرے۔

پانچواں فائدہ یہ بھی معلوم ہوا کہ مُسلمان اپنے کو گنہگار تو کہے مگر کافر نہ کہے بلکہ اپنے کو مومن کہے اور سمجھے جیسے فآمنا سے معلوم ہوا۔

صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ دُنیا کی جو چیز رب تعالیٰ سے غافل کرے وہی آگ ہے۔ غافل کی دولت۔ اولاد۔ زندگی نار ہے کہ ذریعہ فراقِ یار ہے ایسی آگ میں رہنے والوں کا مددگار کوئی نہیں۔ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اب بھی قبرِ انور سے لوگوں کو ندائے ایمان دے رہے ہیں۔ صوفیا کہتے ہیں یا اللہ قیامت میں ہم گنہگاروں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوبرو شرمندہ نہ کرنا۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کس درد سے عرض کیا ہے: ؎

لو غنی از ہر دو عالم من فقیر ✤ روز محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را بہ بینی نا پذیر ✤ از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

دوسری جگہ مرحوم نے اس طرح بیان کیا ہے

مکن رسوا بروئے خواجہ مارا ✤ حساب من ز چشم او نہاں گیر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

درسِ قرآنِ حکیم

توبہ کی نوعیّت

۱۷ ستمبر ۱۹۷۳ء کو نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعلمون السوء بجھالۃٍ ثم یتوبون من قریب فاولٰئک یتوب اللہ علیھم و کان اللہ علیما حکیما۔

اِس آیہ کریمہ کا پچھلی آیہ مقدّسہ سے چند طرح کا تعلق ہے:

پہلا تعلق: یہ ہے پچھلی آیہ میں بدکاروں کی توبہ کا ذکر ہوا کہ اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دو۔ اب توبہ کی نوعیّت کا ذکر ہے کہ کس قسم کی توبہ سے وہ اِس رعایت کے مستحق ہوں گے۔

دوسرا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ شریفہ میں رب تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنی صفت بیان کی کہ وہ تواب و رحیم ہے۔ اب ارشاد ہوتا ہے کہ اے بندو ہماری یہ صفت سُن کر ہمارے رحم و کرم پہ مغرور ہو کر گناہ پہ دلیر نہ ہو جانا۔ سُن لو ہم کونسی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ گویا پہلے توبہ قبول فرمانے کا ذکر تھا۔ اب مقبول توبہ کی شرائط کا ذکر ہے۔

تیسرا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ میں توبہ کی ترغیب تھی اب توبہ کا وقت بیان ہو رہا ہے کہ کب تک توبہ کر لو۔

چوتھا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ میں توبہ کی رغبت دی گئی تھی۔ اب مسئلہ توبہ سے اعتراضات رفع فرمائے جا رہے ہیں کہ کفار مسئلہ توبہ پر اعتراضات کرتے تھے کہ توبہ سے

Marfat.com

لوگ گناہ پر دلیر ہوتے ہیں لہٰذا فرمایا گیا کہ توبہ تو گناہ سے روکنے کا بہترین ذریعہ ہے نہ کہ گناہ کرانے کا ــــــ اس آیہ کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ: "وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھے پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرے ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"

خلاصہ تفسیر: اس آیہ مقدسہ میں ربِ قدوس جل مجدہٗ نے اپنے ذمۂ کرم پر لازم فرما لیا ہے کہ جو لوگ نادانی و حماقت سے گناہ کر لیں پھر موت سے پہلے پہلے توبہ کر لیں تو ان کی توبہ قبول فرمالی جائیگی۔

لہٰذا جو لوگ بھی اس قانون کے ماتحت توبہ کریں گے۔ رب تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائیگا۔

● توبہ کا معنی ہے لوٹنا رجوع کرنا جب اس کا فاعل بندہ ہو تو معنی ہوتے ہیں گناہ سے نیکی کی طرف رجوع کرنا اور جب فاعل خدا ہو تو سزا سے عطا کی طرف رجوع کرنا ہے۔

● جس مرتبہ کا گناہ ہوگا اسی مرتبہ کی توبہ یعنی اگر گناہ ظاہر ہو چکا ہے تو توبہ بھی علانیہ ضروری ہے اگر گناہ خفیہ ہے تو توبہ بھی خفیہ اور اگر توبہ حقوق الٰہی سے ہے تو صرف دل کی شرمندگی اور آئندہ بچنے کا عہد کافی ہے اور اگر حقوقِ شریعت سے توبہ ہے تو اس کی قضا یا کفارہ یا قصاص ضروری ہے جیسے کوئی نماز کا تارک رہا وہ نماز قضا کرے۔ روزہ توڑا یا قسم تو کفارہ دے۔ قتل کیا تو قصاص بھگتے اسے محض زبانی توبہ ناکافی ہے۔

● صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ توبہ کے کچھ ارکان ہیں اور کچھ شرائط کچھ مستحبات کچھ اوقات توبہ کے دو رکن ہیں۔ **پہلا رکن** یہ ہے۔ گذشتہ گناہوں سے نادم ہو۔ **دوسرا رکن** یہ ہے آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنیکا عہد کرے۔ اسی طرح توبہ کے دو ہی شرطیں ہیں۔ **پہلی شرط** ہے ریا سے پاک ہونا، **دوسری شرط** ہے خدا کی طرف سے خوف و امید ہونا کہ امید اور ڈر کی درمیانی راہ کا نام ایمان ہے ــــــ تفسیرات احمدیہ میں ہے

توبہ کے چند مستحبات ہیں اوّلاً توبہ کے وقت آنسو نکلنا تاکہ اِس جاری پانی سے رحمتِ الٰہی کے پھول مہکیں۔ عارف رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؛

تانگرید طفل کے جوشد لبن ❊ تانگرید ابر کے خندد چمن

کہ بچہ کے بغیر روئے ماں دودھ نہیں دیتی ، بادل برسے بغیر چمن نہیں مسکراتا۔ اسی طرح چشمۂ چشم کے بغیر بہے ایمان کی کھیتی ہری بھری نہیں ہوسکتی۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک راز ظاہر کردیا تھا تو توبہ کے لئے اپنے کو ستون سے باندھا اور صبح وشام آہ وزاری جاری رہی چنانچہ اس باندھنے اور رونے کی برکت سے توبہ قبول ہوئی۔

و توبہ کے وقت چار اعضاء کام میں ہوں۔ آنکھیں رونے میں ، دل خوف سے لبریز دماغ شانِ جباری اور غفاری سے متاثر ہو ، زبان کلماتِ استغفار بولنے میں مصروف ہو **دوسرا مستحب** یہ ہے کہ توبہ کے وقت کچھ صدقہ خیرات کرے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے توبہ قبول ہونے پر خبر دینے والے کو تمام کپڑے دیدیئے تھے۔

وفوائد : توبہ کے فائدوں میں

پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسان توبہ کے بعد ایسا ہے جیسا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے **التائب من الذنب کمن لاذنب لہ** — بلکہ بعض اوقات توبہ سے مجرم بندۂ خاص بن جاتا ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم کے زمانہ میں ایک فاسق فاجر گویا نے قبرستان جاکر توبہ کی۔ روتے روتے بیہوش ہوگیا۔ فاروق اعظم کو حکم ہوا ہمارا خاص بندہ قبرستان میں بھوکا ہے اُسے سات سو درہم دے آؤ فاروقِ اعظم تشریف لائے تو اُس فاسق فاجر بوڑھے گویّے کے بغیر کسی کو نہ پایا۔ باربار تلاش کی آخر اُسی کے سرہانے بیٹھ گئے۔ جب پیر چنگی کی آنکھ کھلی تو تھیلی پکڑا دی اور پیغام الٰہی پہنچایا۔ گویا اس کرمِ الٰہی کو دیکھ کر جاں بحق ہوگیا۔

Marfat.com

دوسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑے مجرم کو بھی رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے جب بھی توفیق ہو توبہ کرے۔

تیسرا فائدہ: یہ معلوم ہوا۔ جو توبہ قانون اسلامی کے مطابق ہو وہ ضرور قبول ہوگی

چوتھا فائدہ: یہ معلوم ہوا۔ گناہ کرنیوالا جاہل ہے اگرچہ علم رکھتا ہو۔

پانچواں فائدہ یہ معلوم ہوا۔ گناہ بار بار کرکے اگرچہ کبیرہ بن جاتا ہے مگر قابل معافی ضرور رہے۔

چھٹا فائدہ یہ معلوم ہوا۔ توبہ میں جلدی کرنا چاہیئے شائد یہی موت کا وقت ہو۔

ہماری موجودہ مشکلات مصائب کا حل اللہ کے حضور عجز و انکساری آہ و زاری ہی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبۂ خالص کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ علی حبیبہ و آلہ وسلم

Marfat.com

"روزہ حلم کا ضامن"

آپ کی یہ تقریر ریڈیو پاکستان ملتان سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء نشر ہوئی

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ اما بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصیام جنۃ واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی اجر صائم او کما قال صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔

دیے گئے مضمون "روزہ حلم کا ضامن ہے" کی مطابقت کے پیش نظر اس حدیث پاک کا انتخاب کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: روزے ڈھال کی طرح ہیں جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچنے کے لئے ہے۔ اسی طرح روزہ بھی شیطان کے وار سے بچنے کے لئے ہے لہٰذا جب کوئی شخص روزہ سے ہو تو اُسے چاہیئے کہ اس ڈھال کو استعمال کرے اور دنگے فساد سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی شخص اُسے گالی دے یا اُس سے لڑے تو اُس کو کہہ دینا چاہیئے کہ بھائی میں روزہ سے ہوں اور مجھ سے یہ توقع نہ رکھو کہ آپ کے اس مشغلہ میں حصّہ لوں گا۔ اس حدیث پاک میں صاف طور پر اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ روزہ دار کو حلم بردباری، حوصلہ ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اگر روزہ کے ساتھ حلم اور حوصلہ سے کام نہ لیا گیا تو روزہ دار اپنی حقیقی منزل کو کھو بیٹھا اور مقصد کو ضائع کر دیا۔ آپ جانتے ہیں جو چیز اپنا اصلی مقصد پورا نہیں کر پاتی وہ محض ایک رسم کی حیثیت رکھتی

Marfat.com

ہے۔ کھانے سے اگر توانائی نہ ہو۔ درخت سے سایہ یا پھل نہ مل سکے۔ دوا سے شفا نہ ہو۔ اور دوست سے وفا نہ ہو۔ علم پر عمل نہ ہو۔ عمل میں اخلاص مفقود ہو تو یقیناً ایک رسم ہے جو ادا ہوئی اور روح غائب رہی۔ اسی طرح اس حدیث پاک میں روزہ دار کی حقیقی منزل کا ذکر فرمایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزہ علم اور بردباری کی راہ پر چلاتا ہے۔ حلم اور بردباری کا مفہوم یہی نہیں کہ لڑائی جھگڑے کے وقت نرمی سے کام لینا ہے بلکہ برائی سے رکنا فحش و بے حیائی سے بچنا بھی بردباری ہے جیسے مصیبت میں تحمل بھی صبر ہے۔ نیکی پر حرص بھی صبر ہے۔ گناہوں سے بچنا بھی صبر ہے۔

روزہ دار کے لئے حوصلہ اور بردباری کے لئے ابتدائی دلیل روزہ کی غرض و غایت ہے جسے قرآن مقدس نے لعلکم تتقون میں واضح فرمایا ہے کہ روزہ کا اصلی مقصد تقویٰ۔ پرہیزگاری۔ پاکیزگی اور پارسائی کا حاصل کرنا ہے۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے حلم و بردباری کا ہونا لازمی ہے۔ اگر روزہ دار فسق و فجور گالی گلوچ کو مشغلہ بنائے رکھے جھگڑالو کے ساتھ جھگڑا۔ فسادی کے ساتھ فساد کی پالیسی جاری رکھے تو حلم اور تقویٰ دونوں کے منافی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَن لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اس کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں۔ اگر روزہ رکھ کر گناہوں سے رک جانے کی ہمت پیدا نہیں ہوئی تو حقیقت روزہ سے محرومی رہی۔ سوائے بھوک پیاس کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اسی مضمون کی طرف حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کم من صائم قیامہ الا الشھر۔ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزہ سے بھوک پیاس کے سوا کچھ پلے نہیں پڑتا۔ بہت سے راتوں کے قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں بغیر

Marfat.com

جاگنے کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حقیقت روزہ حاصل ہو اور پھر وہ جھوٹ بولے غیبت کرے۔ بات بات پر لڑے۔ لوگوں کا حق مار کھائے۔ اگر مجھے روزہ رکھنے کے باوجود ان باتوں سے رُکنے کے لئے ہمت و بردباری پیدا نہیں ہوئی تو کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ نعمت نصیب ہو سکے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَن صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جس نے رمضان مقدس کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے — حوصلہ بردباری ایک مہینہ مسلسل ٹریننگ ہے۔ قدم قدم پر امتحان ہے۔ سال بھر بد دیانتی اور خیانت کے مجرم ہاتھ وقفہ وقفہ کے بعد اٹھتے ہیں کہ جرم کے مرتکب ہوں مگر روزہ ہے کہ بردباری کا درس دیتے ہوئے روک لیتا ہے — مسلسل ۱۱ ماہ تک گلہ شکوہ جھوٹ چغلی کی عادی زبان لمحہ لمحہ بعد بے قابو ہو کر اپنے کردار کو دہرانا چاہتی ہے مگر روزہ اُسے قابو میں رکھتا ہے — حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الصوم امانۃ فلیحفظ احدکم امانتہ روزہ امانت ہے اور تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ امانت کی حفاظت کرے اور قرآن مقدس فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا کہ رب قدوس تمہیں حکم دیتا ہے امانتوں کو اُن کے سپرد کرو جو حقدار اور اہل ہیں۔ اِس آیہ پاک کی تلاوت کے بعد اپنے ہاتھ مبارک کو اپنے کان آنکھ پر رکھ کر فرمایا۔ کان سے سُننا آنکھ سے دیکھنا امانت ہے اور اگر دیکھنا سُننا روزہ کی امانتوں سے نہ ہوتا تو یہ کیسے ارشاد ہوتا کہ اگر کوئی لڑائی کرے تو کہہ دیں روزہ دار ہوں۔ لڑائی کے جواب میں روزہ کا ذکر کرنا بتاتا ہے امن عافیت تحمل حلم بردباری کا ضامن روزہ ہے۔ شیطان پورا سال مسلط رہ کر حسد۔ کینہ۔ غصہ۔ جذبہ انتقام ایسے امور کا مرتکب کئے رکھتا ہے چاہتا کہ رمضان شریف میں بھی حسب معمول کام جاری رکھے مگر روزہ ہے کہ ایسا کرنے سے انسان

Marfat.com

کو روک دیتا ہے ــــ اس میں شک نہیں کہ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ میں بھی تحمل و برد باری کا درس موجود ہے جیسا کہ گرمی سردی میں پنجگانہ نماز کی ادائیگی بغیر تحمل و حوصلہ کے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح حج میں سفر کی کوفت، مال کا خرچ کرنا، الجھاؤ سے بچنا فسق و فجور سے دور رہنا حلم اور برد باری کے بغیر سرانجام نہیں دیئے جا سکتے لیکن ان میں دقت کم ہے ــــ نماز ہے تو مختصر وقت۔ حج ہے تو چند دن ــــ مگر روزہ ایک لمبی مدت تک شریعت کے احکام کی اطاعت کراتا ہے۔ ہر سال پورا مہینہ صبح و شام اتباع کی مشق کراتا ہے۔ سحری کے وقت بیداری۔ دن بغیر کھائے پیئے گذارنا۔ افطاری کا انتظار۔ تراویح کا قیام ــــ ایسے امور ہیں جو بغیر حلم و برد باری انجام نہیں دیے جا سکتے۔

اس صورت کو مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ہمارے اندر خدا کا خوف اور اس کی محبت اس قدر پیدا ہو جائے کہ لاکھ فائدوں کو اس کی ناراضگی پر چھوڑ دیں اور لاکھ نقصانات اس کی رضا کے لئے قبول کر لیں ــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حلم حوصلہ تحمل برد باری کی دولت سے نوازے۔

Marfat.com

درسِ قرآنِ حکیم

رزقِ حلال

۲۹ ر اکتوبر ۱۹۷۳ء کو نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یا ایھا الذین اٰمنو لا تاکلو اموالکم بینکم بالباطل الا تکون تجارۃ عن تراض منکم و لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ صدق اللہ العظیم۔

اِس آیہ کریمہ کا پچھلی آیات سے پہلا تعلق یہ ہے پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے ذریعہ عورتوں میں تصرف کا ذکر فرمایا تھا۔ اب اس آیہ میں مالوں میں تصرف کی کیفیت کا ذکر ہے کہ عورتوں کے مہر۔ اخراجات تمہارے ذمہ ہیں انہیں حلال مال سے ادا کرو۔

اِس آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے:

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ سودا تمہاری رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔"

اِس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو ارشاد ہو رہا ہے۔ ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ جیسے جوا۔ چوری۔ دھوکہ۔ ظلم۔ رشوت۔ ڈاکہ۔ کم تولنا۔ جیب تراشی ایسے سب ذرائع شامل ہیں۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کرو اس کے ذریعے جو مال حاصل ہو وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو یا دوسرا معنی ہے کہ خودکشی نہ کرو یا ایسے جرم نہ کرو جس سے قتل کر دیے جاؤ۔ جیسے زنا۔ ڈکیتی۔ ناحق خون یا تیسرا معنی مراد

Marfat.com

ہے کہ ایسے ملک میں تجارت کرنے نہ جاؤ جہاں تمہاری جان کا خطرہ ہو یا چوتھا معنی مراد ہے کہ گناہ و معصیت کر کے حرام مال کھا کر اپنے کو قتل و ہلاک اور مستحق عذاب نہ کرو اللہ تم پر بہت مہربان ہے اس لئے تم کو موت سے بچنے کا حکم دیتا ہے پچھلی اُمتوں کو بعض گناہوں سے توبہ کرانے کے لئے قتل کر دیا جاتا تھا جیسے بنی اسرائیل کو گائے پرستی سے توبہ کرانے کے لئے قتل ہونا پڑا۔ خیال رکھو اللہ تعالیٰ کے مجرم کو سزا دینا بڑا آسان ہے۔ کوئی اُسکی سزا سے نہ بچ سکتا ہے نہ دوسرے کو بچا سکتا ہے۔ اس کی سزا سے بچنے کی صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ اس کے احکام مانے جائیں ——— مسلمانوں کے لئے حلال اور حرام کا امتیاز کرنا نہایت ہی ضروری ہے

حلال کھانے اور حرام سے بچنے کے متعلق بہت سے ارشادات قرآنیہ موجود ہیں ایک جگہ پر ارشاد ہوتا ہے کلوا من الطیبت واعملوا صالحا رزق حلال کھاؤ اور عمل نیک کرو۔ اعمال صالح سے پہلے رزق حلال کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوا کہ حرام کھا کر نیک کام کرنے کا کوئی مفہوم نہیں ——— ایک حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے طلب الحلال فریضۃ علیٰ کل مسلم حلال رزق تلاش کرنا ہر مسلم پر لازم ہے ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے جو شخص اپنے بال بچوں کو حلال مال کما کر کھلاتا ہے وہ ایسا ہے گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور جو شخص بقدر ضرورت دُنیا کو حلال و جائز طریقہ سے حاصل کرے اُسے شہید کا ثواب ہے ——— حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکل حلال کے عنوان پر مزید فرمایا من اکل حلالاً اربعین یوما نور اللہ قلبہ واجری ینابیع الحکمۃ من قلبہ علیٰ لسانہ جس شخص نے مسلسل چالیس یوم تک حلال رزق کھایا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن فرمائے گا اور اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرماوے گا ———

ایک موقعہ پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق میں دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمالیا کرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا اطیب طعمک تستجب دعوتک۔ اَوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم کہ تو اپنی غذا کو پاک و حلال رکھ تیری دُعا قبول ہوتی رہے گی ـــــ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف سے ہر رات فرشتہ پکارتا ہے جو شخص حرام کھائے گا اس کی عبادت مردود ہے اور ہر گوشت جو حرام کے مال سے بڑھے گا جہنم میں جلے گا۔ ـــــ اور فرمایا جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ مال کہاں سے آیا۔ اللہ بھی پرواہ نہیں فرمائے گا کہ اسے دوزخ میں کہاں سے ڈالے ـــــ رزقِ حلال کی فضیلت میں ایک اور حدیث شریف مرقوم ہے۔ جو شخص حلال رزق کی تلاش میں دن گذارے اور تھک کر سو جائے اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص حرام مال اکٹھا کر کے اس سے صدقہ خیرات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے صدقات کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد اطیب طعمک تستجب دعوتک کہ حلال رزق کھاؤ دعا قبول ہوگی ـــــ سے واضح ہوا ہماری دعاؤں کی قبولیت میں حرام رزق آڑے آجاتا ہے ـــــ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ حرام سے بچنے کو افضل عبادت قرار دیتی ہیں ـــــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے سُوکھ جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول نہیں کرے گا جب تک حرام سے نہیں بچو گے ـــــ سیّدنا کلیم علیہ السلام کے زمانۂ پاک میں بارش نہ ہوئی لوگ تنگ آگئے اور اللہ کے حضور دعائیں مانگنا شروع کیں مگر قبولیت نہیں ہوئی جناب موسیٰ علیہ السّلام نے وجہ دریافت کی تو حکم ہوا۔ کلیم! اگر یہ لوگ اتنی دیر تک ہاتھ اُٹھائے رکھیں کہ ان کے ہاتھ شل ہو جائیں تو بھی انکی دُعا قبول نہیں کروں گا کہ ان کے پیٹوں میں حرام ہے ـــــ حرام سے بچنے کے لئے ہمارے اسلاف کے واقعات حیرت انگیز ہیں ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی اونٹنی کا دُودھ

Marfat.com

پی لیا معلوم ہونے پر حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی ——— حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں اطاعت اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہے اسکی کنجی کے دندانے رزق حلال ہے ——— حضرت سہل تستری فرماتے ہیں کوئی شخص ایمان کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک اس میں چار خصلتیں نہ ہوں۔ فرائض کی پابندی۔ رزق حلال۔ ظاہر و باطن کی یکسانی۔ ان باتوں پر موت تک یکتا رہنا ——— یہی حضرت سہل فرماتے ہیں حرام کھانیوالے کے اعضا نافرمان ہو جاتے ہیں اور حلال خور کے اطاعت شعار ——— حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں حرام کا ایک درہم مسترد کر دینے کا ثواب چھ لاکھ درہم کی خیرات سے زیادہ ہے۔

اس آیہ پاک میں حلال کمانے حرام سے بچنے کی تاکید کے ساتھ تجارت کا بھی ذکر ہے جس سے معلوم ہوا تجارت بہت اعلیٰ پیشہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رزق کے ۹ حصے تجارت میں ہیں ایک حصہ باقی کمائیوں میں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

درسِ قرآن حکیم

مذمتِ بُخل

۲۶ نومبر ۱۹۷۳ء کو نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اَلَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿۳۷﴾ صدق اللہ مولٰنا العظیم۔

اس آیہ کریمہ کا گذشتہ آیت سے تعلق یہ ہے پچھلی آیہ میں رب قدوس نے میاں بیوی کو اپنے خانگی معاملات درست رکھنے کا حکم دیا ہے ۔ اس آیہ میں ہر ایک کو اپنے اخلاق سُدھارنے کا حکم دیا جا رہا ہے ۔

و اس آیہ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ کرُدم ابن زید ۔ اُسامہ بن حبیب ۔ نافع بن ابی نافع حیی بن اخطب انصار کے پرانے دوستوں میں تھے ۔ جب انصار نے اسلام قبول کر لیا تو یہ لوگ پچھلی دوستی کی بنا پر کبھی کبھی اُن سے ملنے آتے اور ادھر اُدھر کی باتیں کر کے کہتے کہ آپ حضرات کو چاہیئے اپنا مال سنبھال کر رکھو نہ معلوم کل کیا واقعات درپیش ہوں اور تم بغیر مال کے پریشانی میں مُبتلا ہو جاؤ ۔ ان کا مقصد تھا کہ انصار مہاجرین کی خدمت سے رُک جائیں ۔ زکوٰۃ صدقات اور خرچ جہاد سے باز رہیں تاکہ اِس عظیم اسلامی تحریک میں تعطل پیدا ہو ۔ اِن لوگوں کی تردید میں یہ آیہ اتری ۔ ابن اسحاق ابن جریر ابن منذر نے اِسی طرح بیان کیا ہے ۔

و بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیہ ان راہبوں یا دریوں کی تردید میں اُتری جو توراۃ و انجیل

Marfat.com

سے حضور سید صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد والی آیات کو حذف کر دیتے یا غلط توجیہہ کرتے پہلے شان نزول کی روشنی میں اس آیہ میں بخل سے مراد مالی بخل ہوگا۔ دوسری صورت میں علمی بخل ہوگا۔

و ترجمہ یہ ہے :۔

" اور جو لوگ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں۔ اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

خدائے قدوس جل مجدہ نے اِس آیہ کریمہ میں بخل اور بخیل کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

و دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ ھو خیرًا لھم بل ھو شرٌّ لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمہ ۔ بخیلوں کو ہرگز خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ بخل ان کے لئے اچھا ہے بلکہ وہ تو ان کیلئے وبال جان ہے اور قیامت کو زنجیر پہنائے جائیں گے۔

و حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ بخل سے بچو کہ اسی کے باعث تم سے پہلے لوگ خونریزی حلال کو حرام جاننے اور قطع رحمی میں مبتلا ہو گئے

و ایک اور حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لا یدخل الجنۃ بخیلٌ ولا خائنٌ کہ بخیل اور بد دیانت جنت میں نہیں جا سکیں گے بخل ایسا قبیح مرض ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود دعا فرما کر ہمیں درس دیا کہ تم بھی ایسا کیا کرو۔ بارگاہ قدس میں دعا عرض کرتے ہیں اللّٰھُمَّ اِنّی اَعُوذُبِکَ مِنَ البخل واعوذبک من ارذل العمر اے پروردگار عالم میں تجھ سے بخل کے مرض اور شدید بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں۔

و امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ حضور

Marfat.com

علیہ السلام نے فرمایا۔ظلم سے بچو کہ قیامت میں اندھیرا بن جائے گا اور فحش سے بچو کہ خدائے قدوس کو فاحش پسند نہیں۔بخل سے بچو کہ اسی باعث پہلے لوگ ہلاک ہوئے بخل نے انہیں جھوٹ پر اکسایا تو وہ جھوٹ بولے، ظلم پر لگایا تو انہوں نے ظلم کیا، قطع رحمی پر اُبھارا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

و ایک اور حدیث پاک میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا ینبغی لمومن ان یکون بخیلاً و لا جبانا ـــــ کسی مومن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ بخیل ہو اور بزدل ـــــ دوسرے لفظوں میں اس حکم کو یوں سمجھ لیا جائے کہ ایمان اور بخل، ایمان اور بزدلی اکھٹے نہیں ہو سکتے۔خداوند قدوس کے نزدیک بخل سے زیادہ کوئی ظلم نہیں ہے۔اُس نے اپنی عزت و جلال کی قسم اٹھاکر فرمایا ہے کہ بخیل جنت میں نہ جائیگا شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان پر فرمایا ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر

کہ بخیل کسقدر ہی زاہد و پرہیز گار کیوں نہ ہو صفت بخل کی موجودگی میں جنت میں نہیں جا سکتا۔

و امام غزالی علیہ الرحمہ ایک روائیت نقل فرماتے ہیں۔حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوران طواف ایک شخص کو دیکھا جو کعبہ سے لپٹے ہوئے رو رو کر گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا۔حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شان کریمی کے پیش نظر اُس سے پُوچھا۔بتا تیرا گناہ کیا ہے۔اُس نے عرض کی جی حد بیان سے باہر ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہاڑوں اور سمندروں سے زیادہ تو نہیں۔عرض کی ان سے بھی زیادہ ہے۔فرمایا آسمانوں اور زمینوں کی وسعت سے تو زیادہ نہیں۔عرض کی زیادہ ہے یا رسول اللہ۔فرمایا خدائے قدوس کے لُطف و کرم سے تو زیادہ نہیں۔تو عرض کی یا رسول اللہ اس سے تو کم ہے۔فرمایا۔بتا تو سہی وہ ہے کیا۔عرض کی یا رسُول اللہ میں دولتمند ہوں مگر جب سائل مانگنے آتا ہے تو گویا آگ کا شعلہ میرے سامنے ہوتا ہے یعنی دینے کو ہرگز جی نہیں چاہتا۔حضور سیّد عالم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے قسم اُس ذات کی جس نے مجھے ہدایت اور کرامت کے ساتھ بھیجا اگر تو رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر دس لاکھ برس نماز پڑھے اور پھر اِس قدر رو کر دُعا مانگے کہ تیرے آنسوؤں سے نہریں بہہ نکلیں اور درخت سیراب ہو جائیں اور پھر بُخل کی حالت میں مر جائے تو خدائے قدوس تجھے دوزخ میں ڈالے گا کیا تجھے معلوم نہیں بُخل کفر کا حصّہ ہے اور کفر دوزخ میں رہیگا۔

و حضرت کعب فرماتے ہیں کہ ہر صُبح کو فرشتہ پکارتا ہے الٰہی بخیل کا مال جلدی تباہ کردے اور خرچ کرنیوالے کے لئے جلدی اس کا عِوض بھیج دے۔

و حضرت اصمعی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں میں نے ایک اعرابی کو یہ کہتے سُنا کہ فلاں آدمی میری نظروں میں اس لئے حقیر ہو گیا ہے کہ دُنیا اس کی نظروں میں محبوب ہو گئی اور وہ سائل کو مصیبت اور ملک الموت سمجھنے لگ گیا ہے۔

و ایک موقعہ پر صحابہؓ نے کسی خاتون کی عبادت، ریاضت اور شب زندہ داری کا تذکرہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ خاتون بخیل بھی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا پھر کچھ بھی نہیں۔

و حضرت یحییٰ علیہ السّلام نے ایک موقعہ پر شیطان سے پُوچھا کہ تیرے نزدیک انسانوں میں سے زیادہ محبوب کون ہے اور زیادہ ناپسندیدہ کون۔ تو اُس نے عرض کی۔ مجھے زیادہ محبوب وہ مومن ہے جو بخیل ہو اور زیادہ ناپسندیدہ سخی ہے۔ آپ نے اس کا سبب پُوچھا تو اُس نے کہا بخیل کو تو اُس کا بُخل ہی کافی ہے میری ضرورت نہیں اور جو سخی بدکاری کرتا ہے تو مجھے ڈر رہتا ہے کہیں اس کی سخاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اِسے مُعاف نہ کر دے پھر ابلیس یہ کہتا ہوا چلا گیا اگر تم یحییٰ نہ ہوتے تو تمہیں یہ باتیں ہرگز نہ بتاتا۔

و اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا مال کا بُخل ہو یا علم کا دونوں بارگاہ قدس میں ناپسندیدہ ہیں۔

و یہ بھی معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و تعریف کی آیات چھپانا کبھی حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان نہ کرنا یا بیان کرنے میں کوتاہی کرنا انتہائی درجہ کا بخل ہے جیسا کہ بیجلون کی ایک تفسیر سے واضح ہے اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے جو فضائل کی روایات کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر ہر طرح سے ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بخل کی ہر قسم سے محفوظ فرمائے اور میدانِ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ دے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ

حبیبہ وآلہ اجمعین

Marfat.com

درس قرآن حکیم

منافقین کی قبیح حرکات

۲۵ فروری ۱۹۷۴ء کو ۱/۲ ۴ بجے شام نشر ہوا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول
رایت المنافقین یصدون عنک صدودا ۔ صدق اللہ العظیم

اِس آیہ کریمہ کا پچھلی آیات سے :

پہلا تعلق یہ ہے پچھلی آیہ میں مسلمانوں کو اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا تھا اَب اس آیہ میں منافقین کی قبیح حرکات کا ذکر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر شیاطین اور کفار کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں ۔

دوسرا تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیہ میں اِسلامی حکام کو عدل و انصاف کا حکم دیا گیا تھا ۔ اَب عوام کو ان حکام کے ہاں جا کر انصاف طلبی کے حق کا ذکر فرمایا جا رہا ہے ۔

تیسرا تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیہ میں اجماع اُمت اور قیاس مجتہدین کی پیروی کا ذکر تھا جو مسلمانوں کا عمل ہے ۔ اَب بے دینوں سے بچنے کا حکم ہے ۔

شانِ نزول یہ ہے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک بشر نامی منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا ۔ اِس جھگڑے میں یہودی سچا تھا منافق جھوٹا ۔ یہودی بولا چلو یہ فیصلہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرائیں منافق نے کہا کعب بن اشرف کے ہاں چلیں جو یہود کا سردار ہے ۔ یہودی نے کہا

Marfat.com

یب مسلمان ہے کہ اپنے نبی کے پاس جانے اور فیصلہ کرانے سے کتراتا ہے۔ منافق شرمندہ
ر یہودی کے ساتھ چل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دونوں کے بیانات سُن کر یہودی
حق میں فیصلہ کیا۔ عدالتِ نبوی سے باہر آتے ہی منافق نے فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اور
فیصلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے ہاں لے جانے کی خواہش کی چنانچہ دونوں بارگاہِ
دیقی میں حاضر ہوئے آپ نے بھی دونوں کے بیانات سننے کے بعد یہودی کے حق میں ہی
صلہ دیا۔ بارگاہ صدیقی سے باہر آتے ہی منافق نے کہا ابھی تسلی نہیں ہوئی چلو حضرت عمر
روق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرائیں چنانچہ یہ دونوں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کے حضور
اضر ہوئے۔ یہودی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے
ق میں فیصلہ فرما چکے ہیں مگر بشر راضی نہیں ہوتا۔ اب مجھے آپ کے پاس کھینچ لایا ہے۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بشر سے پوچھا کیا یہ واقعہ درست ہے۔ بشر نے کہا جی ہاں
ایسا ہی ہے مگر مزید تسلّی چاہتا ہوں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا تم دونوں ٹھہر دمیں
بھی گھر سے ہو کر آتا ہوں۔ چنانچہ آپ گھر گئے تلوار لائے اور منافق کی گردن اڑ دی پھر فرمایا
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فیصلے اور جناب صدیق کے عدل سے راضی نہ ہو اس کا
فیصلہ میرے نزدیک یہ ہے۔ پھر منافق کے قرابت دار بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب عمر کو بلایا اور اصل واقعہ
پوچھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! اس مردود نے آپکے فیصلہ کو رد کیا تھا جو آپکے فیصلہ پر کسی
اور کا فیصلہ چاہے میرے پاس تو اس کا فیصلہ یہی ہے جو کر دیا گیا ہے۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام
حاضر ہوئے اور یہ آیہ پڑھی اور عرض کی یا رسول اللہ! عمر حق اور باطل کے درمیان فرق
کرنیوالے ہیں۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔ اے عمر! تم آج سے فاروق ہو۔ اُسی دن
سے آپ کا لقب فاروق ٹھہرا۔ اِس شانِ نزول کو تفسیر کبیر۔ خازن۔ بیضاوی مدارک
روح المعانی جلالین میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اس آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فرمایا جارہا ہے کہ آپ نے منافقوں کو نہ دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ وہ آپ کی کتاب، آپ کے ارشادات، آپ کے معجزات پر ایمان لاچکے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ توراۃ شریف کو مانتے ہیں مگر اُن کا عمل یہ ہے کہ اپنے فیصلے سرکشوں، گمراہوں، شیاطین، رشوت خواروں۔ یہودیوں اور کاہنوں سے کراتے ہیں۔ مومن کو یہ بات کب زیب دیتی ہے کہ ایسے اقدامات کرے۔ اِس آیہ کریمہ سے چند فائدے معلوم ہوئے:

پہلا فائدہ یہ کہ دعویٰ بغیر دلیل اور قول بلا عمل کبھی قابل قبول نہیں دیکھئے رَب تعالیٰ نے منافقوں کے کلمہ پڑھنے دعویٰ ایمان کرنے کو زعم باطل فرمایا۔

دُوسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عدل والصاف کے کفّار بھی قائل تھے۔

تیسرا فائدہ یہ معلوم ہوا، کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کو لقب فارُوق بارگاہِ قدس سے مِلا۔

چوتھا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کی بارگاہِ الٰہی میں وہ شان ہے کہ ان کی گواہی براہِ رَاست حق تعالیٰ قرآن حکیم میں دیتا ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے بشر منافق کے وارثوں نے جناب فارُوق رضی اللہ عنہ، کے خلاف بارگاہ نبوّت میں قتل عمد کا دعوی دائر کیا تھا جس کا آپ نے اقرار بھی کر لیا تھا لیکن اس قتل کی وجہ جو آپ نے بیان کی اُس کا کوئی مُسلمان گواہ نہ تھا۔ اگر یہ آیہ نہ اُترتی تو اُن پر قصاص واجب ہوتا کم از کم دیت اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اِس نازک موقع پر خود ان کی گواہی دے کر اُن کو بری فرمایا۔ خیال رہے جب سیّدنا یُوسف علیہ السّلام، حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا گیا تو ان کی برات کی گواہی بچوں نے دی ــــ مگر جب پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متوسّلین کی باری آئی تو خدائے قدوس نے براہِ رَاست خود گواہیاں دِ

چنانچہ جب منافقین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا۔ جب آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گراں قیمت خرید کر آزاد کیا تو آپ کی برأت کے لئے سورۃ واللیل اُتاری ——— اسی طرح جب سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا تو سورہ نور کی اٹھارہ آیات سے برأت ثابت کی۔

پانچواں فائدہ یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو عدل و انصاف کے وقت کسی کی رعایت ہرگز نہیں چاہیئے بلکہ حق کا اظہار ——— نتیجہ جو بھی ہو۔

Marfat.com

عقائدِ اسلام

Marfat.com

اسلام کے بنیادی عقائد

اسلامی عقائد کی چند خصوصیات

حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب

آپ نے زیرِ نظر تقریر اکیڈمی علومِ اسلامیہ کوئٹہ میں منعقدہ تقریری مقابلوں میں ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء کو زیرِ صدارت ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی فرمائی تھی۔ یہ تقریر مجلہ اکیڈمی علومِ اسلامیہ ۳۰ تا ۲۷ اگست سے لی گئی

○

اسلام کائنات کو اپنی آغوش میں آنے کی دعوت دیتا ہے مگر پہلے تفکر کا حکم دیتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عقل اور برہان کی کسوٹی پر پرکھ لیا جائے۔

○ اسلام کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر قانون عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ کے بالکل مطابق ہے۔

○ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ پروردگارِ عالم کے حقوقِ عبودیت اور اپنے بھائیوں کے حقوق اخوت کی ادائیگی کی طرف شریعتِ اسلامیہ دعوت دیتی ہے۔

○ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا ہر حکم معتدل اور متوسط ہے۔ افراط و تفریط سے پاک ہے۔

○ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کے تمام عقائد و قواعد انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا خلاصہ اور لُبِ لباب ہیں نیز تمام حکماء کی

Marfat.com

حکمتوں کا عطر۔

- پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کے اصول و قواعد میں کہیں تعارض و تناقص نہیں۔ اسلام کے دو اصول جو سب سے اہم اور اقدم ہیں وہ توحید اور رسالت ہیں جن کی تلقین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں کی گئی ہے۔
- چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کی ہر بات قولِ فیصل ہے۔ دل لگی اور ہزل نہیں۔ اس کی تمام تعلیم حکیمانہ ہے شاعرانہ نہیں۔ نصیحت ہی نصیحت ہے کھیل اور تماشا نہیں۔

کما قال تعالیٰ اِنہ لقول فصل وما ھو بالھزل (پ۳۰ سورۃ الطارق)

اسلام کا پہلا بنیادی عقیدہ ایمان باللہ ہے

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے جن کے تسلیم کرنے سے ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسلام کا مرکزی عقیدہ ایمان باللہ ہے باقی تمام عقائد اس کے تابع ہیں۔ رسولوں پر اس لئے ایمان ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتوں پر اس لئے ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔ کتابوں پر اس لئے ایمان ہے کہ وہ اللہ کی کتابیں ہیں۔ یومِ آخرت پر اس لئے ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف، جزاء و سزا کا دن ہے۔ اگر یہ مرکزی عقیدہ نہ ہو تو باقی تمام عقائد بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ انسانیت کے لئے ایک بلند، اعلیٰ نصب العین ہے اور اس دنیا میں اس سے ارفع تصور ممکن نہیں۔ اللہ کے تصور میں وحدتِ انسانی اور وحدتِ کائنات سب آ

Marfat.com

جاتے ہیں اور ذہن کے سامنے لامحدود آفاق اور بے کنار وسعتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تصور سب پنہالوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے ایمان باللہ کی ایک منزل انسان دوستی بھی ہے۔ اگر آدمی یہ جانتا ہے کہ سارے انسان اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور اس کو خالق سے محبت بھی ہے تو لازمی ہے کہ اسے اس کی مخلوق سے بھی محبت ہو۔ ؎

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

لفظ اللہ ذاتی نام ہے۔

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے لفظ اللہ اِلٰہ سے مشتق ہے جس کے معنی سکون، چین، قرار کے ہیں۔ معلوم ہوا کائناتِ عالم کا سکون اسی ذاتِ والا صفات سے وابستہ ہے۔ بعض فرماتے ہیں یہ لفظ 'وَلَہٗ' سے لیا گیا ہے جس کے معنی حیرانی کے ہیں کہ تمام کائنات اس کی ذات وصفات میں حیران ہے۔ ؎

حیرت اندر حیرت آمد حیرت اندر حیرت است
نیست با حیرت سراپا کار در سر کار ما

بعض نے فرمایا یہ لفظ لَاہُ سے مشتق ہے جس کے معنی حجاب، پردہ کے ہیں کیونکہ وہ ذاتِ فطر، خیال، گمان، وہم، عقل سے سوا ہے۔
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

Marfat.com

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

لطف یہ ہے کہ اللہ کی ذات زیادتیٔ ظہور کی وجہ سے ظاہر ہے اور کمالِ نور کی وجہ سے مستور ہے۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرّہ میں جلوہ آشکار
اس پہ پردہ یہ حقیقت آج تک نادیدہ ہے

بعض نے لفظ اللہ اَلَہٗ سے لیا ہے اور معنی عاجزی وزاری کا کیا ہے کہ ہر ایک اس کے ہاں عاجزی کرتا ہے اور راز کی پردہ داری۔

اے کہ باھر دل ترا رازِ دگر
ہر گدا را بر درت نازِ دگر

محض وجودِ باری تعالیٰ کو مان لینا ہی کافی نہیں۔ اس لئے کہ دوسری مِلّتوں نے بھی کسی نہ کسی طرح وجودِ باری تعالیٰ کا اثبات کیا ہے۔ جس چیز نے اسلام کو تمام مذاہب و ادیان سے ممتاز کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے صفاتِ باری کا صحیح، مکمل اور مفصّل عِلم بخشا ہے۔

اسلام کا دوسرا بنیادی عقیدہ ایمان بالرّسل ہے

لُغت میں رسول پیغام رساں کو کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں رسول اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچائے اور اس کے حکم سے صراطِ مستقیم کی طرف ان کی راہ نمائی کرے۔

ضرورتِ رسالت ومقامِ رسُول:-

نظرِ انسانی آفتابِ آسمانی

کے مقابلہ میں خیرہ ہو جاتی ہے۔ ہر ادنیٰ اعلیٰ کے مقابلہ میں محض مجبور ہوتا ہے۔ جب بندوں کا یہ معاملہ ہے تو خالق و مخلوق، قدیم و حادث، معبود و عابد کا تعلق کیسے ہو سکتا تھا۔ سو اللہ جلّ شانہٗ نے رُسل و انبیاء کا سلسلہ قائم کیا: بغیر وسیلہ رسول کے اللہ جلّ مجدہٗ کو پانا ناممکن ہے۔ رسولوں کو اللہ کی طرف سے علم اور نورِ بصیرت سے نوازا گیا ہے۔ اسلام میں عقیدۂ رسالت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رسول مربّی و معلّم کی حیثیت سے جلوہ گری فرماتا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ کے احکام کو بتاتا ہے اور اُمّت کے لئے پیشوا و نمونۂ تقلید ہوتا ہے۔ رسول کو تشریعی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ضرورتِ رسالت کے متعلق حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں دس سالہ حکومت نشینی میں میرا یہ مسئلہ حل ہوا کہ جیسے ہمیں جسمانی امراض کے لئے طبیبِ حاذق کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی روحانی امراض کے لئے روحانی اطباء کی ضرورت ہے اور وہ انبیاء و رسل ہیں۔

اسلام کا تیسرا بنیادی عقیدہ ایمان بالملئکہ ہے

فرشتوں پر ایمان لانا دراصل ایمان باللہ کا تتمہ ہے۔ اس کا مقصد محض یہی نہیں کہ ملائکہ کے وجود کا اقرار کیا جائے بلکہ مقصد اصلی یہ ہے کہ نظامِ وجود میں ان کی صحیح حیثیت کو سمجھ لیا جائے تاکہ ایمان باللہ خالص توحید پر قائم ہو۔ ان کی حیثیت مدبراتِ اَمر کی ہے۔ ان کا کام محض اطاعت و عبادت ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اپنے وظیفہ سے غافل نہیں ہوتے۔ ہر دم اپنے رب کی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ انہیں کے ذریعہ اللہ عزوجل اپنے پیغمبروں کے پاس اپنا کلام اور اپنے احکام بھیجتا ہے۔ مذاہب سابقہ

Marfat.com

میں ان غیر مادی ذی روح مخلوق ہستیوں کی حیثیت نہایت مشتبہ تھی۔ ان کو کبھی مخلوق کا درجہ دیا جاتا تھا اور کبھی خدائی کا۔ اسلام نے آکر ان تمام عقائد کو مٹا دیا۔ ان کی ہستی خدا تعالیٰ کے سامنے سراپا مطیع و فرمانبردار قرار دی گئی۔

اسلام کا چوتھا بنیادی عقیدہ ایمان بالکتب ہے۔

یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے تمام اتری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔ ایک مسلمان پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کے صحیفۂ الٰہی پر ایمان لائے رسول کو رسول مان لینے کے بعد اس کے صحیفۂ آسمانی کو مان کر اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کتابِ الٰہی پر ایمان لانے سے مقصود ان تمام صداقتوں اور حکموں کو بجا لانا ہے جو اس میں مذکور ہیں۔ یہ گویا پوری شریعتِ مطہرہ کو قبول کر لینے کا مختصر ترین طریقۂ تعبیر ہے۔ قرآن پر ایمان لانے کا یہ معنی ہے کہ جو کچھ قرآن میں علمی و عملی عقائد و عبادات و احکام مذکور ہیں ان کو بے کم و کاست ہم تسلیم کرتے ہیں۔ انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ صرف کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا بلکہ اسے ایک انسانی معلم اور راہنما کی ضرورت ہے جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا دے اور اپنے عمل سے لوگوں میں وہ رُوح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشاء ہے۔ رسالت اور کتاب کا آپس میں بڑا گہرا تعلق و رابطہ ہے۔ قرآنِ حکیم رسول کو جا بجا ہادی، راہنما بیان کرتا ہے دوسری طرف کتاب کو نُور، ضیاء، بُرہان، فرقان سے تعبیر کرتا ہے۔ انسان کو فطری عقل سے اتنی راہنمائی حاصل نہیں ہوتی جس سے وہ حق کی راہ پر چل سکے۔ اس

Marfat.com

اندھیری منزل میں ایسے راہنما کی ضرورت ہے جو راستہ سے واقف ہو۔ حالات سے باخبر ہو اور اس کے ہاتھ میں ایک چراغ بھی ہو تاکہ اس کے پیچھے چلنے والا انسان خود بھی اس چراغ کی روشنی میں راہ کے نشانات کو دیکھ کر سیدھا چل سکے، ٹیڑھے راستوں سے بچ سکے۔ حقیقت کی اجنبی منزل میں جہاں ہماری عقل کی روشنی تنہا کام نہیں دیتی ہمیں رسول اور کتاب دونوں کی یکساں ضرورت ہے۔ ان میں سے کسی کی اتباع کو چھوڑ کر ہم سیدھی راہ نہیں پا سکتے تو جیسے رسول پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی کتاب پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

اسلام کا پانچواں بنیادی عقیدہ موت کے بعد زندگی کو ماننا اور یوم آخرت پر ایمان ہے

ایک عادل و منصف بادشاہ کی شانِ حکومت اور شانِ عدل کا تقاضا ہے کہ پہلے وہ اپنی رعایا کو اپنے احکام و قوانین، ارشادات و فرامین اپنے احکام و وزراء کے ذریعے پہنچائے اور واضح کر دے کہ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر عدالتیں قائم کرے تاکہ وہاں ظالم و مظلوم کا فیصلہ ہو سکے۔ مدعی اور مدعا علیہ کے بیان سننے کے لئے کوئی تاریخ بھی مقرر ہو تاکہ پیشی کے وقت مدعی اور مدعا علیہ کا بیان سُن کر کوئی صحیح اور قطعی فیصلہ کیا جائے۔ اسی طرح اس احکم الحاکمین نے اپنے خاص برگزیدہ بندوں (انبیاء علیہم السلام) کے ذریعہ وقتاً فوقتاً کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے اور بارگاہِ خداوندی کے وزراء نے قوانینِ خداوندی سے آگاہ کر دیا کہ احکم الحاکمین نے نیک و بد، ظالم و مظلوم کے درمیان عدل

Marfat.com

شہداء اور مقربین بھی اس دن کی ہیبت و جلال سے حیران و پریشان خوفزدہ سرنگریباں ہوں گے۔ سب سے اللہ جل شانہ، سوال فرمائے گا۔

لمن الملک الیوم (سورۃ مؤمن پ۲۴ رکوع ۲) آج کا دن کس کا ہے؟

ڈر اور ہیبت کے مارے کوئی جواب نہ دے سکے گا تو خود فرمائے گا۔

للہ الواحد القھار" اللہ کا دن ہے جو واحد و قہار ہے"۔ اس فیصلہ کے دن پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں داخل ہے جو اُخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا۔ اس کے اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔

والذین کذبوا بآیاتنا ولقاء الاخرۃ حبطت اعمالھم سورۃ الاعراف پ۹

جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور لقاء آخرت کو جھوٹا سمجھا ان کے اعمال رائیگاں جائیں گے۔

اسلام کا چھٹا بنیادی عقیدہ ایمان بالقدر ہے

اگرچہ قرآنِ حکیم میں ایمان کے سلسلہ میں اس کا ذکر کہیں نہیں آیا مگر قرآن پاک میں بار بار اس کا اعادہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کو بنیادی عقائد میں جگہ دی جائے۔ اس عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اب تک ہوا ہے، ہو رہا ہے، آئندہ ہوگا اللہ جل مجدہٗ کے علم سابق اور فیصلۂ ازلی سے ہوا ہے، ہو رہا ہے اور ہوگا۔ جیسے انجینئر مکان بنانے سے پہلے ایک ذہنی نقشہ تیار کرتا ہے۔ پھر اس نقشہ کے مطابق عمارت کو مکمل کرتا ہے۔ ایسے ہی خالق کے آگے تخلیقِ کائنات سے قبل سے جزئیات طے تھیں۔ موت و حیات و فقر و غناء و کامیابی و ناکامی سارے دنیاوی واقعات اس کے نقشۂ ازل کے مطابق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اہلِ تحقیق نے فیصلہ کیا ہے کہ انسان نہ تو اپنے افعال کا خالق ہے اور

Marfat.com

کے لئے جزا و سزا کے لئے خاص دن مقرر فرمایا ہے۔

وھٰذا یَومُ الفصل جمعنٰکم وَالاوّلین۔ | یہ فیصلہ کا دن ہے اس لئے تم کو اور تمام اوّلین کو جمع کیا ہے۔

سورۃ المرسلات پارہ ۲۹ رکوع ۲۱

ان الاوّلین وَالاخرین لمجموعون الیٰ میقات یوم معلوم | بے شک سب اگلے اور پچھلے ایک معین تاریخ پر جمع کئے جائیں گے۔

سورۃ الواقعہ پ ۲۷ رکوع ۱۵

ونخرج لہ یوم القیمۃ کتاباً یلقٰہٗ منشورا اقراء کتابك وکفیٰ بنفسك الیوم علیك حسیبا | اور قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال اس کے سامنے کر دیا جائیگا جس کو وہ کھلا ہوا پائیگا اور اس سے کہا جائیگا تُو خود اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج تُو خود ہی اپنا محاسب کافی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۲

سب اگلے پچھلے لوگ میدانِ حشر میں حیران و پریشان کھڑے ہوں گے کہ یکایک احکم الحاکمین نہاعت عظمت وجلال کے ساتھ بندوں کے فیصلہ کیلئے نزول اجلال فرمائے گا ہر طرف فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔

وجاءَ ربك والملكُ صفاً صفاً۔ | اور تیرا رب فیصلہ کے لئے آئے گا اور فرشتے بھی جوق در جوق آئیں گے۔

سورۃ فجر پ ۳۰

جبرئیل امین اور تمام ملائکہ دست بستہ صف بستہ کھڑے ہوں گے مگر اس ذوالجلال کے سامنے کسی کو مجال دم زدنی نہ ہوگی۔ انبیاء، مرسلین،

Marfat.com

نہ شجر و حجر کی طرح مجبورِ محض۔ اللہ جل مجدہٗ نے قدرت و اختیار سے بندہ کو نوازا ہے۔ بندہ اپنے مولیٰ کی اطاعت میں افعال کو ظہور میں لاتا ہے اور کاسب کہا جاتا ہے۔ اسی کسب کی بنا پر اس کو جزا، سزا، ثواب عذاب ملتا ہے۔

چلا عدم سے میں ہستی کو بول اٹھی تقدیر
بلا میں پڑنے کو کچھ اختیار لیتا جا

اسلام کے بنیادی عقائد اپنانے کے فوائد

ان عقائد کے اپنانے سے قلبِ مومن میں ایک غیر معمولی شجاعت و جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان عقائد سے مومن کو یقین ہو جاتا ہے کہ میرا رب میرے قریب ہے۔ میری دعاؤں کو سنتا ہے۔ شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔ ان عقائد کے ذریعے مومن کو صبر و توکل کا مقام بھی نصیب ہوتا ہے۔ پھر دنیا کی تمام مشکلات آلام و مصائب اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتے۔ اسے یقین ہوتا ہے۔ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ "ہمیں وہی مصیبت گھیر سکتی ہے جس کو اللہ جل مجدہٗ نے مقدر کر دیا ہے۔"

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ صبر و تحمل کے پیکر تھے۔ آلام و مصائب کو نہایت صبر سے برداشت کیا۔ شہادت کے موقعہ پر چالیس دن تک جس بُردباری کا ثبوت دیا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ سینکڑوں وفا شعار غلام، ہزاروں معاون و انصار سرفروشی کے لئے تیار تھے۔ مگر اس ایوبِ وقت نے خونریزی کی اجازت نہیں دی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ کا آخری مظاہرہ دکھا کر ہمیشہ کے لئے رُوپوش ہو گئے۔

Marfat.com

توہینِ رسالت کی سزا قتل ہے

افتتاحیہ

گستاخِ رسول کی سزا کا مسئلہ یوں تو ایک زبردست تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے جس پر ملّتِ اسلامیہ کے دین دار، خدا خوف اور حُبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم رکھنے والے کسی فرد کو کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ پاکستان میں بھی یہ مسئلہ گاہے بگاہے اُٹھتا رہا مگر اِسے اخباری سطح پر اس وقت لایا گیا جب محترم اسماعیل قریشی صاحب ایڈووکیٹ سُپریم کورٹ پاکستان لاہور نے اسلامی جمہوریہ پاکستان تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف اور دفعہ ۲۹۸ الف کے خلاف شرعی عدالت میں دَرخواست پیش کی۔ علمأ نے بیانات دیے۔ اخبارات میں کافی کچھ لکھا گیا حال ہی میں دو گستاخ نوجوان مسیحیوں کو سزائے موت سُنائے جانے پر پھر ایک مرتبہ یہی مسئلہ موضوعِ سُخن بن گیا۔ ملک میں اختلاف پیدا ہوا ہنگامے ہوئے۔ افسوس ہے اس انتشار پھیلانے میں پاکستان کی وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو سالارِ قافلہ دکھائی دیتی ہیں جنہوں نے عدالتِ عالیہ کے اس فیصلہ پر شدید گھٹن محسوس کی اور دِلی دکھ اور حیرت کا اظہار کیا۔ دَراصل ایسا کرنے میں اُنہیں جذبات کے علاوہ امریکہ کی خوشنودی بھی مطلوب تھی۔ شیخ رشید کی سزا پر اپوزیشن کا احتجاج توہینِ عدالت ہے تو گستاخانِ رسول کے عدالتی فیصلے پر وزیرِ اعظم کا بیان توہینِ عدالت کیوں نہیں؟ وزیرِ اعظم کا بیان

Marfat.com

توہینِ عدالت بھی ہے اور توہینِ رسالت بھی۔ اسی اثنا میں ایک دوست فاضل جج نے تحقیق چاہی تو یہ چند سطور انہیں تحریر کر دیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وصحبہٖ وسلم

عظمتِ نبوّت

● الوہیت کے بعد سب سے بڑا مقام نبوّت کا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اُسے تحفّظ دیا جائے اور خود قرآنِ کریم نے مشرکوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔ وَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ اور قَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ کے ارشادات سے واضح ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کے فرزندوں کو توحید کے تحفّظ کا حکم دیا گیا اور اس کے تحفّظ کا طریقہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ ایسے ہی ملّتِ اسلامیہ کو رسالت و نبوّت کی تقدیس قائم رکھنے کا بھی حکم ہے۔ اسلام نے کفر کو اجازت دی ہے کہ اپنے دائرہ میں رہ کر چلے مگر جونہی بغاوت اختیار کرے تو کچلنے کا حکم دیا گیا ہے۔

● اسلام کسی کو جبراً مسلمان بنانے کا شوق نہیں رکھتا نہ اس کا یہ دستور ہے بلکہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کے اعلان سے آزادی دیتا ہے لیکن اِس آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص رسالت کے خلاف دریدہ دہنی کرے تو اُسے کھلا چھوڑ دیا جائے اِس لئے کہ رسالت کی توہین اور بے حرمتی پوری اُمت کی بے حرمتی ہے اور توہین ہے لہٰذا اُمتی کا فرض ہے کہ جب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سُنے تو جان لے لے یا دے دے اور ہر دور میں عظمتِ رسالت کے پیشِ نظر ایسا ہوتا چلا آیا ہے ہاں ملک کے اندر قیامِ اَمن کے پیشِ نظر براہِ راست تصادم سے سے بچنے کا حل یہی ہے کہ ایسے ملزم کو عدالت سزائے موت دے۔

Marfat.com

● شفا شریف قاضی عیاض میں ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے جب
ام مالک سے توہینِ رسالت کرنے والے کا حکم پوچھا تو آپ نے
رمایا۔ مَا بَقَاءُ الْاُمَّۃِ بَعْدَ سَبِّ نَبِیِّہَا۔ اس اُمت کی کیا زندگی ہے
س کے نبی کو گالیاں دی گئیں۔

● حافظ ابنِ تیمیہ کے دور میں ایک عیسائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
و گالی دی تو آپ نے اس عنوان پر چھ سو صفحات پر کتاب اَلصَّارِمُ الْمَسْلُوْل
ھی جس میں دلائل سے ثابت کیا کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔

● یاد رہے کہ فتحِ مکہ کے بعد وہاں کے بدترین اخلاقی مجرموں کو بھی لاتثریب
لیکم الیوم کی نوید سنا دی گئی مگر ساتھ ہی ایک اچھی تعداد کے افراد کا خون
باح (جائز) قرار دیدیا گیا اور ان کی گرفتاری کا حکم دیدیا گیا انہیں کیوں نہ معاف
گیا یہ بھی تو مکہ مکرمہ کے ہی مجرم تھے۔ ان کے قتل کا سبب کفر کے ساتھ
تاخیٔ رسول بھی تھا کہ جگہ جگہ توہین آمیز تقریر کرتے ہجو کے اشعار گاتے۔

عیل آرہی ہے ● جس قدر دین کی تقدیس اور معصومیت ہے اس سے
یں زیادہ اُس کے لانے والے کی عظمت ہے کہ دینِ اسلام کے فروغ کا باعث
اتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری
ر پھر اسلام کا ظہور ہے۔ پہلا بہرحال پہلا ہی ہوتا ہے۔ کوہِ صفا کا پہلا خطبہ
ی اس عنوان پر واضح حجت ہے۔ آپ نے اہلِ مکہ سے پہلی بات جو فرمائی
ھی۔ ھَلْ وَجَدْتُمُوْنِیْ صَادِقاً اَوْ کَاذِباً۔ مجھے تم نے سچا پایا یا جھوٹا؟
ہلے اپنی شخصیت، صداقت اور امانت کا ذکر فرمایا پھر اسلام کی دعوت دی
پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسلام کے باغی (مرتد) کو قتل کیا جائے اور اسلام
کے لانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو چھوڑ دیا جائے گستاخِ
سول کے قتل کا اسلامی فیصلہ دوہرا نہیں کہ فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

Marfat.com

یہ بات ہوا اور کسی دوسرے نبی کے لیے ایسا نہ ہو بلکہ ہر رسول کی گستاخی کی
قتل ہی ہے ہاں خود رسول کسی کو معاف کر دے یہ الگ بات ہے کسی کو حق
کہ وہ رسول کے گستاخ کو معاف کر دے۔ افراد، عدالتیں، سبھی کے سبھی ا
ضابطہ کے پابند ہیں۔ وصلّی اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہٖ محمدٍ وّآلہٖ وصحبہٖ وسلّم۔

دلائل وشواہد

۱۔ عبداللہ ابنِ اخطل کو غلافِ کعبہ کے پیچھے سے نکال
مقامِ ابراہیمؑ اور زمزم کے درمیان قتل کر دیا گیا۔ بخا
شریف صہ ۲۴۹ ج ۱، صہ ۶۱۴ ج ۲۔ یہ شخص حضور علیہ السّلام کی ہجو میں تقر
کرتا اور اشعار گاتا تھا۔ (۲)۔ اسی مقدس دور میں گستاخِ رسول کعب
اشرف کو محمدّ ابنِ مسلمہ نے قتل کیا مسلم صہ ۱۱۰ ج۔ ۲ محمدّ ابنِ مسلمہ کے
عمل پر مکمل سکوت رہا۔ اگر یہ قتل رُوحِ اسلام کے خلاف ہوتا ہو۔ زبانِ ر
اس پر خاموشی اختیار نہ کرتی۔

۳۔ ابو رافع گستاخِ رسول کو چند نوجوانوں نے قتل کیا۔ صہ ۵۷۷ ج
۴۔ ایک گستاخ رسول کو ایک نوجوان نے قتل کیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص
۵۔ عقبہ بن معیط کو اس کی گستاخیوں کے باعث ہی قتل کیا گیا جب
جنگ بدر کے باقی تمام قیدیوں کو فدیہ کے بعد رہا کر دیا گیا۔
۶۔ بشر نامی منافق گستاخِ رسول کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کیا۔ دسورۃ النساء صہ ۶۰، تفسیر خازن صہ ۳۹۷ ج ۱، تفسیر کبیر ص
ج ۳، روح المعانی صہ ۱۰۴ ج ۵، الصارم المسلول صہ ۳۸
۷۔ فرتنی اور قریبہ دو لونڈیاں خواتین تھیں۔ حضورؐ کی ہجو میں
سناتیں اور اشعار گاتی تھیں۔ اسی گستاخی کے جرم میں ایک قتل کر دی
اور دوسری نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اسلام قبول کر لیا
الصارم المسلول صہ ۱۲۶، فتح الباری صہ ۹

Marfat.com

سارہ نامی خاتون بھی ہجو کرتی تھی۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کا خفیہ خط لے کر مکہ جا رہی تھی قتل کی گئی گستاخ تھی شاعرہ تھی سیرۃ المصطفیٰ ج ۳

۔ حویرث بن نقید کو گستاخی کی بنا پر ہی قتل کیا گیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قتل کیا۔ زرقانی ص ۳۱۵ ج ۲۔ الصادم ص ۱۴۰

فتح الباری ص ۹ ج ۸

۱۔ متیس ابنِ صبابہ کو فتح مکہ کے بعد غنیلہ ابنِ عبداللہ نے قتل کیا۔

زرقانی ص ۲۱۵ ج ۲

۱۱۔ عبداللہ ابنِ سعد کے قتل کا حکم دیا گیا۔ یہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی تھے ان کی سفارش پر ان کی بیعت لی گئی اور معاف کر دیا گیا

۱۲۔ عکرمہ ابنِ ابی جہل، ہبار ابنِ اسود، وحشی ابن حرب، کعب ابنِ زہیر عبداللہ ابن زبعری، ہندہ بنت عتبہ ان سبھی کا خون مباح فرما دیا تھا (قتل کا حکم دے دیا تھا) مگر یہ سبھی باری باری حاضر ہو کر معافی مانگ کر مسلمان ہوتے رہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

زبانِ نبوت کا فیصلہ

۱۳۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَن سَبَّ نَبِيًّا قُتِلَ۔ جس نے نبی کو گالی دی اُس کی سزا قتل ہے۔ جامع صغیر علامہ سیوطی ص ۱۷۳ ج ۲۔ فتح القدیر ص ۱۹۴ ج ۳۔ شفا ص ۲۱۲ ج ۲ الصارم المسلول ص ۹۴۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

آئمہ کا متفقہ فیصلہ

۱۴۔ محمد بن سحنون فرماتے ہیں۔ اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص لہٗ کافر وحکمہ عند الائمہ القتل۔ الشفاء ص ۲۱۶ ج ۲۔ نسیم الریاض ص ۳۳۸ ج ۴۔ الدر المختار ص ۳۱۷ ج ۳۔

Marfat.com

الصارم المسلول ص۴

محمد بن سحنون فرماتے ہیں. علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے. چاروں آئمہ کرام ابوحنیفہ ا
مالک، امام احمد، امام شافعی سبھی اس فیصلہ پر متفق ہیں. شامی ص
۱۵. امام ابوبکر بن منذر فرماتے ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے کہ نبی کو گالی
دینے والے کی سزا قتل ہے ان کے الفاظ یہ ہیں. قَالَ ابوبکر بن المنذ
اجمع عوام اهل العلم علىٰ انّ من سبّ النّبيّ صلّى الله عليهِ و
يقتل الشفاء ص۲۱۱ ج ۲.

۱۶. من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرت
فالسّابُ بطريق اولىٰ يقتل حدّا عندنا. فتح القدير امام ابن همام ص
ج ۴. كتاب الخروج ص۱۸۲. فتاوىٰ شامى ص۳۱۹ ج ۳
آپ کو گالی دینے والا مستحق قتل ہے.

۱۷. نبی کے گستاخ اور گالی دینے والے کے مستحق قتل ہونے میں
کوئی شبہ نہیں. فتاوی شامی ص۳۱۲ ج ۳

۱۸. وَلاَ خلاف بين المسلمين انّ من قصد النّبي صلّى الله عليه
بذالك فهو ممن ينتحل الاسلام انه مرتد يستحق القتل.
فتاوىٰ قاضي خاں. ص۸۸۲ ج۴
احكام القرآن جصاص ص۱۰۶ ج ۳.

کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی توہین کا قصد کیا وہ مستحق قتل ہے.

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

خلاصۂ تحریر

۱۹. اس اہم ترین نازک مسئلہ پر لکھے گئے رسالہ کے خلاصہ کو خلاصۃ
الفتاویٰ کی عبارت پر ختم کرتا ہوں. درج ذیل عبارت محیط کے حوالے
سے نقل کی گئی ہے.

Marfat.com

من شتم النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم اَھانہٗ او عابہ فی امور دِینہ اوفی شخصہ اوفی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشتم اوللاھانۃ اوالعیب صادرا عنہ عمدا او سھوا او غفلۃ ان تاب لم یقبل توبتہ ابدًا وحکمۃ فی الشریعۃ القتل قطعًا (مختصرًا)۔ خلاصۃ الفتاویٰ صـ۲۸۶ ج ۴۔ الشفاء صـ۲۱۴ ج ۲

ترجمہ: جس نے نبی کو گالی دی، توہین کی یا عیب لگایا اس کے کسی دینی معاملہ میں ہو یا کسی ذاتی مسئلہ میں وہ گالی دینے والا نبی کی اُمت سے ہو یا کوئی اور اہلِ کتاب ہو۔ ذمی کافر ہو یا حربی۔ یا گالی اُس نے بھول کر دی ہو یا قصدًا یا غفلت سے اس کا حکم قتل ہی ہے اُس کی توبہ بھی قبول نہیں

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۲۰۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ارتداد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

۲۱۔ اجمعت الامۃ علیٰ قتل متقصہٖ وسابہٖ شفاء صـ۲۱۱ ج ۲

حضور علیہ السّلام کو گالی دینے اور نقائص بتانے والا واجب القتل ہے۔

۲۲۔ اجمع عوام اہل العلم ای کُلّھم علیٰ من سب النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم یقتل۔ تمام اہل علم اِس پر متفق ہیں۔ حضور علیہ السّلام کو گالی دینے والا قتل کر دیا جائے۔

۲۳۔ حضور علیہ السّلام کی توہین صریح یا اشارہ ایسے تمام الفاظ گالی میں شمار ہوتے ہیں۔ والحکم فیہ حکم السّابّ یقتل۔ اس میں فیصلہ یہی ہے ایسا شخص قتل کر دیا جائے۔ الصارم المسلول صـ۵۲۵ شفاء صـ۲۱۴ ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں۔ ائمہ مجتہدین کا یہی نظریہ ہے کہ جو بھی توہین رسالت کا مرتکب ہو اُسے قتل کر دیا جائے کہ اس جرم کی

Marfat.com

حد ہی یہی ہے۔ کسی بھی حد والے مجرم کی توبہ اس کی حد ہی ہے۔
امام بزازی ابن ھمام علامہ ابن زین، علامہ عمر بن بخیم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، علامہ خیر الدین رملی شیخ زادہ، محمد بن علی خصکفی رحمۃ اللہ علیہم نے بھی یہی نظریہ پیش کیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

وکلاء عبرت حاصل کریں

گستاخانِ رسول کا دفاع کرنیوالے فاضل وکلاء کو چاہیئے۔ دورِ رسالت ﷺ، دورِ صحابہ رض اور جمہور علماء اُمت کے فیصلہ کو غور و فکر سے پڑھیں۔ گستاخانِ نبوت کو بچانے کے لیے اور واقعات کی غلط تشریحات کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اسلام نے جس طرح چوری، زنا کی حدود مقرر کی ہیں بغیر حد جاری ہوتے اس کی نجات کا کوئی حل نہیں ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی حد قتل ہے جیسے فتح القدیر نے فرمایا۔

ثُمَّ يُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا۔ فتح القدیر ص ۴۰۸ ج ۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ پر حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حق ہے۔ حضور علیہ السلام خود کسی کو معاف فرما دیں تو یہ الگ بات ہے کوئی اس سزا کو ختم کر سکتا ہے نہ عدالت۔

ملزم کا یہ کہنا کہ میں نے یہ کلمات توہین کی نیت سے نہیں کیے معتبر نہیں ہوگا۔ صریح کفریہ کلمات میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

بیوی سے علیحدگی اختیار کرنے میں صریح طلاق کے کلمات میں نیت کا اعتبار نہیں تو شانِ رسالت ﷺ جیسے عظیم مسئلہ میں نیت کی مداخلت کیسے برداشت کی جا سکتی ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

Marfat.com

سیّد زادی کا غیر سیّد سے نکاح

مکرم و محترم حضرت علامہ مولانا **منظور احمد شاہ** صاحب مدظلہٗ العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مزاج گرامی

المعروض اینکہ۔ ایک استفتاء ارسال ہے بنوازش شرع متین کی روشنی میں باحوالہ اسناد و دلائل سے شق وار بتفصیل فتویٰ صادر کر کے ممنون فرمائیں۔

والسلام

عرض گزار یکے از خدام اہل سنت

محمد علی نقشبندی

۱۱ ۱/۱۳ فانی منزل محلہ شہاب پورہ سیالکوٹ

استفتاء:

۱۔ بعض مقامات پر ادنیٰ قومیں موچی، تیلی، لوہار، مراثی اور بعض اعلیٰ ذاتیں قریشی، ہاشمی سید بنتے جا رہے ہیں۔ زور شور سے اعلان کرتے اور صحیح النسب سید زادیوں کو بیاہ کر گھروں میں بسا رہے ہیں۔

۲۔ بعض ذی عزت صاحبان علم و تقویٰ حضرات بھی اس بدعت کا شکار ہیں ان دونوں کا شرعی لحاظ سے یہ فعل کیسا ہے۔ علاوہ ازیں

۳۔ غیر سید کا سید زادی سے دانستہ یا نادانستہ نکاح کرنا کیسا ہے۔

۴۔ سید زادی خود اپنی، والدین کی رضا سمیت کسی ذی عزت اہل علم و تقویٰ سے نکاح کرے تو جواز کی صورت ممکن ہے یا نہیں۔ جواب سے نواز کر عنداللہ ماجور و عندی مشکور ہوں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محب الفقراء محترم حضرت مولانا محمد علی نقشبندی زید مجدھم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے آپ بعافیت ہوں گے۔ آپ کا گرامی نامہ بصورت استفتاء ۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کو موصول ہوا معذرت خواہ ہوں فوری جواب نہ لکھ سکا۔

پہلا سوال: آپ نے لکھا ہے "بعض مقامات پر ادنیٰ قومیں موچی تیلی، لوہار، مراثی اور بعض اعلیٰ ذاتیں قریشی، ہاشمی، سید بنے جا رہے ہیں اور زور شور سے اعلان کرتے ہیں اور صحیح النسب سید زادیوں کو بیاہ کر گھروں میں بسا رہے ہیں۔"

پہلا جواب: جواباً تحریر ہے۔ موچی، تیلی، لوہار، مراثی، دھوبی، کمہار قوال، قصاب، زرگر، ترکھان، جولاہے قومیں قطعاً نہیں بلکہ پیشے ہیں۔ اس عنوان پر آپ کو دورِ حاضر کی مشہور کتاب "نام و نسب" مؤلفہ صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی کے صفحہ نمبر ۷ - ۸ کے مطالعہ کی توجہ دلاتا ہوں۔ انہوں نے ادنیٰ پیشے والوں کو گھٹیا اور پست قومیں تصور کرنے پر سخت تنقید کی ہے۔ خصوصاً اہلِ علم حضرات جو انہیں گھٹیا اور پست قومیں تصور کرتے ہیں انہیں خوب رگیدا ہے اور مجھے ان کے اندازِ تحریر سے مکمل اتفاق ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اگر کوئی سید لوہے یا لکڑی کا کام شروع کر دے تو کیا یہ ادنیٰ پیشہ انہیں زمرۂ سادات سے نکال دے گا۔ سید کوئی بھی پیشہ اختیار کرے سید ہی رہے گا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے لوہارا پیشے کو عظمت بخشی۔ نوح علیہ السلام نے ترکھانا کام کو نوازا۔

Marfat.com

سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے پیشۂ معماری کو شرف بخشا۔ ان کی عظمت اور تقدس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ میرے خیال میں سوال یوں چاہیئے تھا" کوئی غیر سید سید ہونے کا دعویٰ کر کے صحیح النسب سید زادی کو نکاح میں لے آتا ہے تو یہ کیسا ہے"؟ تو واضح ہے ایسا کرنا عظیم دھوکہ ہے۔ نسل بدلنے کی وعید میں شامل ہے۔

رہا قریشی اور ہاشمی کا سادات سے نکاح کرنا تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ لوگ اہلبیت اور آلِ رسول ہونے کی نسبت سے سادات کے کفو ہیں جیسے کہ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے" بنو ہاشم اہل بیت آں حضرت اند"

اسی مقام پر مشکوٰۃ شریف حاشیہ ۴ پر تحریر ہے کہ" آل کون ہیں۔ بعض نے کہا آل وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے جیسے بنی ہاشم عبدالمطلب سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدنا علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بھائی جعفر و عقیل اور حضور علیہ السلام کے چچا عباس، حارث و حمزہ اور ان کی اولاد"۔ پورے حاشیہ کا مطالعہ مزید مفید ہوگا۔

اسی طرح علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اشرف المؤبد صفحہ ۴ میں اہل بیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سواءً کان حسنیًا او حسینیًا ام علویًا ام عباسیًا
حسنی حسینی علوی جعفری عقیلی عباسی کوئی بھی ہیں اہلبیت میں شامل ہیں۔

نام و نسب کے صفحہ ۷۰، ۸۰ پر اسی کی تائید ہے کہ قریشی سادات کے کفو ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے" فقریش بعضھم اکفاء بعض"

Marfat.com

فتاویٰ عالمگیر صـ۹۷ جلد ایمیں ہے۔ زکوٰۃ بنی ہاشم کو نہ دی جائے۔ وہ کون ہیں وہ آلِ علی ہیں۔ آلِ عباس ہیں۔ آلِ جعفر ہیں۔ آلِ عقیل ہیں۔ آل حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ اس عنوان پر امام اہلِ سنّت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا رسالہ الزہر الباسم فی حرمتہ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم" کا مطالعہ مزید مفید رہے گا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کو لفظ سیّد کے لقب سے نوازا۔ قرآنِ مقدس میں بھی یہ لفظ لقب کے مفہوم میں وارد ہوا ہے۔ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد ہے" سیّدًا وحصورًا و نبیًا من الصّٰلحین" سردار اور پاکباز ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے۔ ایک اور مقام پر یہ لفظ شوہر یا مالک کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔" وَ الفیا سیّدھا لدی الباب"۔ یہاں سیّد سے مراد حضرت زلیخا کا شوہر ہے۔ ایک اور جگہ اسی طرح استعمال ہوا ہے۔" قالو رَبّنا اِنّا اطعنا سادتنا" قیامت کے دن کفار کہیں گے اے اللہ ہم نے اپنے سرداروں کی مانی تھی۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد" قوموا الیٰ سیّدکم" اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں بھی لفظ سیّد بمعنی سردار استعمال ہوا ہے۔ اوائل میں تمام اہلِ بیت کو شریف کہا جاتا تھا خواہ وہ عباسی ہوں یا عقیلی۔ بعد میں جب فاطمین مصر کے حکمران ہوئے تو شریف کا لفظ سیدنا حسن و حسین علیہم السلام کی اولاد پر استعمال ہونے لگا اور انہیں میں منحصر ہو گیا۔

فتاویٰ حدیثیہ صـ۱۴۲۔ اشرف المؤبد صـ۹۵

Marfat.com

ابن حجر مکی نے لکھا ہے جو عظمت و وقار سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کو ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادیوں سے بھی اولاد ہوتی تو اس شرف عظمت کی مستحق ہوتی مگر قضاءً باقی صاحبزادیوں کی نسل کا سلسلہ نہ چل سکا۔

(فتاویٰ حدیثیہ صد ۱۴۲، شرح صحیح مسلم از مولانا سعیدی صد ۹۷ جلد ۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے سیدنا حسن علیہ السلام کے لئے فرمایا " ابنی ھذا سیّد " دوسری جگہ فرمایا " الحسن والحسین سیّدا شباب اھل الجنہ " ان ارشادات میں اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس عظیم لقب سے نوازا گیا ہے جو اس مقدس خانوادے کا خصوصی امتیاز بن گیا اور کثرتِ استعمال کے باعث سیّد بمعنی قوم استعمال ہونے لگا۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیّد الانبیاء محمّد
وّعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم

دوسرا سوال: آپ نے دوسرا سوال لکھا ہے " بعض ذی عزت شان علم و تقویٰ حضرات بھی اس بدعت کا شکار ہیں ان دونوں کا شرعی لحاظ سے یہ فعل کیسا ہے "؟

دوسرا جواب: اگر کوئی صاحبِ علم و تقویٰ جھوٹ بول رہا ہے یعنی غیر سیّد ہو کر سیّد ہونے کا دعوےٰ کر کے صحیح النسب سیّدزادیوں سے نکاح کر رہا ہے تو یہ شخص نہ ذی عزت ہے نہ ہی صاحبِ علم و تقویٰ ہے نہ معلوم آپ نے ایسے افراد کو مجرم قرار دیتے ہوئے صاحبِ علم و تقویٰ کیسے قرار دے دیا۔ یہ لکھا پڑھا شخص اس سے کہیں زیادہ بُرا ہے تو جاہل

Marfat.com

ہے اور سیّد نہ ہو کر سیّد ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ یہ دونوں شخص فعل شنیع اور امرِ قبیح کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّد الانبیاء محمّدٍ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

تیسرا سوال:۔ آپ نے پوچھا ہے "غیر سیّد کا سیّد زادی سے دانستہ یا نادانستہ نکاح کرنا کیسا ہے"؟

تیسرا جواب: جواباً تحریر ہے اگر نکاح فریقین کی رضامندی سے ہو جائے تو جائز و درست ہے۔ اگر سیّدہ بالغہ ہے اور اس کا ولی نہیں تو اپنی خوشی سے غیر سیّد سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا ان کی اولاد کی نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے قبل از نکاح اس شخص کو غیر سیّد جان کر اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا ورنہ بالغہ کا کیا ہوا نکاح بھی باطل ہوگا۔

فتاویٰ نوریہ صہ ۴۱۳ جلد ۲

صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گیلانی نے بھی اپنی کتاب "نام و نسب" کے صفحہ ۸۴ - ۸۵ میں واضح لکھا ہے: "اگر سیّدہ اور اس کا ولی غیر کفو میں شادی ہو جانے پر راضی ہو جائیں تو وہ نکاح درست ہے اور نسب ثابت ہوگا۔ بہر حال جو بعض سادات سمجھتے ہیں کہ ان کی کسی عزیزہ یا بیٹی کا نکاح غیر کفو میں ہو نہیں سکتا یا از روئے قرآن و حدیث ناجائز ہے یہ محض ان کی خوش فہمی ہے کوئی ایسی نص قطعی نہیں ملتی جس سے سادات کے اس عقیدے کو ثابت کیا جائے"۔ بہتر معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

اس ضمن میں عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ کے واقعات بھی بطور دلیل پیش کر دیئے جائیں۔

۱۔ حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن سیّدہ زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا (جو غلام تھے) سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میں حسب ونسب میں زید بن حارثہ سے بہتر ہوں۔ اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کے معزز خاندان کی معزز خاتون سیّدہ زینب کا نکاح غلام سے فرما دیا اور غیر کفو میں نکاح کے مسئلہ کو واضح کر دیا اور پھر بذریعہ وحی اس امر سے کبھی روکا بھی نہیں گیا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

۲۔ امام عبدالرزاق نے شعبی سے روائت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مقداد اور زید کا نکاح کیا تاکہ جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مرتبہ والے ہیں وہ تمہارے نزدیک بھی بہترین شمار ہوں۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۵۳ جلد ۶)

مقداد بن عمر کا نکاح حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی سے اور حضرت زید بن حارثہ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن سیّدہ زینب سے۔ یہ دونوں نکاح غیر کفو میں ہوئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

۳۔ امام ابو داؤد نے حکم بن عیینہ سے روائت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری کے گھر بھیجا کہ وہ اپنے نکاح کا پیغام دیں۔ گھر والوں نے یہ پیغام مناسب نہ جانا حضرت

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہ بھیجا ہوتا تو میں کبھی نہ آتا۔ اس پر گھر والوں نے جھٹ تسلیم کیا۔ حضرت بلال نے واپس آکر سارا ماجرا حضور علیہ السلام کو سنایا۔ آپ نے اپنے پاس سے سونا دیا کہ بیوی کے پاس لے جانا۔ دوستوں سے فرمایا کہ بلال کے ولیمہ کی تیاری کرو۔

ابوداؤد ص ۱۱۔ ۱۲، شرح صحیح مسلم از مولانا سعیدی ص ۱۰۹۷ جلد ۳

اس عظیم واقعہ سے ظاہر ہے حضور علیہ السلام نے ایک آزاد عورت کا نکاح ایک حبشی غلام سے فرمایا جو غیر کفو میں نکاح کے جواز کی واضح دلیل ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۴ ــــ فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر نے طلاق بائن دے دی۔ حضرت فاطمہ نے یہ صورتحال حضور علیہ السلام سے عرض کر دی۔ آپ نے انہیں فرمایا تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو۔ عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ سیدہ فاطمہ فرماتی ہیں جب عدت پوری ہو گئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ حضرت فاطمہ نے تعمیل کی۔ آپ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں بہت برکت دی۔ عورتیں رشک کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ خاندانِ قریش کی معزز خاتون تھیں جب کہ حضرت اسامہ ان کے خاندان سے نہ تھے۔

شرح صحیح مسلم ص ۴۸۴ جلد ۳

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

Marfat.com

۵ — حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ سالم ایک انصاری خاتون کے غلام تھے۔ حضرت ابو حذیفہ نے حضرت سالم کے ساتھ اپنی سگی بھتیجی ہند بنت الولید کا نکاح کرایا۔ آزاد قریشی خاتون تھیں مگر نکاح ایک غلام سے کیا گیا جو غیر کفو ہے۔ بخاری شریف صہ ۷۶۲ جلد ۲

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۶ — ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ وحی فرمائی کہ اپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کر دوں۔

مجمع الزوائد صہ ۸۳ جلد ۹ شرح صحیح مسلم صہ ۹۷۵ جلد ۳

سیدنا عثمان اموی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے کفو نہ تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۷ — حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح حسن بن حسن سے ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی کے پوتے عبداللہ ابن عمر ابن عثمان سے ہوا۔ یہ غیر سید تھے۔

اس نکاح کا ذکر حافظ ابنِ حجر نے تہذیب التہذیب صہ ۴۳۴ جلد ۳ میں اور شیخ ولی الدین عراقی نے الاکمال فی اسماء الرجال میں بھی کیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۸ — حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد پوتیوں کا نکاح غیر

Marfat.com

سادات میں ہوا ہے ۔ حضرت زینب کا نکاح ولید بن عبدالمالک بن مروان سے ۔ سیدہ امِ کلثوم کا نکاح محمد بن علی سے ۔ سیدہ فاطمہ کا نکاح معاویہ ابنِ عبداللہ سے ۔ سیدہ ملیکہ کا نکاح جعفر بن مصعب بن زبیر سے ۔ سیدہ ام قاسم کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان سے ہوا ۔ یہ تمام سیدات غیر سادات میں بیاہی گئیں ۔

جمہرۃ انساب العرب صہ ۲۴ شرح صحیح مسلم صہ ۱۹۸ جلد ۳

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۹ ـــ سیدہ سکینہ بنت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا ۔ ان کی شہادت کے بعد دوسرا نکاح عبداللہ ابنِ عثمان سے ہوا ۔ ان کے انتقال کے بعد تیسرا نکاح زید بن عمر بن عثمان بن عفان سے ہوا ۔ یہ تینوں نکاح غیر سادات میں ہوئے ۔

الطبقات الکبریٰ صہ ۴۷۵ جلد ۸ ۔ شرح صحیح مسلم شریف از مولانا غلام رسول سعیدی صہ ۹۷۹ جلد ۳

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

۱۰ ـــ قرآن مقدس کی کسی واضح دلیل یا حدیث شریف کے کسی حکم سے یہ ثابت نہیں کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہیں ۔ اس کے برعکس قرآن مجید کے کئی ارشادات سے جواز کا ثبوت ملتا ہے ۔ مثلاً ارشادِ خداوندی ہے " فانکحو ما طاب لکم من النساء " دوسرے مقام پر محرمات کے ذکر کے بعد ارشاد ہے " و احل لکم ما وراء ذالکم " میں ما کا عموم واضح اور کھلی دلیل کے طور پر اہلِ علم حضرات کو متوجہ کر رہا ہے ۔

Marfat.com

۱۱۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو انسانیت کو عظیم ترین منشور دیا وہ اس عنوان پر بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے "کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے تم سب آدم کی اولاد ہو۔"

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمّد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

چوتھا سوال: آپ نے دریافت فرمایا ہے سیّد زادی نے خود اپنی، والدین کی رضا سے کسی ذی علم و تقویٰ سے نکاح کر لیا۔ جواز کی صورت ممکن ہے یا نہیں۔

چوتھا جواب: اس سوال کا جواب، جواب نمبر ۳ میں دے دیا گیا ہے کہ فریقین کی رضامندی کی صورت میں نکاح جائز ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمّد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ابوالنصر منظور احمد شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال

Marfat.com

اسلام اور تصوّف

Marfat.com

تصوّف کیا ہے

۲۲ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب کا ساہیوال میں منعقدہ تصوّف کانفرنس سے عظیم الشان خطاب

حضراتِ محترم! عزیزانِ گرامی قدر!

آج کی اس محفل میں شریک ہوکر خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس محفل کو ہم سب کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ ساہیوال کی سطح پر اس عنوان سے یہ پہلی کانفرس ہے۔ عزیز نوجوان بیٹوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کیونکہ ان کی کاوش سے یہ وقوع پذیر ہوئی۔ کام تو یہ میرا تھا کہ اس عنوان سے کانفرنس بلاتا مگر سبقت یہ نیچے لے گئے۔ لفظ تصوف سُن کر بہت سے لوگ لرز اٹھتے ہیں کہ یہ طریقہ تو لوگوں کو بے کار کرنے کے لئے ہے کہ وہ صرف نماز روزہ کے دھندے میں پڑے رہیں۔

عزیزانِ گرامی! اس مختصر وقت میں صرف یہی سمجھیں کہ تصوّف ہے کیا جس سے جدید طبقہ نالاں ہے اور اسے افیون کہہ کر نفرت دلاتا ہے۔

"التصوف صفاء ومشاھدہ"

تصوّف اصلاحِ نفس، تزکیہ، تطہیرِ قلب اور مشاہدہ کا نام ہے۔

○ شیخ ابوالحسن نوری تصوف کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

لیس التصوف رسمًا و علمًا و لکنہ خلق۔ تصوّف کسی رسمی شئی کا نام نہیں، نہ ہی وہ کسی علم کا نام ہے وہ تو اخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔

Marfat.com

- یہی شیخ ابو الحسن نے دوسری جگہ پر اس طرح فرمایا ہے۔

التصوف الحریّۃ و الکرم و ترک التکلف و السخاء

تصوف آزادی، بخشش، بے تکلفی اور سخاوت کا دوسرا نام ہے۔ دیکھئے الحرّیہ کی تعریف کس قدر جامع ہے۔ حرص و لالچ سے آزادی، نفس و شیطان سے آزادی۔ یاد رہے تصوف کی بنیاد اخلاقِ کریمہ پر ہے۔

- شیخ ابوبکر الکتانی نے ایک اور مقام پر تصوف کی تعریف اسطرح کی ہے۔

التصوف خلق ومن زاد علیك فی الخلق فقد زاد علیك فی الصفاء

تصوّف اخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔ جو شخص خلق میں تجھ سے زیادہ ہے وہ صفائی میں بھی زیادہ ہے۔

- ابو محمد الجریری تصوّف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ھو الدخول فی کل خلق سنی والخروج من خلق دنی۔

ہر اچھے خلق کا اپنانا اور ہر بُری بات سے الگ تھلگ رہنا تصوّف ہے۔

- حضرت علی بن بندار الصیرفی فرماتے ہیں۔

التصوف اسقاط الرویۃ للحق ظاھراً و باطناً

تصوّف یہ ہے کہ صاحبِ تصوّف اپنے آپ کو کسی حال میں نہ دیکھے اور دیکھے تو کلیتہً ذاتِ والاصفات کو دیکھے۔

- بعض کے نزدیک تصوّف کا معنی ہے عمل کے اندر اخلاص ہو، عبادت و ریاضت ریا سے پاک ہو، صرف اور صرف عمل صالح رضائے الٰہی کے لئے ہو جس کی مثال حضرت رابعہ بصری کے ایک قول سے ملتی

Marfat.com

ہے۔ آپ دعا کرتی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ان کنت اعبدك خوفا من نارك فالقنی فیہا۔

اے اللہ اگر میں نے تیری عبادت جہنم کے خوف سے کی ہے تو مجھے اس میں ڈال دے

و ان کنت اعبدك طمعًا لحصول الجنۃ فاحرمنی منہا

اور اگر میں نے تیری عبادت جنت کے حصول کیلئے کی ہے تو مجھے اس سے محروم کر دے

و ان کنت اعبدك لوجھك الکریم فلا تحرمنی عن زیارتك

اور اگر میں نے تیری عبادت صرف تیری ذاتِ پاک کے لئے کی ہے تو پھر مجھے اپنی زیارت سے محروم نہ کرنا۔

- امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں تصوف کے عنوان پر اس طرح تبصرہ فرمایا ہے: "اس منزل کا راستہ یہ ہے کہ پہلے مجاہدہ کر کے بُری عادت کو ختم کر کے تمام قسم کے تعلقات سے ہٹ کر خدائے قدوس جل مجدہٗ سے رابطہ کر لے۔ جب اسے یہ سعادت مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل کا متولی بن جاتا ہے۔"
- حضرت ممشاد علی دینوری فرماتے ہیں: "بے کار چیزوں کو ترک کرنا تصوف ہے۔"
- حضرت ابو محمد علی احمد بن محمد رودباری فرماتے ہیں: "اونی لباس پہننا، نفس پر جفا کرنا اور سنت کی پیروی کرنا تصوف ہے۔"
- حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "کم کھانا، خلق سے دُور رہنا اور خالق کی عبادت کرنا تصوف ہے۔"
- حضرت ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تمام تکالیف کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر صبر کرنا اور ماسوائے اللہ کو ترک کر دینا تصوف ہے۔"

Marfat.com

○ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "خالق کا اعتبار اور خالق کا بیان کرنا، خالق پر بھروسہ کرنا اور خلق سے ناامید ہونا تصوف ہے"۔

○ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "درگاہِ الٰہی میں بے غم زندگی بسر کرنا تصوف ہے"۔

○ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "ماسوائے اللہ کو ترک کرنا اور خود فنا ہو جانا تصوف ہے"۔

○ حضرت محمد بن احمد فقری فرماتے ہیں۔

التصوف استقامة الاحوال مع الحق۔ تصوف ذات کے ساتھ استقامتِ حال کا نام ہے۔

○ ابنِ خلدون اپنے مقدمہ میں تصوف کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں۔

اصل التصوف العکوف علی العبادۃ والانقطاع الی اللہ تعالیٰ والاعراض عن الزخوف الدنیا وزینتھا

فرماتے ہیں تصوف کا معنی عبادت پر استقامت ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے ربِ حیّ قیوم کی طرف توجہ دنیا کی زیب وزینت سے رُوگردانی کرنا ہے۔

صُوفی کون ہے

○ وہ شخص جو ان اوصاف کا حامل ہو، ان اصولوں کا کاربند ہو اسے صُوفی کہتے ہیں۔

○ سب سے پہلے جس شخص پر لفظ صوفی استعمال ہوا اور انہیں یہ لقب دیا گیا وہ ابو الہاشم تھے جو ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

- بعض کے نزدیک صوفی کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کمبل اوڑھتا ہے مگر یہ تعریف دِل لگتی نہیں کہ ہر کمبل اوڑھنے والا صوفی ہو۔
- بعض نے کہا کہ صوفی کو صوفی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بندہ قیامت کے دن صفِ اوّل میں ہوگا۔
- بعض نے کہا کہ صوفی کو صوفی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اصحابِ صفہ سے پیار و محبت رکھتا ہے۔
- بعض نے کہا کہ صوفی وہ ہے جو اپنے ظاہر و باطن کو اسلام اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ڈھال لے اور نورِ شریعت سے اس کا دل روشن ہو جائے۔
- بعض نے کہا کہ صوفی کا لفظ سوف سے بنا جو یونانی زبان کا لفظ ہے سوف کا معنیٰ حکمت و دانائی ہے۔ اسی وجہ سے حکیم کو دا لنشور و فیلسوف کہتے ہیں۔ فیلا کا معنیٰ محب اور سوف کا معنیٰ حکمت یعنی حکمت و دانائی سے محبت کرنے والا۔ اسی لفظ سوف کو جب عربی میں ڈھالا گیا تو تحریف کے بعد صوفی ہوا۔ چونکہ صوفی بھی حکمت و دانائی، اخلاقِ حسنہ، اخلاص، دیانت و شرافت ایسے اصولوں سے محبت رکھتا ہے لہٰذا صوفی مشہور ہوا۔
- ابو سینا اپنی کتاب الارشادات میں عابد، زاہد، صوفی کی اصطلاحات پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں۔ دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش کو زاہد، ہر لمحہ اپنی توجہ کو بارگاہِ قدس کی طرف رکھنے والے کو عابد اور ہر لمحہ نورِ حق کی روشنی لینے کے لئے خواہشمند کو عارف کہتے ہیں۔ ابو سینا کے نزدیک عارف ہی صوفی ہوتا ہے۔

Marfat.com

- حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرکے خود بھی اس پر عامل ہو صُوفی ہے۔
- دوسری جگہ فرماتے ہیں جس نے دنیا کو ترک کر دیا ہو اور اللہ تعالیٰ کو اختیار کرلیا ہو وہ صُوفی ہے۔
- حضرت بشر حافی فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل صاف رکھے وہ صُوفی ہے۔

صاف شو باحق نہاں و آشکار
صُوفیان صاف را ایں است کار

- حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں جو خلتِ ابراہیم علیہ السّلام، تسلیمِ اسماعیل علیہ السّلام، اندوہِ داؤد علیہ السّلام، صبرِ ایوب علیہ السّلام اور اخلاقِ سرورِ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرے وہ صُوفی ہے۔
- حضرت حضرمی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

الصوفی لا یوجد بعد عدمہٖ ولا یعدم بعد وجودہٖ صوفی صُوفی وہ ہے کہ اس کی ہستی کو نیستی نہ ہو اور اس کی نیستی کو ہستی نہ ہو یعنی جس شئے کو پائے وہ گم نہ ہو اور جسے وہ گم کردے اسے وجود نہ ملے۔ (کشف المحجوب)

- بعض نے کہا جو شخص اصحابِ صفہ کے مشرف پر ہو، ان سے پیار رکھے وہ صوفی ہے۔
- حضرت شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

الصوفی لا یریٰ فی الارض مع اللہ غیر اللہ۔

Marfat.com

صُوفی وہ ہے جو دونوں جہانوں میں سوائے ذاتِ قدیم کے کچھ نہیں دیکھتا۔

○ حضرت ابوالحسن فرماتے ہیں۔ الصوفی الذی لا یملك ولا یملك۔ صُوفی وہ ہے جو نہ کسی کا مالک ہو اور نہ کسی کا ملک۔ یعنی نہ وہ خود کسی کی قید میں ہے اور نہ کچھ اس کی قید میں ہو۔ بعض نے کہا صُوفی وہ ہے جو صاحبِ اصول ہو اور طبعی تقاضوں سے آزاد ہو کر حقیقت سے پیوستہ ہو اور اپنی ذات سے فانی ہو کر حق سے باقی ہو۔

تقدس کے مقدس موضوع پر بہت سے لوگوں نے اعتراضات کئے۔ معترضین میں شامل اپنے بھی ہیں اور بیگانے بھی جیسے کہ جدید دانشور ہارٹن۔ بلوشیٹ۔ مالسی نیون وغیرہ۔

کسی نے کہا تصوّف کی تعلیم گوتم بدھ سے ماخوذ ہے۔ یہ بہت بڑا جھوٹ اور الزام ہے۔ گوتم بدھ تو وجودِ خداوندی کا ہی منکر تھا تو خدا تک پہنچنے کے لئے اس کا راستہ تعین کرنے کا کیا معنیٰ؟

مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات اور واحدانیت پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ یہ ریاضتیں اسی کی ذاتِ بابرکات تک پہنچنے کے لئے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا تصوف چلہ کشی، گوشہ نشینی ہندوؤں سے ماخود ہے۔ یہ اعتراض بھی بے معنی ہے کہ صوفیاء و اولیاء کے آقا و مولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حرا گوشہ نشینی اختیار فرما کر اس کا بھی جواب دے دیا۔

کسی نے کہا تصوّف نصرانیت کا چربہ ہے۔ اس قول میں اتنی ہی

Marfat.com

صداقت ہے جتنی اس قول میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیرا راہب نامی عیسائی سے تعلیمات حاصل کیں۔ (معاذ اللہ)

کسی نے کہا تصوف جاہل لوگوں کا نظریہ ہے۔ اہلِ علم حضرات اس سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ بھی بہت بڑا جھوٹ و افتراء ہے سیدنا داتا ہجویری، سیدنا غوثِ اعظم بغدادی، سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری، سیدنا شہاب الدین سہروردی، شیخ الاسلام فرید الدین پاک پتنی، سیدنا بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجددی، حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین سے بڑھ کر عالم کون ہوگا۔

کسی نے کہہ دیا تصوّف تو افیون ہے جو قویٰ کو مضمحل کر دیتی ہے اور کام کرنے کی سکت ہی نہیں چھوڑتی۔ یہ اعتراض بھی کوتاہ نظری اور جہالت پر مبنی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے جس فردِ مقدس کی زندگی اس عنوان کے تحت ڈھلی ہو وہ باہمت، طاقتور، باعزم ہوتا ہے۔ وہ تنہا ہی جماعت ہے۔ کمزور ہی طاقتور ہے۔ برِصغیر پاک و ہند کے ماحول پر ذرا نظر ڈالیئے ایک درویش طبع صوفی منش جس نے تصوف اصحابِ صفہ کے مقام پر بیٹھ کر حاصل کیا اور پھر وہیں سے اس درویش کو پورے برِصغیر کی اصلاح کے لئے حکماً روانہ کر دیا گیا۔ جس نے راجپوتانہ کے کفر گڑھ میں بلا خوف و خطر ڈیرہ جمایا اور پیغام حق سنایا۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

اس مردِ درویش کی للکار نے برِصغیر میں تہلکہ مچا دیا۔ بس پھر کیا تھا کہ اسلام کی ایک ایسی عظیم لہر اٹھی جس سے لاکھوں افراد سرفراز ہوئے

Marfat.com

یہ مقدس شخصیت حضور سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری کے نام سے یاد کی جاتی ہے ۔ مجدد الف ثانی شیخ سرہندی علیہ الرحمہ نے دینِ اکبری کے پرستاروں کو للکارا ۔ ؎

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

جب چنگیزی طوفانِ بدتمیزی اٹھا جس نے دنیائے اسلام کو تہہ وبالا کیا ۔ ہزاروں شہر برباد ، بستیاں تباہ اور عمارات زمین بوس کیں ۔ اس کی ظالمانہ کارروائی کو کس نے روکا تھا ۔ وہ کون تھا جس نے بغداد کو تباہ کرنے والے کی یلغار کا مقابلہ کیا اور اس طوفان کا رُخ موڑا اور پھر اسلام کے دشمنوں کو اسلام کا شیدائی بنا دیا ۔ وہ انہیں صوفیاء کے گروہ کا ایک فرد تھا ۔ جس کی نظر نے یکسر ساری بدامنی کو امن میں بدل دیا ۔ ہلاکو خاں کا چچازاد بھائی برکہ نامی شخص شمس الدین کے ہاتھوں مسلمان ہوا ۔ یہ صوفیاء کی جرأتِ ایمانی تھی جس کے سبب ؏

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

افسوس ہے ان نام نہاد اسلام کے شیدائیوں پر جو تصوّف کو افیون سے تعبیر کر کے لوگوں کو اس مقدس عنوان سے نفرت دلاتے ہیں ۔

تصوف کے بارے میں ایک غیر مسلم نے اظہارِ حقیقت کیا ہے ۔ تصوف کے مخالفین اس پر بھی نگاہ کریں ۔ مشہور مستشرق مسٹر گِب نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں ایک تقریر میں کہا "تاریخِ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ ہوا ہے لیکن وہ مغلوب نہ ہو سکا ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوّف یا صوفیاء کا اندازِ فکر

Marfat.com

فوراً اس کی مدد کو آجاتا ہے اور اس کو اسی وقت قوت و توانائی بخش دیتا ہے کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

تصوّف اسلام کی رُوح ہے

بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ تصوّف اسلام سے الگ کسی شے کا نام ہے (معاذ اللہ) یہ مغالطہ محض جہالت پر مبنی ہے۔ تصوّف اسلام ہے۔ اسلام کا حسن و جمال ہے۔ اسلام کی خوبی ہے۔ اسلام کی زینت ہے۔ اسلام کا کمال ہے۔

تصوّف: الا للّٰہ الدین الخالص کی تصدیق ہے۔

تصوّف: وتبتل الیہ تبتیلا کی تشریح ہے اور اس حکم کی تعمیل ہے۔

تصوّف: قد افلح من زکّٰھا کی کھلی تفسیر ہے۔

(فلاح پائی جس نے تزکیۂ نفس کیا)

تصوّف: وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ ونھی النفس عن الھوٰی کا واضح بیان ہے۔

(اور جو اس بات سے ڈرا کہ اللہ کے حضور کھڑا ہونا پڑے گا اور جس نے خواہشاتِ نفس سے اجتناب کیا۔

تصوّف: فان الجنۃ ھی الماوٰی کا پیش خیمہ ہے۔

(تو پس جنت ہی ٹھکانا ہے)

تصوّف: ولمن خاف مقام ربہ جنتان کی توضیح ہے۔

(اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے

Marfat.com

لئے دو جنتیں ہیں)

تصوّف : فاذکرو اللہ ذکراً کثیرا کی تصویر ہے۔

(اس کی یاد کثرت سے کرو)

تصوّف : ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ ربّ العالمین کی تعبیر ہے۔

(بیشک میری نماز۔ میری قربانی۔ میری حیات۔ میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے)

تصوّف : لاخوف علیھم و لاھم یحزنون کے قلعہ میں آتا ہے۔

(ان پر نہ کوئی غم ہے نہ خوف)

تصوّف : بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ کا عین آئینہ ہے۔

(جو بھی اللہ کے حضور ہو وہ مخلص ہے اس کے لئے اس کے رب کے حضور اجر ہے)

تصوّف : والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کا کھلا درس ہے۔

(وہ لوگ جنہوں نے ہم تک پہنچنے کی کوشش کی ہم انہیں اپنی راہیں دکھاتے ہیں۔

تصوّف : شرح صدر ایسے انعام ملنے کا ذریعہ ہے۔

خلاصۂ کلام

عزیزانِ گرامی ! یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ دین سے نفرت، شریعت

Marfat.com

سے دوری کی ہر شے تصوف سے دور ہے، سلوک سے دور ہے۔ بھنگی، چرسی، شرابی، بے نماز تصوف اور صوفی کے دعوائے فقیری میں کذاب اور جھوٹے ہیں۔ شریعتِ مطاہرہ سے باہر تصوف نہیں بغاوت ہے۔ شریعتِ مطہرہ کے راستہ سے ہٹ کر کسی کام کا نام تصوف نہیں ہو سکتا۔

خلافِ پیغمبر کسے را گذید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

حضور علیہ السلام کی راہ سے ہٹ کر کوئی شخص منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایسی خلوت، ایسی عبادت، ایسا چلّہ، ایسی ریاضت جو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ کر ہو نہ وہ تصوف ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حقیقت ہے۔ تصوف کو شریعتِ مطہرہ سے وہی تعلق ہے جو جان کو جسم سے ہے۔ جن بعض افراد نے ابتداءً تصوف سے گریز کیا وہ سمجھ آجانے اور دل کے روشن ہو جانے پر واپس آگئے اور دل کی گہرائیوں سے گرویدہ ہو گئے۔

آج کے اس تاریک دور کو اسلام کی روشنی سے منوّر کرنے کیلئے صوفیائے کرام کے اندازِ تبلیغ کو اپنانا ہی کامیابی کی راہ ہے۔ ہم نے صوفیاء کا اندازِ فکر چھوڑا بھٹک گئے۔ اس روشن دور کو واپس لانے کیلئے انہیں برگزیدہ شخصیتوں کے دامن سے ہی وابستہ ہونا پڑے گا۔

حقیر سمجھ کے جنہیں بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ و بارک وسلم

Marfat.com

عالمِ بالا کی وسعتیں

قرآنِ مقدس نے اس کائنات کا گہرا مطالعہ کرنے اور اس سے استفادہ کرنے کا ذکر مختلف مقامات پر متعدد انداز میں فرمایا ہے۔ زمین و آسمان کی وسعتوں کے بعد فرمایا تبصرۃ وذکریٰ لکل عبد منیب اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی بے پایاں قدرت کو جاننے کے لئے اس عالم کی بے پایاں اور وسیع پنہائیوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اس کی کمال حکمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو اس وسیع وعریض اور پیچیدہ عالم میں جو بے نظیر نظم و ضبط اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس میں غور کرو۔ جدید ماہرینِ فلکیات کی تحقیقات کے مطابق یہ نظامِ شمسی جس میں ہمارا کرۂ زمین بھی ہے یہ ایک کہکشاں کا حصہ ہے۔ اس ایک کہکشاں میں ایک لاکھ ملین ستارے موجود ہیں (دس لاکھ کو ایک ملین کہتے ہیں)۔ اس کہکشاں کا قطر دس لاکھ نوری سال ہے۔ (نوری سال سمجھنے کے لئے یہ خیال کریں کہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل سفر طے کرتی ہے۔ اس کو ساٹھ سے ضرب دیجئے، پھر حاصل ضرب کو چوبیس سے۔ یہ حاصل ضرب ایک نوری دن ہوگا پھر دنوں کے مہینے اور مہینوں کے سال بنا لیجئے۔ اس عرصہ میں جتنی مسافت ہوگی اسے ایک نوری سال کہیں گے) سورج کہکشاں کے مرکز سے ۲۵ یا ۳۰ ہزار نوری سال دور ہے۔ سائنسدان تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا ان کے امکان سے خارج ہے۔ ابھی

Marfat.com

تک انہوں نے کائنات کے ایک حصّہ کا مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن یہ مختصر سا حصّہ بھی اتنا ہے کہ اگر کوئی شخص روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ سے سفر کرے تو اس کی سرحد تک پہنچنے کے لئے چھ ہزار ملین سال درکار ہوں گے۔

یہ کہکشاں جس سے ہمارا تعلق ہے نسبتاً چھوٹی ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں ملین چھوٹی بڑی کہکشائیں ہیں۔ اس چھوٹی سی کی وسعت کا اندازہ لگائیں کہ زمین سے چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل دُور ہے۔ زمین سورج سے ساڑھے نو کروڑ میل دُور ہے۔ اس کا قطر آٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار میل ہے اور وہ زمین سے بارہ لاکھ گنا بڑا ہے۔ کاش وہ امت جو حاملِ قرآن ہے۔ وہ نوجوان جو غلامئ مصطفےٰ کا دم بھرتے ہیں وہ اہلِ علم طلباء اور اساتذہ خوابِ خرگوش سے بیدار ہوں۔ تحقیق و تجسس کو اپنا شعار بنائیں، اسرارِ قدرت کی نقاب کشائی میں ہمتِ مردانہ کا ثبوت دیں تو ملّتِ اسلامیہ کا مقدر چمک اٹھے اور انحطاط کا چکر ختم ہو جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ وبارک وسلم

(پندرہ روزہ محفلِ ذکر)

ہدایتِ الٰہیہ

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے بے شمار انعامات میں سے ہدایت اللہ بھی ایک بہت بڑا انعام ہے۔ جسے بارگاہِ قدس سے یہ تمغہ عطا ہوتا ہے۔ وہی سرخرو اور کامیاب ہوتا ہے۔ اِس ہدایت الٰہیہ کی عظمت قرآنِ مقدس کی اس آیہ مبارکہ سے واضح ہے؛ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ "اے اللہ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت فرما"۔ یہ وہ دعا ہے جسے ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں باقاعدگی سے عرض کرتے ہیں۔

ہدایت کا معنی راستہ دکھانے کا بھی آتا ہے۔ اور منزلِ مقصود پر پہنچانے کا بھی ــــ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے دونوں طریقوں سے نوازا ہے اِھْدِنَا کی درخواست میں یہ بات بھی ہے اے ربِّ قدوس تیرے حضور پہنچنے کی راہ مشکل بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ تیری رہنمائی کے بغیر تیرے حضور پہنچنا ہمارے بس کی بات نہیں ــــ یہ منزل تیرے کرم سے ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ صراطِ مستقیم کا نصیب ہو جانا "ہدایتِ الٰہیہ" ہے۔ سیدھی راہ ہی بندے کو منزل تک پہنچاتی ہے۔ ٹیڑھی راہ پُرخطر بھی ہے اور دُور بھی ــــ تھکاوٹ اور امن و سکون کے لئے ضروری ہے کہ سیدھی صاف اور محفوظ ہو ــــ ادیان کی نسبت سے اسلام سیدھی راہ ہے۔ دینِ موسوی میں بہت مشکلات تھیں مثلاً؛

- زکوٰۃ میں سارے مال کا چوتھا حصہ دینا جبکہ اسلام میں چالیسواں حصہ ہے۔
- عبادت خانوں کے علاوہ کہیں عبادت نہ ہو سکنا، جبکہ اسلام میں پوری روئے زمین مسجد

Marfat.com

ہے جہاں چاہو ادا کر لو۔

- ناپاک جسم یا کپڑا جلانے سے پاک ہونا جبکہ اسلام میں پانی سے دھونے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔
- کسی بھی گناہ کا سزا کے بعد معاف ہونا جبکہ اسلام میں خلوص دِل سے توبہ کے ساتھ گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے ان گناہوں کے جن پر حد جاری ہوتی ہے۔
- مختلف مذاہب و مسالک کی نسبت سے مسلکِ اہل سنت و جماعت صراطِ مستقیم ہے روافض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہیں جبکہ خوارج اہلبیت کے دشمن ہیں۔

جبریہ انسان کو محض مجبور مانتے ہیں جبکہ قدریہ انسان کو مکمل با اختیار قرار دیتے ہیں ـــــ مسلکِ اہل سُنت و جماعت نہایت محتاط، معتدِل مبنی بر حق مسلک ہے۔

- ہدایت کئی طرح کی ہے۔ایک ہدایت الہامی ہے جو قدرت کی طرف سے ہر بچے کو ملتی ہے بچے کا پیدا ہوتے ہی رونا، ماں کا دودھ چوسنا اور رو کر ماں کو اپنی طرف متوجہ کرنا۔ یہ کام وہ سیکھ کر ہی آتا ہے۔

o دوسری قسم ہدایت حسی ہے وہ بھی بچے کو ملتی ہے بلا امتیاز مُسلم ہو یا کافر جب ذرا بڑا ہوا تو احساس ہونے لگا یہ گرم ہے، یہ سرد ہے۔فلاں چیز میٹھی ہے یا کڑوی ہے۔اندھیرا ہے یا روشنی ہے وغیرہ وغیرہ

o تیسری قسم "ہدایت عقلی" ہے جو انسان کو ملتی ہے۔ ایمان یا کفر کا کوئی امتیاز نہیں۔

o چوتھی اور آخری قسم "ہدایت الٰہیہ" ہے جو رسالت کے ذریعہ سے ملتی ہے۔اسی کا نام ایمان ہے۔اسی ہدایت کو اسلام اور ایقان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

Marfat.com

عشقِ الٰہی

تصوف کی اصطلاح میں عشق سے مراد عشقِ الٰہی ہے کہ یہی چیز دولتِ لازوال اور شرف باکمال ہے۔ وہ عشق جو حقیقت تک نہ لے جائے وہ اسرار و معرفت کا ذریعہ قرار نہیں پا سکتا۔ اسی لفظ عشق کو قرآن حکیم نے لفظ محبت سے تعبیر فرمایا ہے جو کمالاتِ انسانی میں سے عمدہ ترین صفت ہے یہ صفت جسم انسانی میں آنے سے پہلے بھی روح کے اندر پائی جاتی تھی۔ قرآن مقدس نے اِس مفہوم کو آیہ کریمہ یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ میں واضح فرمایا ہے۔ مفہوم عشق کی ترجمانی اشد حبا للہ میں نمایاں ہے۔

عشقِ الٰہی وہ دولت ہے جو یاس و قنوط کو دھکیل دیتی ہے۔ یہی دولت دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں جا بجا عشقِ الٰہی پہ زور دیا ہے کہیں کوئی قصہ سنا کر مائل کیا ہے تو کہیں مثال دے کر سمجھایا ہے۔ محبت و عشق کا ایک عظیم ترین کمال یہ ہے کہ محب اپنے محبوب حقیقی کے جمال جہاں آراء سے بہرہ ور ہو اور اِس منزل کو پانے کے لئے جہات کی قیود سے نکلنا ضروری ہے۔ عشق ہی وہ کمال ہے جو قیود سے آزاد کر دیتا ہے۔ اس حقیقت کا اعلان خود علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں کیا ہے کہ ؎

کمال زندگی دیدار ذات است
طریقش رستن زین شش جہات است

روحانیت کا بلند مقام فنافی اللہ ہے۔ اور یہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب

Marfat.com

تک انسان اپنی رضا کو تابع نہ کر دے اور اپنی ذات وصفات کو کالعدم قرار نہ دیدے ، معرفت خداوندی میں عقل حجاب بن جاتی ہے مگر عشق رواں دواں رہتا ہے اور لمحہ بھر میں لاکھوں میل کی مسافتیں طے کر لیتا ہے۔

عشق کی ایک جست نے طے کر دیئے قصے تمام
اِس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

جو مقامات ریاضت شاقہ سے بھی طے نہ ہو پائیں۔ وہ منزلیں شیخ کامل کی نگاہ جس سے عشق حاصل ہو گیا آن واحد میں طے ہو جاتے ہیں ۔ بقول حافظ شیرازی ؎

منزلِ عشق بسے دور دراز است ولے
طے شود جادہ صد سالہ بآہے گاہے

اِسی مضمون کی ترجمانی دوسرے شعر میں بھی ہے ؎

کعبہ مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ
نیم گامے ہم نہ باشد شوق چوں رہبر شود

یہ امر واقع ہے کہ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں جس قدر محبوب ارفع ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی قدر ارفع ہو گا۔ محبت کو ذات وصفاتِ محبوب سے جس قدر عرفان ہو گا اسی قدر زیادہ استحکام سے اس کی جانب میلان ہو گا۔
اللہ کریم ہمیں اپنے عشق و محبت کی دولت نصیب فرمائے ۔ آمین

Marfat.com

رُوحانی امراض اور اُن کا علاج

Marfat.com

دِل کی بیماریاں

پہلی بیماری

جس طرح انسانی اعضاء کے لئے مختلف بیماریاں لاحق ہوتی رہتی ہیں اُسی طرح دِل کے لئے بھی مختلف بیماریاں لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ دل کی تمام بیماریوں سے خطرناک اور مہلک بیماری بدعقیدگی ہے۔ اِس کا علاج نہایت ضروری ہے۔ اگر کسی شخص کا اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عقیدہ ہی درُست نہیں ہے تو اس کے اعمال کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ بریں بنا عقیدہ کی اصلاح ازبس ضروری ہے۔

اس مقام پر اصلاح عقیدہ کے سلسلہ میں ایک مرکزی اور جامع نکتہ ملحوظ خاطر رہے ربِّ قدوس جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے کونوا مع الصادقین سچوں اور ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ سچے اور ہدایت یافتہ لوگ کون ہیں الذین انعمت علیھم جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا وہ اولیاء کاملین ہیں۔ نبوّت کا دروازہ تو بند ہو گیا۔ اب اُس فیض نبوت کو عام کرنے کے لئے قیامت تک اولیاء کاملین کا زمرہ پیدا ہوتا رہے گا اور وہ ہر دَور میں رہا ہے اور رہے گا۔ اس گروہ اولیاء کے نظریات و عقائد کا حامل ہونا اُنہیں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا عقیدہ صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ ہر وہ نظریہ و عقیدہ جو اولیاء اللہ سیّدنا غوث اعظم جیلانی، سیدنا مُعین الدین اجمیری، سیّدنا شہاب الدین سہروردی، سیدنا بہاؤ الدین نقشبند علیہم الرحمۃ کے نظریات سے متصادم ہو وہ باطل ہے۔ الحمد للہ مسلک اہلِ سنّت

Marfat.com

وجماعت کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ طبقہ قرآن وحدیث کے بعد ان کے ارشادات کو مشعلِ راہ بنائے ہوئے ہے۔

دوسری بیماری

بدعقیدگی کی بیماری کے بعد حسد کی بیماری کا ذکر کیا کہ پہلی بیماری جو صفحہ ہستی پر رونما ہوئی وہ حسد ہی ہے۔ ابلیس لعین نے سیدنا آدم علیہ السّلام کے رتبہ پر حسد بھی کیا اور سجدہ سے انکاری ہوگیا۔ قابیل اور ہابیل کی جنگ کا خلاصہ بھی حسد ہی قرار پاتا ہے۔

دِل کی بیماریوں میں دوسری بیماری حسد ہے۔ جو قریبًا قریبًا ہر طبقہ میں کسی نہ کسی طرح سے پیدا ہو جاتا ہے۔ بظاہر یہ بیماری معمولی دکھائی دیتی ہے مگر دراصل شدید مرض ہے۔ حسد بھی کینہ کی شاخ ہے اور پھر اس کی اتنی شاخیں ہیں کہ حصر بھی مشکل ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم شریف میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ صحابہ ایک دن دربارِ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج ایک جنتی تمہارے سامنے آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد ایک انصاری بھائی السلام علیکم کہتے ہوئے گذرے۔ دوسرے دن پھر وہی انصاری گذرے۔ تیسرے دِن بھی یہی ماجرا گذرا۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر اس آدمی کے پیچھے گئے اور دو تین رات اُن کے ہاں قیام کی درخواست کی (تاکہ ان کا عمل معلوم ہو جائے کہ کس عمل کے باعث یہ جنتی ہیں) تین دن گذر جانے کے بعد کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکے کہ کس عمل کے باعث جنتی ٹھہرے ہیں۔ آخر پوچھا اور اپنے آنے کا پس منظر بھی بتا دیا۔ تو انصاری بھائی نے کہا کوئی خاص عمل تو نہیں البتہ کسی مسلمان کو کچھ مل جائے تو میرے دِل میں حسد نہیں آتا۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

Marfat.com

لاتحاسدوا ولاتقاطعوا ولاتباغضوا وکونوا عباداللہ اخوانا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، آپس میں مقاطعہ نہ کرو، بغض نہ کرو، اللہ کے خاص بندے ہو جاؤ اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو عرش کے نیچے دیکھا تو بارگاہِ قدس میں عرض کی۔ اے پروردگارِ عالم! یہ آدمی کس نیکی کے باعث اس مقام کو پہنچا۔ حکم ہوا اس میں تین وصف تھے جن کے باعث اسے یہ مقام ملا ہے۔ پہلا وصف یہ کہ لوگوں پر انعامِ خداوندی دیکھ کر حسد نہیں کرتا تھا۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ زندگی بھر ماں باپ کی نافرمانی سے بچتا رہا۔ تیسرا وصف یہ ہے کہ چغلی سے بچتا تھا۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے زیادہ تر خوف اپنی اُمت پر اس بات کا ہے کہ ان کے پاس مال کی کثرت ہو اور آپس میں حسد کر کے کشت وخون کریں۔

یہی وہ بیماری ہے جس سے پناہ مانگنے کا حکم ربِّ قدوس نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے: ومن شرِّ حاسدٍ اذا حسد۔

سیدنا ابو داؤد فرماتے ہیں جو آدمی موت کو زیادہ یاد رکھے گا اس کی ہنسی اور حسد دونوں کم ہو جائیں گے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سب آدمیوں کو راضی رکھنا چاہتا ہوں مگر حاسد کا کیا جائے کہ بغیر نعمت زائل ہو جانے کے راضی ہوتا ہی نہیں۔

توانم انکہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کہ بہ رنج است

بعض حکماء کہتے ہیں حسد ایک زخم ہے جو کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اُسے وہی کافی ہے۔ جب دوسرے کی نعمت دیکھتا ہے گویا اس کے دل پر چھریاں لگتی ہیں۔

Marfat.com

حسد کے اسباب

حسد کے کل سات اسباب ہیں۔

پہلا سبب :۔ عداوت ہے۔ دشمنی ہو گی تو حسد پیدا ہو جائے گا۔

دوسرا سبب تکبّر ہے کہ حاسد ہمیشہ اپنی بڑائی کا خواہشمند ہوتا ہے اور وہ دوسرے کا وجود پسند نہیں کرتا۔

تیسرا سبب سرداری کی خواہش ہے حاسد چاہتا ہے کہ سب میرے محتاج ہوں اور تابع فرماں رہیں اور میں سب کا آقا کہلاؤں۔ اسی وجہ سے وہ سب کو غریب دیکھنا چاہتا ہے۔

چوتھا سبب عُجت اور بڑائی ہے حاسد دوسروں کو نعمت کا نااہل سمجھتا ہے اس لئے چاہتا ہے کہ اُس کے پاس نہ رہے۔

پانچواں سبب یہ ہے کہ حاسد دوسروں کے کمال میں اپنا زوال سمجھتا ہے کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو میں رسوا ہو جاؤں گا۔ جیسے ہر پیشہ والا اپنے ہم پیشہ سے کچھ نہ کچھ حسد رکھتا ہی ہے۔ دنیاداروں کو تو چھوڑئیے بعض اوقات علماء میں بھی کسی نہ کسی باعث یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو پناہ دے۔

چھٹا سبب یہ ہے کہ حکمرانی کے شوق میں اپنے کو بے نظیر بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ دوسرا برابر نہ ہو جائے۔

ساتواں سبب حاسد کی کم ظرفی ہے کہ اس سے کسی کا عیش دیکھا نہیں جاتا اور یہ حسد تمام حسدوں سے بدترین حسد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے حسد سے محفوظ فرمائے

عِلاج چونکہ یہ مرض انتہائی مہلک ہے بریں بنا اس کا علاج بھی بہت ضروری ہے۔ ایک علاج علمی ہے اور دوسرا عملی۔

علمی یہ ہے کہ حاسد یہ یقین کرلے کہ یہ معاملہ تقدیر سے ہے اور اس کی تدبیر تقدیر کو بدل نہ سکے گی۔

عملی علاج یہ ہے کہ حاسد محسود کے ساتھ اپنی طبیعت کے خلاف برتاؤ کرے مثلاً اگر دل چاہتا ہے کہ اپنے مخالف کی غیبت کرے تو فوراً اس کی تعریف شروع کردے۔ اگر نفس کہتا ہے مخالف کے سامنے اکڑ کر چل تو فوراً نرمی اختیار کرے۔ اگر جی چاہتا ہے کہ مخالف سے نفرت کرے تو محبت کرے۔

انشاء اللہ ان دونوں علاجوں سے بہت فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اس عنوان پر مزید معلومات کے لئے احیاء العلوم شریف کا مطالعہ نہایت مفید ہے

Marfat.com

مذمتِ شہرت وجاہ طلبی

دِل کی بیماریوں میں سے ایک بیماری یہ بھی ہے کہ انسان جاہ طلبی کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے کہ اس کا شہرہ رہے۔ نفس کے بدترین حملوں میں سے ایک یہ بھی ہے جو بظاہر اچھا ہی نظر آتا ہے مگر درحقیقت انتہائی مہلک ہے۔ جاہ طلبی دونوں صورتوں میں ہوسکتی ہے۔ دنیا کے عہدوں کی طلب بھی اس میں شامل ہے اور دین کے مدارج کی بھی۔ دنیا اور دین کے عہدے اور مدارج محض اس لئے حاصل کئے جائیں کہ شہرت ہو، عوام میں مقبولیت ہو تو دِل کی عظیم بیماری ہے۔ اگر ان عہدوں اور مدارج سے جاہ طلبی مقصود نہیں بلکہ رضائے الٰہی اور خدمت مقصود ہے تو یہ بات دل کے تندرست ہونے کی دلیل ہے۔ اچھے سے اچھا کام بھی نام ونمود اور شہرہ کے لئے کیا جائے تو کامیابی اور نجات کی بجائے تباہی اور ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ اس ضمن میں وہ مشہور حدیث شریف سامنے رہے "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا شہید کو جہنم میں ڈال دو۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ میں تیری راہ میں شہید ہوا۔ حکم ہوگا تیرا نظریہ یہ تھا کہ مرگیا تو لوگ شہید کہیں گے جیتا رہا تو غازی کہلاؤں گا یہ کام کر دیا گیا۔ اب ہمارے ہاں تیرے لئے کچھ نہیں" اسی طرح عالم دین کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا یا اللہ ساری زندگی تعلیم وتعلم درس وتدریس میں لگادی۔ حکم ہوگا تُو چاہتا

Marfat.com

تھا لوگ تجھے بڑا عالم کہیں، بہت بڑا زاہد مانیں وہ کام کر دیا گیا۔ آج تیری سزا یہی ہے۔ خدا پناہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ آمین۔

جب یہ جاہ طلبی کا مرض لگ جاتا ہے تو پھر اپنے علم و عمل کے اظہار میں رغبت شدت اختیار کر جاتی ہے اور پھر صرف خدائے قدوس کے اچھا کہنے پر اکتفا نہیں کرنا یہی بات اس کی ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ اگر دین کی نشر و اشاعت اور تعلیماتِ الہٰیہ کی ترویج میں کسی کو بلا تکلف شہرت مل جائے تو مضائقہ نہیں کہ جلیل القدر اہل اللہ کو یہ مقام ملا۔

- احیاء العلوم شریف میں امام غزالی علیہ الرحمہ سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں" خرچ کر اور مشہور مت کر اپنے وجود کو بڑھا مت کہ لوگ تجھ کو پہچانیں۔ اپنے کو چھپا اور خاموش رہ کہ اس میں نجات ہے"
- سیدنا ابراہیم ادھم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔" جس شخص نے شہرت کو اچھا جانا اس نے خدا کو نہیں مانا"
- سیدنا ابو ایوب سختیانی فرماتے ہیں:" جب تک آدمی اس بات کو اچھا نہیں جانتا کہ میرے مکان کا کسی کو پتہ نہ ہو تب تک خدا تعالیٰ کی تصدیق نہیں ہوتی۔
- سیدنا خالد بن معدان وعیدِ شہرت کے خطرہ سے بھری مجلسوں سے اٹھ جاتے تھے۔ صوفیائے کرام نے عدمِ شہرت اور خاموشی کی زندگی کو انعاماتِ الہٰیہ میں شمار کیا ہے۔

Marfat.com

امام غزالی علیہ الرحمہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے "وہ لوگ جنتی ہیں جن کے بال پریشان ہوں۔ امراء کے پاس کوئی انہیں جانے نہ دے۔ وہ گفتگو شروع کریں تو کوئی خاموش نہ ہو۔ ان کی بات پر کوئی دھیان نہ کرے۔ ان کی حاجتیں ان کے سینوں میں ہی پھرتی رہیں۔ ان لوگوں کا نور اگر قیامت کو بانٹا جائے تو سبھی کے لئے کافی ہوگا" اور فرمایا میری امت سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں اگر وہ کسی سے ایک کوڑی مانگیں تو کوئی نہ دے مگر وہ رب سے جنت مانگیں تو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو غریب الوطن ہیں۔ عرض کی گئی غریب الوطن سے کیا مراد ہے تو فرمایا جو لوگ دین لے کر اس کی حفاظت کے لئے گوشہ نشین ہو گئے۔

سیدنا فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تجھ سے ہو سکے کہ تجھے کوئی نہ جانے تو ایسا ہی کر اور اس میں کچھ حرج نہیں کہ تجھے کوئی نہ پہچانے اور نہ اس میں کوئی مضائقہ ہے کہ کوئی تیری تعریف کرے یا نہ کرے اور نہ اس میں کچھ برائی ہے کہ تو لوگوں کے نزدیک برا ہو اور خدا کے نزدیک اچھا ہو۔ ان آثار و واقعات سے شہرت کی مذمت اور گمنامی کی فضیلت عیاں ہو رہی ہے۔ جاہ کی محبت ہر فساد کی جڑ ہے۔ قرآنِ مقدس نے جاہ طلبی کی محبت کو حقارت سے بیان فرمایا۔ تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوًا في الارض ولا فسادا۔ اور آخرت ان لوگوں کے لئے ہے

Marfat.com

جو زمین پر برتری اور فساد کے پیچھے نہیں چلتے۔

- دوسری جگہ پر اسی عنوان کو یوں بیان فرمایا گیا۔

من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا لا یبخسون۔

جو لوگ دنیا اور اس کی زینت چاہتے ہیں انہیں وہ سب کچھ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا۔

- حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

حب المال و الجاہ ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

مال کی محبت اور جاہ طلبی دل میں نفاق کو اس طرح اُگاتی ہے جس طرح پانی انگوری کو اُگاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس موذی مرض سے پناہ دے۔ آمین

Marfat.com

ماہانہ محفلِ ذکر

حسد کی مذمت

جس طرح جسم کے لئے کئی امراض ہیں اور اُن کے علاج بھی ہیں ما انزل اللہ داءً الا انزل لہ شفاء اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں بھیجی کہ جس کے لئے شفاء نہ اتاری ہو۔ مگر اس کے لئے شفا بھی اتاردی۔ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریاں بھی ہیں جس طرح جسمانی بیماریاں ہلاکت کا باعث بنتی ہیں اسی طرح روحانی بیماریاں گمراہی کا سبب بنتی ہیں۔ اُن روحانی بیماریوں میں سے ایک بیماری حسد بھی ہے جو عموماً ہر طبقہ میں کسی نہ کسی انداز سے پائی جاتی ہے اور مہلک ثابت ہوتی ہے۔ حسد کینہ یہ غصہ کی شاخیں ہیں پھر حسد سے اتنی شاخیں پھیل جاتی ہیں جن کا شمار کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ حسد کی مذمت میں بہت سی احادیث طیبہ وارد ہیں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اس حدیث پاک میں حسد کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے حسد کا مہلک ہونا واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ جس طرح آگ کی فطرت میں جلانا اور خاکستر کرنا ہے اسی طرح حسد میں نیکیوں کا تباہ کرنا ہے۔

اسی عنوان کو ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا: لاتحاسدو ولاتقاطعو ولاتباغضوا وکونوا عباد اللہ اخوانا اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ایک دوسرے سے

Marfat.com

حسد نہ کرو آپس میں تعلقات منقطع نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ اس وقت ہمارے معاشرہ میں جس قدر برائیاں پائی جا رہی ہیں انہیں بنظر غائر دیکھیں تو تمام تر برائیاں انہیں تین چیزوں کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔ کاروباری معاملات میں حسد رشتہ داریوں تعلقات میں انقطاع حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اخوت و مروت کے رشتوں کو مضبوط کرنے پر خاص توجہ فرمائی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا اس سمت سے ایک جنتی آئے گا اتنے میں ایک انصاری جوتے اٹھائے حاضر ہوا۔ اس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔ نووارد نے السلام علیکم کہا۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی اتفاق ہوا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر وہی کلمات دہرائے اور وارد بھی یہی شخص ہوا تیسرے روز بھی یہی ماجرا ہوا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے اس آدمی کا تعاقب کیا کہ معلوم کریں یہ خوش قسمت انسان جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی فرما دیا ہے۔ عمل کیا کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نے اس نووارد کے ہاں ٹھہرنے کی درخواست کی کہ عمل معلوم کر سکیں۔ انصاری نے ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

حضرت عبداللہ نے تین رات تک جائزہ لیا۔ بغیر اس کے کچھ نہ پایا کہ وہ ہر کروٹ ذکر الٰہی کرتے ہیں (ان کا خیال تھا یہ شخص شب بیدار ہو گا) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میرے دل میں اس کے عمل کی کوئی وقعت نہ آئی اس انصاری سے پوچھا بندۂ خدا تجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنتی فرمایا ہے۔ عمل تو کوئی خاص تیرا ہے نہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں یہ شرف تجھے کس عمل کے باعث ملا۔ انصاری نے کہا بس یہی کچھ ہے جو تم نے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں واپس ہوا تو اس آدمی نے مجھے واپس بلایا اور فرمایا ایک

Marfat.com

بات مجھ میں ہے جسے اللہ کا فضل سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ جس کسی کو کوئی نعمت عطا فرمادیتا ہے مجھے اُس پر حسد نہیں آتا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں بس یہی وہ عمل ہے جو تجھے جنتی بنا گیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسد نہ کرنے والے کو جنتی قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو حسد کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وبارک وسلم

Marfat.com

اصلاحِ نفس

ریاکاری کی مذمت

دل کو برباد کر دینے والی بیماریوں میں سے ایک مہلک بیماری ریا بھی ہے۔ یہ یاد رہے ریا (دکھاوا) حرام ہے اور ریاکار بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغلوب اور ناپسندیدہ ہے۔ محض دکھاوے کے لئے عمل رائیگاں ہوتا ہے وہ بظاہر کتنا ہی بڑا عظیم کام کیوں نہ ہو۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ سخی سے پوچھے گا تُو نے کیا عمل کیا۔ وہ اپنی سخاوت کا ذکر کرے گا تو بارگاہِ قدس سے حکم ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے یہ کام محض دکھاوے کیلئے کیا تھا اس میں میری رضا مطلوب نہ تھی۔ شہید سے پوچھا جائے گا وہ اپنی خدمات میں شہادت کو پیش کرے گا تو حکم ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے یہ کام محض ریا کیلئے کیا میری رضا مطلوب نہ تھی۔ قاریٔ قرآن سے بھی یہی سوال ہوگا وہ بھی اپنی دینی خدمات قرآنِ مقدس پڑھانے کا ذکر کرے گا۔ اسے جھوٹا فرمایا جائے گا۔ ان کی ریاکاری نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا ثواب سے محروم رہے۔

رب قدوس جل مجدہٗ نے ریاکاروں کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون

الذین ھم یراؤن

اس آیہ کریمہ میں ریاکاروں کی مذمت فرمائی گئی۔ انہیں ان کے انجام

Marfat.com

خراب ہونے کی اطلاع دی گئی ہے۔

● حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یقبل اللہ عملاً فیہ مثقال ذرۃ من ریاء اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کسی ایسے عمل کو قبول نہیں فرمائے گا جس میں ذرہ بھر بھی ریاء ہوگا۔

● امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں ایک حدیث شریف نقل کی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت کے دن جب عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرش کے سایہ میں ایک شخص ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس طرح خرچ کیا کہ دائیں ہاتھ سے دیا اور بائیں کو خبر نہ ہوئی۔ — اس حدیث پاک سے اخلاص کے عمل کی فضیلت واضح ہورہی ہے کہ عرش کے سایہ میں ریا سے محفوظ ہی پہنچ سکے گا۔ قیامت کے دن ریاکار کو تین ناموں سے بلایا جائے گا اے فاجر۔ اے غادر (دھوکے باز) اے مُرائی — دکھاوے سے کام کرنے والا، تیرے اعمال ضائع ہوگئے۔ ثواب برباد ہوا جس کے لئے تو کام کرتا تھا اُس سے اُجرت لے اُس سے جزا حاصل کر۔

● شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ رونے کا سبب کیا ہے تو فرمایا مجھے اپنی اُمت کے بارہ میں یہ خوف نہیں کہ وہ شرک پر مجتمع ہوجائے گی۔ نہ ہی خطرہ ہے کہ وہ بُت پرستی یا سورج پرستی میں مبتلا ہوجائے گی خطرہ یہ ہے کہ وہ ولکنھم یراءُون باعمالھم اپنے اعمال کو دکھاوے کے لئے کیا کریں گے۔

● امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث شریف نقل کی ہے۔ ایک شخص نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کوئی حدیث شریف سنائیں جو انہوں نے حضور علیہ السلام سے خود سُنی ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

مجھے بُلایا اور فرمایا معاذ تجھے ایسی بات بتاتا ہوں یاد رکھے گا تو نفع پائے گا۔ میں نے عرض کی حضور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے سات فرشتوں کے ذمہ یہ لگا رکھا ہے کہ وہ اعمال کی چھان بین کے بعد انہیں آسمانوں پہ اُٹھنے دیں۔ فرمایا غیبت کرنیوالے کے اعمال بھی رد کر دیئے جاتے ہیں۔ متکبر کے اعمال اُس کے منہ پہ مار دیے جاتے ہیں۔ حاسد کے اعمال حاسد کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں۔ ظالم کے اعمال اُس پر پھینک دئیے جاتے ہیں کہ وہ رحم کے جذبہ سے عاری تھا، ظلم و ستم اس کا وطیرہ بن چکا تھا۔ ریاکار کے اعمال ضائع کر دیے جاتے ہیں۔ ریاکار کے بارے میں رَب تعالیٰ فرمائے گا اس نے اِس عمل سے میرا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ مراد کچھ اور تھی۔ اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہیں گے اس پر تیری لعنت ہے اور ہماری لعنت ہے۔ آسمان کہیں گے اس پہ ہماری لعنت ہے۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور میرے لیے کوئی مزید ہدایت فرمائیں تو فرمایا میری اتباع کرنا غیبت سے بچنا۔ تکبر نہ کرنا۔ لوگوں کی ہتک نہ کرنا۔

● حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بندے کی نیّت پر اتنا دے گا کہ اتنا عمل پر نہ دے گا اس لئے کہ نیّت میں ریا نہیں ہے۔

● حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکار یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر پر غالب ہو جائے وہ خراب آدمی ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کو نیک صالح خیال کریں وہ کس طرح خیال کر سکتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکمے لوگوں میں داخل ہے۔ ایماندار لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے لوگوں کا خیال رکھیں۔

● حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ریاکار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوگ مجھ سے مزاح کر رہے ہیں۔

● ابو سلمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عمل کی نسبت عمل کا بچانا بڑا ضروری امر ہے۔

Marfat.com

● ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آدمی تو کعبہ کا طواف کر رہا ہے مگر ہے خراسان میں عرض کی گئی وضاحت فرمائیے تو فرمایا اگر کوئی شخص اس لئے طواف کعبہ کرتا ہے کہ لوگ اُسے حاجی کہیں تو یہ طواف کرنا نہ کرنا برابر ہے کہ ثواب ضائع کر بیٹھا۔ عمل برباد ہو گیا۔

● مالک بن دینار فرماتے ہیں قاری تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک خدا کے قاری۔ ایک دُنیا کے قاری۔ ایک بادشاہوں کے قاری۔ ریاکار دنیا کا قاری ہے جس کے اعمال ضائع محنت برباد

Marfat.com

چغلخوری کی مذمّت

زیرِ نظر مضمون حضرت قبلہ پیرِ طریقت علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب کا وہ خطبہ ہے جو انہوں نے ماہانہ محفلِ ذکر میں ارشاد فرمایا یہ محفل ہر چاند کی پندرہ تاریخ کو بعد نمازِ عصر مخدوم المشائخ پیر چراغ علی شاہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر منعقد ہوتی ہے۔

چغلخوری بھی روحانی بیماریوں سے ایک ہے جو آدمی کو تباہ کر دیتی ہے۔ کعب احبار سے ہے بنی اسرائیل میں ایک سال قحط پڑ گیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السّلام کا دور تھا۔ لوگوں کی درخواست پر جناب کلیم علیہ السّلام نے متعدد مرتبہ دُعا کی مگر بارش نہ ہوئی عرض کی الٰہ العالمین اس دعا کی قبولیّت میں رکاوٹ کیوں ہے۔ فرمایا تم دعا کرنیوالوں میں ایک چغل خور ہے وہ چُغلی پر اصرار کرتا ہے۔ جناب کلیم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی وہ کون ہے بتا دیا جائے کہ اُسے محفل سے نکال دیں بارگاہ قدس سے جواب مِلا اے موسیٰ میں خود چغلی سے منع کرتا ہوں اور پھر میں چغلی کر دوں

حدیث شریف میں ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے وہاں رُکے۔ ایک سبز شاخ منگائی اُسے چیرا اور دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ اس صورتِ حال کی تفصیل اس طرح فرمائی کانا یعذبان فی قبورھما ان دونوں کو قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، میں نے سبز شاخ رکھ دی ہے۔ اس کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اما احدھما لا یستنزہ عن البول ایک کے عذابِ قبر کا سبب یہ ہے کہ وہ پیشاب سے نہیں بچا کرتا تھا۔ واما الاخر ھو کان یمشی بالنمیمہ بہر حال دوسرا اُسے قبر کا باعث یہ ہے کہ وہ چغلخور تھا۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا چغلخوری سے عذابِ قبر ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں سات سوال اور

Marfat.com

اُن کے جوابات کا ذکر کیا ہے ۔ایک شخص نے وقت کے دانا سے یہ سوالات کئے

س :۔ آسمانوں سے بھاری کیا چیز ہے ؟

ج :۔ کسی پر بہتان لگانا۔

س :۔ زمین سے زیادہ چوڑی کیا چیز ہے ؟

ج :۔ حق۔

س :۔ پتھر سے زیادہ سخت کیا چیز ہے ؟

ج :۔ کافر کا دِل۔

س :۔ آگ سے زیادہ گرم کیا شئے ہے ؟

ج :۔ حسد اور حرص

س :۔ زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی کیا چیز ہے ؟

ج :۔ کسی قریبی رشتہ دار سے ضرورت کا پورا نہ ہونا۔

س :۔ سمندر سے زیادہ بے پرواہ کیا شے ہے ؟

ج :۔ فارغ دِل ۔

س :۔ یتیم سے زیادہ پریشان کون ہے ؟

ج :۔ چغلخور جب اُس کی یہ صورت کھُل جائے۔

قرآنِ مقدس نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک دشمن کا ذکر کرتے ہوئے اس کی مذمّت اس طرح فرمائی۔ ھَمَّازٍ مشاءٍ بِنَمِیمٍ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے قطع رحمی کرنیوالا جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔ قاطع کا ایک معنی چغلخور بھی کیا گیا ہے۔ دوسرے کے عیب جو میرے سامنے بیان کر رہا ہے وہ میری جانب سے بھی یقیناً دوسروں سے کہیگا۔ شیخ علیہ الرحمہ نے کہا۔ ہر کہ عیب دیگراں پیش تو آورد

بیگماں عیب تو پیش دیگراں خواہد برد

محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کون سی عادت ہے جس سے ایماندار کی قدر کم ہو جاتی ہے فرمایا بہت باتیں کرنے سے راز فاش کرنے سے، اور ہر ایک کی جائز ناجائز بات مان لینے سے جس کے سامنے کسی کی چغلی کی جائے اُسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے تاکہ گناہ میں شریک نہ ہو۔

(۱) چغلخور کو سچا نہ جانے کہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی بات بغیر تحقیق نہیں مانی جاتی۔ قرآن مقدس فرماتا ہے۔ اذا جاءکم فاسق بنبا فتبینوا جب فاسق کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔

(۲) چغلخور کی اس حرکت کو دل سے بُرا جانے۔

(۳) غائب شخص پر صرف اس کے کہنے سے بدگمانی نہ کرے قرآن مقدس فرماتا ہے اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم گمان سے بچو بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

(۴) چغلخور کو ایسا کرنے سے روک دے اور اُسے نصیحت کرے

(۵) چغلخور کے کہنے پر تعاقب ہی نہ شروع کر دے درگزر کرے ولا تجسسوا پر عمل ہو سکے۔

(۶) جس بیماری میں چغلخور مبتلا ہے اُس میں خود نہ ہو جائے۔

کسی شخص نے عبداللہ بن عامر سے کہا سنا ہے فلاں شخص نے آپ سے میرے متعلق کہا ہے کہ میں نے آپ کو برا بھلا کہا ہے ذرا فرمائیں اُس نے کہا کہ کیا میں تحقیق کر سکوں آپ نے کہا میں اپنے منہ سے اپنے آپ کو گالی دینا پسند نہیں کرتا یہی کافی ہے اُسے سچا نہ جانوں۔

Marfat.com

(ماہانہ محفلِ ذکر)

زبان کی حفاظت

زبان کے راستہ سے آنیوالی مصیبتوں میں چوتھی مصیبت استہزاء ہے کسی کو حقیر جان کر مذاق اُڑانا استہزاء کہلاتا ہے۔ قرآنِ مقدس نے اِس بُری حکمت سے رکنے کے متعلق واضح ارشاد فرمایا ہے: یاایہاالذین امنو لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن۔ ایمان والوں سے فرمایا گیا کوئی کسی سے استہزاء نہ کرے ہوسکتا ہے وہ اس سے اچھا ہو نہ عورتیں کسی دوسری عورتوں کو مذاق کریں۔ ہو سکتا ہے وہ اُن سے اچھی ہوں۔ قرطبی فرماتے ہیں کسی شخص کی تحقیر و توہین کے لئے اُس کے کسی عیب کو اس طرح اُچھالا جائے کہ لوگ ہنسیں اسے تمسخر کہا جاتا ہے اور استہزاء بھی۔ جس طرح تمسخر زبان سے سرزد ہوتا ہے اُسی طرح ہاتھ پاؤں آنکھ سے بھی نقل اتارنے اشارہ کرنے سے بھی تمسخر ہوتا ہے۔ استہزاء کی ممانعت کا قرآن مقدس نے اس قدر اہتمام فرمایا ہے کہ اس میں مردوں کو الگ مخاطب فرمایا۔ عورتوں کو الگ، مردوں کو لفظ قوم سے کہ دراصل یہ لفظ مردوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اگرچہ مجازاً عورتوں کو بھی شامل ہوجاتا ہے۔ قرآن حکیم نے عموماً لفظ قوم مردوں، عورتوں دونوں کے لئے استعمال کیا ہے مگر اس آیۃ مقدسہ میں لفظ قوم مردوں کے لئے اور عورتوں کا ذکر نساء سے فرمایا۔ مردوں کو مردوں سے تمسخر کرنے سے

Marfat.com

اور عورتوں کو عورتوں سے مذاق اڑانے سے منع فرمایا۔ کیا خبر جسے مذاق کیا جا رہا ہے وہ مذاق کرنیوالے سے افضل ہو حالانکہ اگر مرد عورت کو مزاق کرے یا عورت مرد کو استہزاء کرے تو بھی حرام ہے الگ الگ بیان فرمانے میں حکمت یہ ہے اگر مرد مرد کو استہزاء نہیں کر سکتا تو عورت سے کیوں کر جائز ہو گا جب عورت کو عورت سے مذاق سے روک دیا گیا ہے تو عورت کا مرد سے مذاق کیسے ہو سکتا ہے۔

یہ حکمت ہے جب مرد عورت کا اختلاط ہی شریعتِ مطہرہ نے حرام قرار دیدیا ہے تو وہ ایک دوسرے کو مذاق کیسے کر سکیں گے۔ حاصل ارشاد یہ ہے اگر کسی شخص میں کوئی عیب نظر آئے تو استہزاء نہ کیا جائے۔ کیا خبر وہ اپنے صدق واخلاق سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر مقام رکھتا ہو۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں انسان تو انسان مجھے تو کسی کتے کے ساتھ استہزاء سے ڈر لگتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن زمعہ فرماتے ہیں میں نے خطبہ جمعہ میں سُنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں پر ہنسی مذاق کی مذمت بیان فرما رہے ہیں۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم شریف میں ایک حدیث نقل کی ہے جو لوگ دنیا میں لوگوں پر ہنستے ہیں قیامت کو اُن سے بھی ہنسی ہوگی۔ جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور انہیں بلایا جائیگا جب دروازے کے قریب آئیں گے تو بند کر دیا جائیگا پھر دوسرے سے بُلایا جائیگا جب قریب آئیں گے تو بند کر دیا جائے گا۔

پانچویں مصیبت جو زبان کے راستہ سے آتی ہے وہ وعدہ خلافی ہے ایفائے عہد کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے اوفوا بالعقود عہد کو پورا کرو۔ ربِّ قدوس جل مجدہٗ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا ذکر خیر ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ وہ وعدے کے سچے تھے اگرچہ اُن کے حق میں

نبوت کا ذکر کافی تھا مگر ایفاء عہد کا ذکر فرما کر اس مسئلہ کی اہمیت فرما دی گئی۔

سیدنا عبداللہ بن ابی الحمساء فرماتے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا اور عرض کی آپ یہاں ٹھہریں میں آتا ہوں میں گھر گیا واپسی کا وعدہ بھول گیا تیسرے روز آیا تو یہ دیکھ کر حیرت ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما ہیں بس اتنا فرمایا غالباً تم بھول گئے تھے میں منتظر رہا۔

ایک موقعہ پر ابوالہیثم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام دینے کا وعدہ فرمایا۔ غنیمت میں تین غلام آئے دو تقسیم فرما دیے ایک باقی تھا حضور سیدہ فاطمۃ الزہراء حاضر ہوئیں اور غلام کا تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹی میں ابوالہیثم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ اب تجھے دوں تو وعدہ کی خلاف ورزی ہو گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم

Marfat.com

(ماہانہ محفلِ ذکر)

زبان کی حفاظت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

عزیزانِ گرامی! آج کی محفل میں مسلمان کی صحیح تعریف کے متعلق عرض کرنا ہے الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے پیشِ نظر ہم سب کو غور کرنا ہے۔ کیا ہم اس فرمودہ معیار پر پورے اترتے ہیں "کہ مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

زبان کسقدر عظیم خطرہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہے: علیك لسانك اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے من سرّہ ان یسلم فلیلزم الصمت جسے یہ بات پسند ہو کہ بچا رہے تو خاموشی اختیار کرے۔ ایک اور حدیث شریف میں زبان کی اہمیت کو اس طرح واضح فرمایا گیا ہے: من کف لسانہ ستر اللّٰہ عورتہ۔ جس نے اپنی زبان کو روکے رکھا اللہ تعالیٰ نے اُس کی پردہ پوشی فرمائی۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ، اولاد آدم سے زیادہ تر گناہ زبان سے سرزد ہوتے ہیں۔

اکثر و بیشتر انسان، زبان، شکم، شرمگاہ کے فتنہ کا شکار ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ان تینوں میں پہلے درجہ پر زبان ہے کہ شکم و شرمگاہ کے تقاضے اسی سے پورے ہوتے ہیں

Marfat.com

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں۔ ذرا خدا کا خوف رکھنا اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی رہیں گے ورنہ ہمارا حال بھی تم جیسا ہوگا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اپنی زبان پکڑے ہوئے تھے۔ فاروق اعظم نے عرض کی اے خلیفۃ المسلمین نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا زبان نے پریشان کیا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جسم میں کوئی ایسا عضو نہیں جو زبان کی تیزی کی شکایت بارگاہِ قدس میں نہ کرتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفا پہاڑی پر چڑھے ہوئے فرمایا یا لسان قل خیرا تسلم قبل ان تندم اے زبان بہتر بات کر اور شرمندہ ہونے سے بچ۔

زبان اور ہاتھ کا ذکر فرمانے سے پتہ چلتا ہے کسی بھی بھائی کو تکلیف پہنچانے دکھ دینے میں زبان اور ہاتھ نمایاں کام کرتے ہیں۔ زبان کا ذکر پہلے فرما دینے میں اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان کے ذریعہ سے آنیوالی مشکلات و مصائب کہیں زیادہ ہیں۔ انہیں مشکلات و مصائب سے ہی دل کی دنیا برباد ہو جاتی ہے۔

بے فائدہ گفتگو، یاوہ گوئی، امورِ باطلہ کا ذکر، زیادہ گفتگو لڑائی جھگڑا، گفتگو میں بناوٹ فحش کہنا، لعنت کرنا بیہودہ اشعار کا پڑھنا، مسخراپن، راز کا ظاہر کرنا، جھوٹا وعدہ، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا۔ دو رُخی اختیار کرنا وغیرہ بے شمار مصائب ہیں جو اُسی راستے آئے ہیں۔ غالباً یہی باعث ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً زبان کا ذکر فرمایا۔ زبان ایسی تیز تلوار ہے جس کے زخم مندمل نہیں ہوتے ایک عرب شاعر نے کہا۔

جراحات السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

"نیزوں کے زخم مل جاتے ہیں مگر زبان کے زخم ہر آن ہرے رہتے ہیں اور ملتے نہیں۔"

Marfat.com

زبان کی حفاظت

زیرِ نظر مضمون حضرت قبلہ پیرِ طریقت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب کا وہ خطبہ ہے جو انہوں نے ماہانہ محفل ذکر میں ارشاد فرمایا یہ محفل ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو بعد نمازِ عصر مخدوم المشائخ حضرت پیر چراغ علیشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر منعقد ہوتی ہے۔

عزیزانِ گرامی ہماری اِس ماہانہ محفل ذکر کا مقصد اپنے حالات کی اصلاح کرنا ہے اور ہلاک کرنیوالے خطرات سے آگاہ ہونا ہے۔ ہمارے جسم کے قلعہ کے اندر مختلف قسم کی مصائب و مشکلات اور تباہ کرنیوالی بیماریاں کئی راستوں سے حملہ آور ہوتی ہیں۔ ہاتھوں کا راستہ، خیالات کا راستہ، کانوں کا راستہ، آنکھوں کا راستہ، زبان کا راستہ، آج کی اس محفل شریف میں ان بیماریوں کا ذکر ہے جو زبان کے راستہ سے حملہ کرتی ہیں۔ اس راستہ سے حملہ کے بچاؤ کی صورت صرف ایک ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں خاموشی کی تعریف اور ترغیب کے دلائل ملتے ہیں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَن صَمَتَ نَجَا جو خاموش رہا کامیاب رہا دوسری جگہ پر ارشاد ہے اَلصَّمتُ حِکمَۃٌ خاموشی حکمت اور احتیاط کی شئے ہے۔ عبداللہ بن سفیان راوی ہیں انہوں نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کی آقا مجھے کوئی ایسا جامع وظیفہ فرمادیجیئے اُس کے اپنا لینے کے بعد پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل اٰمنت باللہ ثم استقم، امنت باللہ کہہ دے پھر اس پر پکا رہ جا اِس جواب کے بعد پھر عبداللہ بن سفیان نے عرض کی حضور مجھے یہ بھی حکم فرمادیجیئے میں کس چیز سے بچا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا

Marfat.com

کہ اس سے بچو عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میرا آقا نجات کی صورت کیا ہے تو آپ نے فرمایا اَمسِك علیك لسانك اپنی زبان کو قابو میں رکھ کہ نجات کی بہترین صورت ہے۔

سیّدنا جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے آپ نے فرمایا ہر صبح کو اعضاء زبان سے کہتے ہیں ہمارے معاملہ میں ذرا محتاط رہنا تو ٹھیک رہی تو ہمارا نظام بھی ٹھیک ہیگا ورنہ ہم میں بھی بگاڑ پیدا ہو جائیگا۔ امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان سے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے من سرّ ان یسلم فلیلزم الصمت جسے یہ بات پسند ہو کہ زبان کے شر سے بچا رہے تو اس پر لازم ہے کہ خاموشی اختیار کرے۔ سیّدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ برملا فرمایا کرتے یالسان قل الخیر واسکت عن الشرّ اے زبان اچھی بات کہہ اور شر سے بچ لوگوں نے عرض کی یہ بات آپ اپنی طرف سے فرمارہے ہیں یا حضور علیہ السلام سے ہے۔ جواب دیا حضور علیہ السلام نے فرمایا ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ ابن آدم کے اکثر گناہ زبان کے باعث ہیں۔

○ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من کفّ لسانہٗ ستر اللہ عورتہ جس نے زبان کو قابو میں رکھا اللہ تعالیٰ نے اُس کی پردہ پوشی فرمائی۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہترین عبادت کا ذکر فرمایا الصمت وحسن الخلق خاموشی اور اخلاق حسنہ بہترین اعمال ہیں

سیّدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے گا جس نے بات کی تو اچھی کی یا پھر چپ رہا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کے حواریوں نے پوچھا کہ جنّت میں جانے کا عمل فرمائیں تو فرمایا بات کرو تو اچھی کہو یا پھر خاموش رہو۔

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خلیفہ فرمایا زبان سے زیادہ قابو میں رکھنے کی کوئی شئے دوسری نہیں۔

سیدنا طاؤس فرماتے ہیں زبان درندہ ہے اگر چھوڑ دوں تو مجھے ہلاک کر دے۔

سیّدنا حسن بصری فرماتے ہیں جس نے زبان نہ روکی اُس نے دین بھی نہ سمجھا۔

Marfat.com

(ماہانہ محفل ذکر)

زبان کی حفاظت

عزیزانِ گرامی! آج کی محفل میں مسلمان کی صحیح تعریف کے متعلق عرض کرنا ہے۔ الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے پیشِ نظر ہم سب کو غور کرنا ہے کیا ہم اس فرمودہ معیار پر پورے اُترتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

زبان کِس قدر عظیم خطرہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد سے واضح ہے اسكْ عليكْ لسانكْ اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ ایک دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے من سرّہ ان یسلم فلیلزم الصمت جسے یہ بات پسند ہو کہ بچا رہے تو خاموشی اختیار کرے۔ ایک اور حدیث شریف میں زبان کی اہمیّت کو اِس طرح واضح فرمایا گیا ہے۔ مَن کف لسانہ ستر اللہ عورتہ۔ جِس نے اپنی زبان کو روکے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی پردہ پوشی فرمائی۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ اولادِ آدم سے زیادہ تر گناہ زبان سے سرزد ہوتے ہیں۔

اکثر و بیشتر انسان زبان، شکم، شرمگاہ کے فتنہ کا شکار ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اِن تینوں پہلے درجہ پر زبان ہے کہ شکم و شرمگاہ کے تقاضے اِسی سے پورے ہوتے ہیں۔

سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں ذرا خدا کا خوف رکھنا اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی رہیں گے

Marfat.com

ورنہ ہمارا حال بھی تم جیسا ہوگا۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ کو دیکھا وہ اپنی زبان پکڑے ہوئے تھے۔ فاروقِ اعظم نے عرض کی اے خلیفۃ المسلمین نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا زبان نے پریشان کیا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے جسم میں کوئی ایسا عضو نہیں جو زبان کی تیزی کی شکایت بارگاہِ قدس میں نہ کرتا ہو۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفا پہاڑی پر چڑھتے ہوئے فرمایا یالسان قل خیرا تسلم قبل ان تندم۔ اے زبان بہتر بات کر اور شرمندہ ہونے سے بچ۔

زبان اور ہاتھ کا ذِکر فرمانے سے پتہ چلتا ہے کسی بھی بھائی کو تکلیف پہنچانے دُکھ دینے میں زبان اور ہاتھ نمایاں کام کرتے ہیں زبان کا ذکر پہلے فرمانے میں اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان کے ذریعہ سے آنے والی مشکلات ومصائب کہیں زیادہ ہے۔ انہیں مشکلات ومصائب سے ہی دِل کی دنیا برباد ہو جاتی ہے۔

بے فائدہ گفتگو، یاوہ گوئی، امورِ باطلہ کا ذِکر، زیادہ گفتگو، لڑائی جھگڑا، گفتگو میں بناوٹ فحش کہنا لعنت کرنا بیہودہ اشعار کا پڑھنا، مسخراپن، راز کا ظاہر کرنا، جھوٹا وعدہ، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا دورُخی اختیار کرنا، وغیرہ بے شمار مصائب ہیں جو اِس راستے آتے ہیں۔ غالباً یہی باعث ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اولاً زبان کا ذکر فرمایا۔

زبان ایسی تیز تلوار ہے جس کے زخم مندمل نہیں ہوتے ایک عرب شاعر نے کہا ہے

جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ما جرح اللّسان

"نیزوں کے زخم مل جاتے ہیں مگر زبان کے زخم ہر آن ہرے رہتے ہیں اور ملتے نہیں۔"

Marfat.com

(قلبِ سلیم)

ہجرت

وطن کا چھوڑنا جسمانی ہجرت ہے جو کسی نہ کسی پر کبھی فرض ہوتی ہے اور نفسانی خواہشات کا ترک کر دینا، حبِ دنیا اور دنیاوی دوستوں سے تعلق توڑنا روحانی ہجرت ہے۔ اِس کی طرف حضورِ انور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ فرمایا مہاجر وہ ہے جو اللہ، رسُول کی نافرمانی چھوڑ دے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں جس کام میں اللہ، رسُول کی رضا نہ ہو وہ واجب الترک ہے۔ اگرچہ کتنا ہی اعلیٰ معلوم ہوتا ہو۔ جب حضور علیہ السلام مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما گئے تو اب مسلمانوں کے لئے وہاں قیام شقاوت ہو گیا تھا۔ حالانکہ کعبہ، حجرِ اسود مقامِ ابراہیم سبھی مقاماتِ مقدسہ وہیں ہیں اور جب حضورِ علیہ السلام نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو مکہ مکرمہ میں رہنا سعادت ہو گیا اور ایک نیکی کا ثواب لاکھ کے برابر ہو گیا۔ معلوم ہوا یہ سب کچھ حضور علیہ السلام کے دم قدم کی بہار ہے۔ جب حضور علیہ السلام سے مکہ مکرّمہ خالی ہو گیا تو اُسے چھوڑ دینے کا حُکم ہو گیا تھا۔ اسی طرح وہ علم، وہ تصوف، وہ پاکیزگی جو حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلق نہ رکھے۔ اس کا ترک بھی لازمی ہے اور ایسے علم و تصوّف سے کنارہ کشی لازمی ہے۔

آباد وہی ہے دِل کہ جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے، برباد ہے

روحانی ہجرت سے مراد تمام قسم کے گناہوں سے الگ تھلگ ہونا مراد ہے۔ گناہ تین قسم کے ہیں۔ گناہوں کی پہلی قسم جو بظاہر نفع بخش ہے۔ جیسے جوا، سُود، چوری

Marfat.com

رشوت۔ دوسری قسم جو بظاہر لذیذ ہیں جیسے زنا۔ کھیل تماشہ وغیرہ۔ تیسری قسم جو نہ نفع بخش ہے نہ لذیذ لیکن نفس محض خباثت سے اُنہیں پسند کرتا ہے جیسے غیبت۔ قتل چغلی۔ کینہ۔ حسد۔ نفس کا وطن گناہ ہے جو کوئی نفس کے اِس وطن کو چھوڑ دیتا ہے وہ دِل کی زمین میں وسعت پاتا ہے۔ عمدہ زمین میں خراب بیج ڈال دیا جائے تو زہریلے خار دار درخت ہوں گے۔ اگر بیج اچھا ہوا تو پھل اچھا ہوگا۔ اِسی طرح جس شخص نے گناہ ترک کر کے اپنے دِل کی زمین کو اچھا بنالیا تو وہ اچھا پھل حاصل کر سکے گا۔ جیسے ایک مکان میں مختلف حصّے ہوتے ہیں اور مختلف کاموں کے لئے ہوتے ہیں مثلاً آرام خانہ۔ مہمان خانہ باورچی خانہ۔ غسل خانہ۔ موٹر خانہ وغیرہ۔ اِسی طرح دِل کے بنگلہ میں بہت سے حصّے ہیں مگر وہ معلوم اُسی وقت ہوں گے جو گناہ ترک کر کے نیکی کی روشنی سے اِس مکان کو دیکھے گا۔ ترکِ گناہ کرنیوالا اپنے دِل میں رحمت خانہ، بیت خانہ، ایمان خانہ، عرفان خانہ، نور خانہ، محبت خانہ پائے گا۔ اِس صحبت میں دعاؤں میں قبولیت نمازوں میں لذّت محسوس ہوگی۔ نیک کام کی طرف قدم اُٹھانا۔ طلب علم۔ حج۔ جہاد۔ حلال رزق کی تلاش کے لئے نکلنا بھی ہجرت الی اللہ ورسولہ ہے۔ ہجرت کی تمام اقسام میں بہترین قسم یہ ہے کہ اللہ کی طلب میں نفس کی بستی کو چھوڑ کر میدان اخلاص ومحبت میں قدم رکھے۔ اگر ایسا کریگا تو روح۔ سِتر۔ خفی۔ اخفی کی بڑی وسیع آبادیاں رزق۔ عشق و مستی۔ درد و آہ سحر گاہی کے مرغزار علاقوں سے بھی متعارف ہوگا اور کیا بعید کہ عزم وہمت اور استقلال کی دولت نصیب ہو تو مستقل طور پر انہی وادیوں کا باشندہ بن جائے۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر بندہ اپنے خالق کے حضور اتنا مقرب ہو جاتا ہے کہ صرف ذات سے ہی نہیں بلکہ محبوب کی صفات سے والہانہ اُنس پیدا ہو جاتا ہے یہی وجہ وادی ہے جسے کعبۂ شوق کہا جاتا ہے۔ یہی وہ وادی ہے جس کا ذرہ ذرہ عشق ومحبت کے شعلہ کو جوالا بنا دیتا ہے۔ یہی وہ خطہ ہے جس میں قدم رکھنے سے انسان حقیقت آگاہ اور حقیقت شناس بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس مقدس وادی کی طرف ہجرت کرنے اور اِس کے مرغزار خطوں سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

Marfat.com

(ماہانہ محفل ذکر)

بات کاٹنا اور جھگڑا کرنا ہے

گزشتہ ماہ محفلِ ذکر میں بے فائدہ گفتگو پر خطبہ ہوا تھا آج کے درس میں زبان کی ایک اور مصیبت جھگڑا کرنے پر اور دوسرے کی بات کاٹنے کا ذکر ہے آداب گفتگو میں ہے کہ دوسرے کی بات سُن لیجائے اور پھر اس پہ تبصرہ ہو بات کاٹنا آداب کے منافی ہے اس طریق کار سے لڑائی جھگڑا ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا۔

لاتمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه نہ تو اپنے بھائی سے جھگڑا کر اور نہ ہی اُس کی بات کاٹ یہ بھی نہ کر کہ اُس سے وعدہ کر کے پھر خلاف ورزی کر دے۔ اِسی عنوان پہ توجہ دلانے کیلئے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا من ترك المراء بنی له بیتاً فی الجنه جس نے جھگڑا چھوڑ دیا اُس کیلئے جنت میں گھر تیار کر دیا گیا۔

ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں حضور سیّد علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اوّل ما عهد الی ربی ونهانی عنه بعد عبادة الاوثان ولبعد شرب الخمر ملاحات الرجال اوكما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستی اور شراب نوشی کے بعد پہلی شئی جس سے مجھے روکا گیا وہ جھگڑا کرنا ہے۔ اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا جھگڑا کرنا زبان کی مصیبتوں سے ایک اہم مصیبت ہے جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اِسی عنوان سے دوسری جگہ فرمایا۔

Marfat.com

ما ضل قوم بعد ان ھدٰ ھم اللہ تعالیٰ الا ادتوا لجدل

ہدایت پانے کے بعد قوم گمراہ نہیں ہوگی مگر جھگڑا (یہ ایسا امر ہے جو پھر گمراہی کی طرف دھکیل دے گا)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے اِس عنوان کو مزید تقویت ملتی ہے

جس شخص کے اندر چھ خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کے حقیقی درجہ کو پالیگا۔

(۱) گرمیوں میں روزہ رکھنا (۲) دشمنان خدا سے جنگ کرنا

(۳) بادل اور بارش کے دِن نسبتاً نماز میں جلدی کرنا (۴) مصیبت پہ صبر کرنا

(۵) گرمی سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وضو کرنا (۶) حق واضح ہوجانے پر اعتراض اور جھگڑا سے بچنا

سیّدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا قرآن کریم کی بات میں جھگڑا نہ کرنا بلکہ سنّت نبوی کو دستورالعمل بنانا۔

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں جو کہ دین میں اعتراضات اور جھگڑے کے درپے ہوتا ہے وہ اکثر بدلتا رہتا ہے۔

سیّدنا مُسلم بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تکرار اور جھگڑے سے بچو کہ اس وقت عالم جاہل ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کی لغزش کا خواہاں رہتا ہے۔

حضرت مالک بن اُنس فرماتے ہیں جھگڑا کرنا دین سے علاقہ نہیں رکھتا جھگڑنے سے دل سخت ہوجاتے ہیں اور دلوں میں کینہ کا بیج گڑ جاتا ہے

بلال بن سعد فرماتے ہیں جب کسی کو جھگڑالو لیچڑ خودسر دیکھو تو سمجھ لو وہ خسارہ میں ہے۔

حضرت ثوبان ثوری فرماتے ہیں جھگڑا بری بلا ہے وہ اماںہ کے میٹھے اور ترش ہونے میں ہی کیوں نہ ہو۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کی ہلاکت کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ ہر وقت

جھگڑتا پھرے۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم شریف میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اِس ارشاد کو نقل فرمایا ہے۔

جھوٹ بولنے سے خوبی چلی جاتی ہے جھگڑالو آدمی بے مروّت ہوجاتا ہے۔

زیادہ رنج سے بیماری ہوجاتی ہے بُری عادات جان کا عذاب بنتی ہیں۔

میمون بن حمدان سے لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے آپ کسی سے عداوت نہیں رکھتے فرمایا نہ کسی سے دل لگی کروں نہ تکرار و جھگڑا پھر عداوت کیسی۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ابغض الرجال الی اللہ الا لد الاخصم او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناراضگی اُس پر ہے جو زیادہ جھگڑالو ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے من جادل فی خصومۃ بغیر علم لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع جو بغیر علم کے جھگڑا کرے وہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے یہاں تک کہ باز آجائے۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے بشیر بن عبداللہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے خصومت سے بڑھ کر کوئی شئی بُری نہیں اس سے دین برباد ہوتا ہے مروت ختم ہوجاتی ہے لذت زندگی مفقود ہو کر رہ جاتی ہے دل پریشان رہتا ہے۔

اِس مہلک مرض کا علاج یہ ہے کہ کلام نرم کرے۔ جواب اچھا دے تکبّر دل سے نکالے۔ عجز و فقر کو اختیار کرے۔ امیر غریب کا امتیاز کئے بغیر مخلوق خدا سے رابطہ رکھے۔ اس کے کام آئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مہلک مرض سے نجات دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلّم

Marfat.com

ماہانہ محفل ذکر شریف دربار مخدوم المشائخ حضرت پیر چراغ علی شاہ

حیاتِ دُنیا کی بے ثباتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزانِ گرامی قدر!

گناہوں اور جرموں پر دلیری کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔

۱۔ آدمی جب میدانِ حشر کے عقیدہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو گناہوں پر بھی دلیر ہو جاتا ہے کہ جوابدہی کا نظریہ ہی ذہن سے ختم ہو گیا ہے۔

۲۔ شیطان کے حملوں اور حربوں سے بے خوف ہو جائے تو گناہوں میں دلیری ہو جاتی ہے۔

۳۔ موت یاد نہ رہے تو بھی گناہوں میں دلیری ہو جاتی ہے۔

۴۔ دنیوی زندگی پر مغرور ہو جانا بھی دلیری ہو جاتی ہے حالانکہ حیاتِ دنیا انتہائی کمزور بے ثبات ہے۔

آج کی اس محفل کا موضوع "حیاتِ دنیا کی بے ثباتی ہے"۔ خلاقِ کائنات جل مجدہٗ نے قرآنِ مقدس میں اس زندگی کے عارضی اور کمزور ہونے کا ذکر اس طرح سے فرمایا ہے۔ مثل الحیوٰۃ الدنیا کماء انزلنٰہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض۔ دنیا کی زندگی کی مثال آسمان سے اترنے والے پانی (بارش) کی مثال ہے جس سے زمین پر نباتات اگتی ہے۔

Marfat.com

تینوں حصوں کے الگ الگ نام ہیں۔

۱ ــــ "حیاتِ دنیا" جس میں ہم رہ رہے ہیں موت تک کا وقت حیاتِ دنیا کہلاتا ہے۔

۲ ــــ "حیات برزخی" جو موت کے بعد سے حشر کو اٹھنے تک کا عرصہ ہے وہ حیات برزخی کہلاتا ہے۔

۳ ــــ "حیاتِ اخروی" جو حشر کو اٹھنے کے بعد شروع ہو گی اور ابدالاباد تک رہے گی۔

قرآنِ مقدس نے حیاتِ دنیا کو بارش کے پانی سے تشبیہ دی ہے جس کی چند وجوہ ہیں۔

- جس طرح بارش کا پانی زمین پر دیر تک نہیں رہتا اسی طرح دنیا کا مال و اسباب بھی دیرپا نہیں۔
- کسی کے لئے بارش فائدہ مند ہے تو کسی کے لئے نقصان دہ۔ اسی طرح دنیا اور اس کا مال و متاع خدا کا خوف رکھنے والے کیلئے مفید ہے اور دوسرے کو نقصان دہ کہ وہ اس کو لہو لعب میں گزار دیتا ہے۔
- بارش کا پانی رکا رہے تو خراب ہو جاتا ہے چلتا رہے تو ٹھیک رہتا ہے۔ دنیا کا مال بھی رکا رہے اور اس سے حقوق ادا نہ کئے جائیں تو خراب حقوق ادا ہوں مستحقین تک پہنچے تو ٹھیک۔
- بارش کا پانی اندازے کے مطابق کھیت میں ہو تو ٹھیک ہے زیادہ ہو تو اس کا نکلنا ضروری ہے ورنہ کھیت جل جائے گا۔ اسی طرح اگر مال سے زکوٰۃ و صدقات ادا ہوتے رہیں تو مال محفوظ رہے گا۔

قرآن مقدس نے اس آیہ کریمہ میں دنیا کی مثال اس طرح بیان فرمائی۔

Marfat.com

بارش ہونے پر کھیتیاں اُگ اُٹھیں زمین بارونق ہوگئی۔ کھیت کا مالک سمجھ بیٹھا اب کھیتی کامیاب ہے خوب پیداوار ہوگی۔ جانوروں کو بھی بہتر غذا ملے گی۔ زمیندار اس خیال میں مست تھا کہ کوئی آسمانی آفت اتری اور اس کے ہرے بھرے لہلہاتے کھیت کو تباہ کرگئی۔ ایسا معلوم ہونے لگا جیسے اس پر کھیتی تھی ہی نہیں۔ دنیا کی زندگی بھی ایسے ہی ہے۔ انسان سوجھ بوجھ کا مالک ہوگیا دولت جائیداد پر فخر کرنے لگا اور اس جائیداد کو جاودانی سمجھ بیٹھا۔ اچانک فرشتۂ اجل نے رُوح قبض کی۔ بس ایک ہی لمحہ میں زندگی کا سارا کھیل ختم ہوگیا۔ یہ تکبر وغرور کا پُتلا لوگوں کا محتاج ہوگیا۔ کوئی اسے نہلائے، کوئی اسے پہنائے اور کوئی اسے دفنائے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے یہ کبھی تھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا کے غرور و تکبر سے محفوظ رکھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

Marfat.com

ماہانہ محفلِ ذکر

دُنیا کی مذمّت

وہ لوگ جو رب قدوس جل مجدہٗ سے دُور رہتے ہیں اور دنیا میں منہمک رب قدوس اُنہیں نفرت سے فرماتا ہے اولٰئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخره فلا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينصرون ۔ جن لوگوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دے دی قیامت کے دن اُن سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائیگی ۔ آیہ مبارکہ سے ظاہر ہے دنیا کی محبت ہلاکت ہے اور اِس سے نفرت نجات ہے ۔ انبیاء علیہ السلام کی بعثت کا اہم ترین مقصد بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سے اعراض کرکے لوگ آخرت کی طرف رجوع کریں ۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا الدُّنیا راسُ کُل خطیئۃٍ دنیا ہر بُرائی کا اصل ہے ۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم شریف میں سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہٗ سے روایت نقل کی ہے ۔ حضرت زید بن ارقم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے ساتھ تھے ۔ اُن کی خدمت میں شربت پیش کیا گیا ۔ آپ نے منہ سے لگایا اور خوب روئے آپ سے متاثر ہو کر احباب حاضرین بھی رونے لگے ۔ دیر تک یہ کیفیّت جاری رہی لوگوں نے عرض کی اے نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اِس قدر کیوں روئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا میں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے فرما رہے ہیں پیچھے ہٹ جا حالانکہ وہاں کوئی نظر نہیں آرہا تھا ۔ میں نے عرض کی حضور آپ کس کو پیچھے کر رہے ہیں ۔ آپ نے فرمایا اس وقت دنیا مجسّم ہو کر میرے سامنے آئی میں نے اُسے کہا مجھ سے الگ ہو جا وہ پھر آئی اور کہا آپ مجھ سے بچے رہیں گے تو آپ کے

Marfat.com

بعد کے لوگ تو نہیں بچ سکیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے دنیا کو اپنا مالک مت بناؤ وہ تم کو اپنا غلام بنالے گی اور اپنا خزانہ ایسے کے پاس جمع کرو جو ضائع نہ کرے دُنیا میں خزانے والے پر مصیبت کا خوف رہتا ہے جس کا خزانہ خدائے قدوس جل مجدہٗ کے پاس ہوگا اُسے کسی مصیبت کا ڈر نہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے دنیا کو اُلٹا کر کھڑا کر دیا ہے دیکھنا کہیں تم اس کو اٹھا کر کھڑا کر دو دنیا کی خباثت میں ہے آدمی اس کے لیے خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور جب تک یہ نہیں چھوٹتی آخرت نہیں ملتی۔ دنیا کو گذرگاہ سمجھ اور مسافروں کی طرح اس سے گذر جاؤ

حضرت موسیٰ ابن لیسا سے روایت ہے ان اللہ عزو جل لم یخلق شیئاً ابغض الیہ من الدنیا وانہ منذ خلقھا لم ینظر الیھا (احیاء العلوم) اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کے نزدیک دنیا سے زیادہ کوئی شی قابلِ نفرت نہیں جب سے دنیا پیدا کی ہے اس کی طرف نگاہِ لطف نہیں فرمائی۔

ایک مرتبہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا گذر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے ہوا لشکر آپ کے ساتھ تھا پرندے سایہ کئے ہوئے تھے۔ عابد نے عرض کی اے اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی سلطنت دی ہے آپ نے فرمایا بندۂ مومن کے نامہ اعمال میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا اس تمام کروفر سے کہیں زیادہ ہے اور بہتر ہے یہ سب کچھ فانی ہے اور اللہ کا ذکر ساتھ رہنے والا ہے

خواہشات دنیا کی مذمت قرآن مقدس نے اس طرح فرمائی الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر تمہیں فراوانی کی حرص نے تباہ کر دیا۔

حدیث شریف میں ایک گروہ کا ذکر ہے وہ گروہ قیامت کو آئے گا اس کے عمل دار ی تہامہ کے پہاڑوں جیسے ہوں گے۔ انہیں دوزخ لیجانے کا حکم ہوگا عرض کیجائے گی یہ لوگ تو نمازی روزہ دار تہجد گذار تھے حکم ہوگا یہ سبھی عادات ان کی تھیں مگر جب دنیا ان کے سامنے آتی تو اس پہ کو د

جاتے۔

سیّدنا عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں مومن کے دل میں دنیا اور آخرت دونوں کی محبت جمع نہیں ہو سکتی جیسے ایک جگہ پہ آگ اور پانی نہیں رہ سکتے۔

جبریل علیہ السلام نے نوح علیہ السلام سے پوچھا آپ کی عمر تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہوئی ہے آپ نے دنیا کو کیسا پایا آپ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں ایک سے اندر گیا دوسرے سے باہر نکل آیا۔

؎ دنیا خوابیت زندگانی در دے خوابیت کہ در خواب بہ بینی آنرا

بیہقی میں حضرت حسن سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا احذروا الدنیا فانھا اسحر من ھاروت ماروت دنیا سے بچو یہ ہاروت و ماروت سے زیادہ جادوگر ہے۔ ایک موقع پہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر کوئی شخص دنیا کی طرف راغب ہوگا اسی قدر اندھا ہو جائے گا۔ اور جو شخص اپنے اعمال مختصر رکھے اور دنیا میں زہد کریگا اللہ تعالیٰ اُسے بے سیکھے علم دے گا اور ہدایت سے نوازے گا۔

جب تک کشتی پانی پہ رہے تو چلتی رہتی ہے اور منزل پہ پہنچ جاتی ہے جب پانی کشتی میں آجائے تو ڈوب جاتی ہے ایسے ہی جب تک دنیا دین کے تابع رہے گی زندگی کامیاب رہیگی جب دین دنیا کے تابع ہو گیا تو ہلاکت ہوگی۔ ایک موقع پہ یہ ارشاد فرمایا ان الدنیا خلقت لکم وانتم خلقتم لاخرہ، دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کیلئے یہی عنوان ارشاد خداوندی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا سے واضح ہو رہا ہے۔

بیہقی نے محمد بن نصر حاذلی سے روایت کی ہے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا لا تشغلوا قلوبکم بذکر الدنیا اپنے دلوں کو ذکر سے مصروف نہ رکھو لفظ ذکر الدنیا سے واضح ہے۔ جب دنیا کا ذکر بھی حضور علیہ السلام کو پسند نہیں اور دل کے لئے

Marfat.com

مفید نہیں تو دنیا کا حاصل کرنا اور اُس میں منہمک ہو جانا تو بڑی بات ہے ہماری
حالت تو یہ ہے دنیا کے لئے دین کو برباد کر رہے ہیں۔

بگاڑا دین کو اپنے کہیں دنیا ہی مِل جائے
نہ کچھ دیں رہا باقی نہ دُنیا کے مزے پائے
بڑی دولت ہے، اس کو جو ہوا اللہ کا عاشق
امیدِ اجرِ عقبیٰ پہ یہ دنیا اس سے چھٹ جائے

Marfat.com

علاماتِ خُداخوفی

قرآنِ مقدس نے متعدد مقامات پر انسانوں کو خوفِ خداوندی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداخوفی کو معرفتِ الٰہیہ قرار فرمایا ہے۔ کامل مومن وہ شخص ہے جو جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھتا ہو۔ فقیہہ ابو اللیث فرماتے ہیں چھ باتوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کا پتہ چل جاتا ہے۔

۱۔ انسان اپنی عبادت و ریاضت کو مکمل طور پر ریاکاری سے پاک رکھے اور ہمہ تن بارگاہِ قدس کی طرف متوجہ رہے۔

۲۔ انسان کے تمام کام خوشنودئ ربِ قدوس کے لئے ہوں۔ نافرمانی سے بچتا رہے۔ اطاعت شعاری کو اپنا شیوہ بنالے۔

۳۔ اکلِ حلال کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے۔ حرام سے بچے کہ حرام رزق روحانی ترقیات کے لئے زبردست رکاوٹ بن جاتا ہے۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اذا وقعت لقمة من الحرام فی بطن ابن آدم لعنہ کل ملک فی الارض والسماء۔ بنی آدم کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ لعنت کرے گا۔

۴۔ اپنی نظر کو لالچ اور حرام سے محفوظ رکھے۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من ملاء عینہ من الحرام ملاء

اللہ تعالیٰ یوم القیمہ عینہ من النار۔ جس نے اپنی آنکھ حرام سے بھری قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے بھر دے گا۔

۵ — اس کے دل سے حسد بہتان نکل جائے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ۔

۶ — زبان غلط بیانی۔ غیبت۔ چغلی۔ تہمت اور فضول گفتگو سے بچی رہے

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرشتوں کا ذکر فرمایا۔ یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون ما یؤمرون۔ وہ فرشتے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جس چیز کا انہیں حکم دیا گیا ہے وہی کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی نافرمانی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اس ارشاد سے واضح ہوا کہ فرشتوں کی عادتِ خدا خوفی کو ربِ قدوس پسند فرما رہا ہے۔

- حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اذا اقشعر جسد العبد من خشیۃ اللہ تحاتت عنہ ذنوبہ کما یتحات عن الشجرۃ ورقھا۔

جب کوئی بندہ خوفِ الٰہی سے کانپ اٹھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے گر جاتے ہیں۔

- اسی عنوان پر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا ارشاد بھی رہنمائی فرما رہا ہے۔ لا یلج النار من بکیٰ من خشیۃ اللہ

Marfat.com

حتی یعود اللبن فی الضرع ۔ خوفِ الٰہی سے رونے والا جہنم میں ہرگز داخل نہ ہوگا جیسے دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں جاتا۔

عینتی ھل لا تبکیان علی ذنبی

تناثر عمری من یدی ولا ادری

اے میری دونوں آنکھو میرے گناہوں پر کیوں نہیں روتی ہو۔ میری عمر ضائع ہوگئی اور مجھے معلوم بھی نہ ہوا۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا خوفی کے عنوان پر یہ فرمایا کوئی ایسا بندہ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف سے مکھی کے پر کے برابر آنسو نکلے اور اس کی گرمی اس کے چہرے پر پہنچے اور پھر اسے جہنم کی آگ چھوئے۔

قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح بھی فرمایا۔ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خشیتِ الٰہی کا بہترین نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بھی کسی آیہ کریمہ کی تلاوت کرتے یا سنتے جس میں خوفِ الٰہی کا ذکر ہوتا تو بے خود ہو جاتے۔ یہاں تک بعض اوقات دو دو ماہ تک آپ کی بیمار پرسی کی جاتی تھی۔

Marfat.com

اعمالِ صالحہ

Marfat.com

خوفِ الٰہی ایک عظیم نعمت

بندے پر انعاماتِ الٰہیہ میں سے ایک بڑا انعام یہ ہے کہ اس کے دِل پر خوفِ الٰہی کا تسلّط ہو جائے اس ضمن میں قرآنِ مقدس کا ارشاد واضح ہے

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ" اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے ڈرو" یہ بھی ذہن میں رہے کہ ڈر کیلئے معرفت کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک کسی کی پہچان نہ ہو گی اس کا ڈر بھی نہ ہو سکے گا عقلمند آدمی شیر کو دیکھ کر ڈر جاتا ہے ___ معصوم بچہ کے قریب شیر اگر غرّاتا بھی رہے تو وہ نہیں ڈرے گا۔ کیونکہ اُس کو شیر کی پہچان ہی نہیں۔

سیّدنا کعب بن احبار رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ جنت کے حسین وجمیل محلّات میں وہ لوگ جائیں گے جن کے سامنے حرام پیش کیا گیا اور انہوں نے وہ خوفِ الٰہی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

قرآنِ مقدس میں ایک جگہ آخرت کی انتہائی کامدار ہی خوفِ الٰہی فرمایا ہے۔ والاٰخرۃ عند ربک للمتقین "تیرے رب کے نزدیک آخرت ڈرنے والوں کے لئے ہے"۔ دوسری جگہ پر اسی عنوان کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: "ان المتقین فی مقام امین" بیشک متقی امن والے مقام میں ہوں گے۔

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جب کوئی بندہ خوفِ خدا سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے اِس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتّے جھڑ جاتے ہیں ___ خلاقِ کائنات جل مجدہٗ الکریم نے فرشتوں کے بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! یخافون ربھم وہ فرشتے اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

Marfat.com

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

لایلج النار من بکی من خشیۃ اللہ حتی یعود اللبن فی الضرع

جو شخص خوفِ خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جیسے دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں جاتا۔"

مکاشفۃ القلوب میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کے اعمال تولے جائیں گے۔ برائیاں بڑھ جائیں گی۔ جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ تو اس وقت اُس کی پلکوں کا ایک بال عرض کرے گا۔ یا اللہ میں تیرے خوف سے رویا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور اس شخص کو اس کے اشکبار بال کے بدلے جہنم سے بچا لیا جائے گا۔

مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے —— قیامت کے دن جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی طرف بڑھے گی۔ اُمت اُس کی مدافعت کیلئے نماز، روزہ حج کا واسطہ ڈالے گی مگر اثر نہ ہوگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پانی کا پیالہ پیش کریں گے اور عرض کریں گے یارسول (اللہ)! یہ پانی آپ آگ پر چھڑک دیجیے جونہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چھینٹے ماریں گے فوراً آگ بجھ جائے گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھیں گے۔ تو جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے! حضور خدا کے خوف سے بہنے والے آنسو تھے۔ مجھے حکم دیا گیا کہ یہ پانی آپ کے حضور پیش کردوں اور آپ آگ بجھا دیں (مکاشفۃ القلوب ص۴۸)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے مکھی کے پر کے برابر بھی آنسو بہے اُسے جہنم کی آگ مس نہیں کرے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندر خوفِ خدا اس قدر وافر تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کبھی آخرت، جہنم، عذابِ قبر کا واقعہ سنتے تو اس قدر روتے کہ بے خود ہو

اور کئی کئی دنوں تک بیمار رہتے لوگ بیمار پُرسی کے لئے آیا کرتے۔

محمد بن منذر رضی اللہ عنہ جب خوفِ خدا سے روتے تو آنسوؤں کو چہرے پر مَل لیتے۔ اور فرماتے کہ یہ آنسو جس حصہ پر لگ جائیں گے اُسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

قرآنِ مقدس نے فرمایا: واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی " اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے رہنے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روک لیا تو اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک مکان کے قریب سے گذرے جس میں ایک شخص حالتِ نماز میں پڑھ رہا تھا۔

"اِنَّ عذاب ربّک لواقع " تمہارے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے۔ یہ سُن کر آپ گھوڑے سے اُترے اور دیوار کا سہارا لیکر دیر تک کھڑے رہتے رہے۔

سیّدنا عبداللہ بن زبیر خوفِ خدا سے روتے تو اِس طرح اُن کا جسم کانپتا جیسے صبح کی ہوا سے شاخ لرزتی ہے۔

حذیفہ بن یمانؓ ایک دن نماز میں خوفِ خدا سے اِس قدر روئے کہ بیخود ہو گئے۔ پھر دوسرے شخص سے فرمایا بتا نا مت

ثابت بن اسلم بنانی مشہور تابعی ہیں جن کا خوفِ خدا سے رونا ضرب المثل بن گیا تھا

سیّدنا اویس قرنی سے کون ناواقف ہے ایک دفعہ آپ خوفِ خدا سے زبردست چیخ مار کر روئے اور فرمایا کہ میرے رب کا ذکر بلند و بالا ہے۔

ربیع بن خثیم، سعید بن جبیر، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم کے خوفِ خدا کے بیسیوں واقعات ہیں خدا ہم سب کو خوفِ خدا کی دولت نصیب کرے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمدٍ و آلہ وسلم

Marfat.com

(ماہانہ محفلِ ذکر)

توبہ و استغفار

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ توبہ کے بعد انسان ایسا ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ توبہ کا معنی ہے رجوع کرنا جب اس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو گا تو معنی ہو گا بندے سے عطا کی طرف رجوع کرنا۔

توبہ کی قبولیت کے لئے مندرجہ ذیل امور کا ہونا لازمی ہے۔

(۱) دل میں گذشتہ گناہوں سے سرمشار ہو۔ (۲) آئندہ کے لئے نہ کرنے کا عہد کرے۔ (۳) ریا و نمود سے پاک ہو۔ (۴) بارگاہِ قدس سے خوف اور اُمید دونوں ہوں اگر توبہ کے وقت آنکھوں سے آنسو بھی بہیں تو اِس پانی سے دل کی بنجر زمین میں عفو و کرم الٰہی کی بہار مزید رنگ لائے گی۔

توبہ کی قبولیت کے لئے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری بھی ضروری ہے۔ قرآنِ مقدس فرماتا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ لوگ ظلم کر کے تیرے ہاں آجائیں اور معافی چاہیں اور رسول اللہ اُن کے لئے معافی پر مہر تصدیق ثبت کریں تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔

اب یہ حاضری جسمانی طور ہو یا روحانی طور پہیں سے بارگاہِ رسالت میں متوجہ ہوں۔ قرآنِ مقدس نے سیدنا نوح علیہ السلام کا اپنی قوم سے شکوہ بیان فرمایا۔ فقلت استغفروا

Marfat.com

ربکم انہ کان غفارا - میں انہیں کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔

سورۂ نوح کی اس آیہ کریمہ سے واضح ہے کہ سچے دل سے توبہ کر لینے سے نہ صرف آخرت سنورتی ہے بلکہ دُنیا بھی سنور جاتی ہے۔ یُرسِلِ السَّماءَ علیکم مِدرارًا خلوص قلب سے توبہ کر لینے سے بروقت بارشیں ہوں گی قحط سالی کا ڈر نہیں رہے گا معاشی صورتِ حال سدھر جائے گی۔ ندی نالوں اور کنوؤں کے ذریعہ زمین سیراب کرنے کی نجات مِل جائے گی۔ اِسی آیہ کریمہ کا اگلا حصہ ویمددکم باموال وبنین صرف نہیں کہ بارشیں ہوں گی بلکہ خلوصِ دِل سے توبہ کے ساتھ تمہیں خوب صورت تندرست بیٹے بھی عطا ہوں گے۔ مال و دولت میں اضافہ ہو گا۔ بنجر زمینیں۔ لق و دق صحرا اُجڑے ہوئے میدان سرسبز اور شاداب باغات سے لہلہانے لگیں گے۔

سورۂ مائدہ، سورۂ اعراف اور سورۂ ہود کی مختلف آیات میں اِسی مضمون کی تائید ملتی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن جاتے ہیں اور گناہوں سے شرمسار ہو کر استغفار کرتے ہیں اُن کی مالی حالت بھی بہتر بنا دی جاتی ہے۔ امام شعبی سے منقول ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بارش نہ ہونے پر نمازِ استغفار کے لئے باہر تشریف لائے اور صرف استغفار کے بعد واپس چلے آئے فوراً بارش آگئی۔ صحابہ نے عرض کی امیرالمؤمنین آپ نے نماز استغفار تو پڑھی نہیں یہ بارش کیسے آگئی تو آپ نے صحابہ کے جواب میں یہی آیہ کریمہ پڑھی اگر تم توبہ کرو گے تو اللہ تمہیں بارش دے گا۔ مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ لہلہاتے ہوئے باغات سے نوازے گا۔

ابن صبیح کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور قحط سالی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کثرت سے استغفار کرو۔ ایک اور آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی آپ نے اُسے بھی یہی جواب دیا کہ استغفار کرو۔ تیسرا آدمی حاضر ہوا اُس نے اولاد نرینہ کے لئے

درخواست کی اُس کو بھی یہی فرمایا استغفار کرو۔ چوتھا آدمی حاضر ہوا اُس نے درخواست کی کہ اس کا باغ خشک ہو گیا ہے پھل نہیں دیتا اُسے بھی استغفار کا حکم دیا۔

لوگوں نے سوال کیا سوال مختلف ہیں جواب ایک تو فرمایا میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا اللہ تعالیٰ نے سورہ نوح میں فرمایا ہے پھر یہی آیہ کریمہ تلاوت کی۔

یہ یاد رہے جس قسم کا گناہ ہو گا توبہ اُسی قسم کی ہو گی۔ اگر گناہ ظاہر ہے تو توبہ بھی علانیہ ہو گی۔ اگر گناہ خفیہ ہے تو توبہ بھی خفیہ ہو گی۔ اگر حقوق الٰہی کی پامالی سے توبہ ہے تو صرف دل کی شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کافی ہوں گے۔ اگر حقوقِ شریعت سے توبہ ہے تو قضاء یا کفارہ یا قصاص ضروری ہے۔

توبہ میں آہ وزاری کی صورت بھی نصیب ہو جائے تو زہے قسمت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

تا نہ گرید ابر کے خندد چمن

جب تک بچہ نہ روئے ماں کا دودھ بھی جوش نہیں مارتا۔ جب تک بارش نہ برسے باغ میں بہار بھی نہیں۔ اگر توبہ کے وقت آنسو بہیں تو اس رحمت کی بارش سے دل کی کھیتی ہری ہو گی۔ دل کی بنجر زمین میں سبزہ اُگے گا۔ رحمت الٰہی کے پھول مہکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے توبہ کی توفیق بخشے۔

Marfat.com

(محفلِ ذکر)

درگُذر

ہمارے معاملات کی اصلاح اور بہتری کے لئے درگذر بھی بہت بڑا عمدہ نسخہ ہے۔ آپس کے مناقشات کو کم سے کم کرنے کیلئے عفو احسان و درگذر فوری علاج ہے۔ قرآنِ مقدس فرماتا ہے خذ العفو وامر بالمعروف درگذر اختیار کر اور بہتری کا حکم کر۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تین باتیں ایسی ہیں جن پر قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔

اللہ کی راہ میں خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ جو کوئی اپنا مال حق کیلئے کسی کو چھوڑ دے وہ قیامت کو باعزت اُٹھے گا۔

جو آدمی اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پہ محتاج ہونے کا دروازہ کشادہ کر دیتا ہے (احیاء العلوم)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقوق کا انتقام لیتے نہیں دیکھا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کوئی شئی نہ ٹوٹتی اور جب ایسا ہوتا تو سب سے زیادہ جلال حضور علیہ السلام کو ہوتا۔

ایک شخص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں حاضر ہوا اور اپنے کسی حق کا ذکر کیا اور زیادتی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بٹھایا اور برسبیل تذکرہ فرمایا ان المظلومین ھم المفلحون یوم القیمہ۔ مظلوم لوگ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے۔ اُس شخص نے یہ ارشاد سُن کر اپنا حق معاف کر دیا۔

Marfat.com

اِس ضمن میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے وقت کا عظیم کارنامہ یاد رہنا چاہیئے۔ آپ طواف کعبہ سے فارغ ہو کر بابِ کعبہ پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے پوچھا اب تمہارا میری نسبت کیا گمان ہے حاضرین نے جواب دیا آپ ہمارے بھائی ہیں۔ چچا زاد ہیں۔ حلیم ہیں۔ بُردبار ہیں تو آپ نے فرمایا میں وہی بات کہتا ہوں جو یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہٗ کی روایت نقل کی ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جو بھی اُنہیں ادا کرے جنّت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔

۱۔ پوشیدہ قرض کو ادا کر دے

۲۔ ہر نماز کے بعد سورہ اخلاص ۱۰ بار پڑھے

۳۔ قاتل کو خون معاف کر دے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص مجھ پر ظُلم کرتا ہے تو مجھے اس پر رحم آتا ہے کہ قیامت کے دِن یہ بیچارہ گرفتار عذاب ہو گا اور اس کی جواب طلبی ہو گی۔ پھر اس سے کوئی جواب نہیں ہو سکے گا۔

آپ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کِسی بندے کو تحفہ سے نوازنا چاہتا ہے تو اُس کا کِسی ظالم سے واسطہ ڈال دیتا ہے اس ظلم کے سبب ظالم کی نیکیاں مظلوم کے نامۂ اعمال میں درج ہو جاتی ہیں۔

ایک شخص حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاں حاضر ہوا اور کِسی اپنے مخالف کی شکایت کی اور اس کے ظلم کی داستان سنائی اُس کے خلاف کہا سیّدنا عمر بن عبد العزیز نے فرمایا اگر یہ ظلم اسی طرح اللہ کے حضور لیجائے تو اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ اس کا عوض یہاں لے۔

Marfat.com

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابو بکر سے روایت کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک ندا دینے والے سے فرمائے گا کہ یہ کہے کہ اگر کسی کا خدا کے پاس کچھ رہا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے تو درگذر کرنے والے کھڑے ہوں گے۔ چونکہ انہوں نے لوگوں سے درگذر کی ہے اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں ان سے درگذر فرمائے گا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے سخت درُشت کہا۔ آپ سے کسی نے بتایا کہ فلاں شخص آپ کے خلاف کہتا ہے آپ فرماتے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ بھلا جنید کب اس لائق ہے۔ شکایت کرنے والا حیران ہو گیا۔ آپ نے کچھ مٹھائی لی اسی شکایت کرنے والے کو ساتھ لیا مخالف کے دروازے پہ پہنچے دستک دی وہ باہر آیا دیکھا حضرت جنید خود دروازے پہ موجود ہیں۔ حضرت جنید فرماتے ہیں لیجیے بھائی یہ معمولی سا ہدیہ آپ کا ہے وہ شرمسار ہوا اور کہا حضرت یہ کاہے کا ہدیہ ہے فرمایا تو نے مجھ پہ احسان کیا مجھے سخت درُشت کہا اس طرح اپنی نیکیاں میرے نامہ اعمال میں درج کروادیں۔ بھلا ایسا سخی ہے جو اپنے اعمال صالح مجھ جیسے گناہگار کو دے۔ حاضرینِ محفل اگر ہم بھی ایک دوسرے سے اخلاق محبت و درگذر کا طریقہ اختیار کریں تو بہت سی قباحتوں سے بچ سکتے ہیں۔ ہماری یہ ماہانہ محفلِ ذکر ایک روحانی تربیتی کنونشن ہوتا ہے جس میں باقاعدگی سے شمولیت اصلاح کا سبب بن سکتی ہے۔

Marfat.com

(ماہانہ محفلِ ذکر)

فضیلت صبر

عزیزانِ گرامی آج کی یہ ماہانہ محفل حسبِ معمول بھی ہے اور حاجی فیض محمد صاحب مرحوم کی یاد میں اُن کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام بھی مرحوم نے ایک طویل عرصہ جامعہ سے وابستگی میں گزارا۔ طلبہ سے اخلاص و محبت کا ہمیشہ بھرپور مظاہرہ کیا آج کے اِس اجتماع میں حاجی صاحب مرحوم کے اعزاء اقرباء اولاد سبھی شامل ہیں انہیں صبر و تحمل بُردباری کی تلقین کرتا ہوں مشکلات اور مصائب میں صبر کا حکم بار بار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مقدس میں ستر مقامات پہ صبر کا حکم دیا گیا ہے واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین ۔بلی ان تصبروا انما یوفی الصابرون اجرھم صبر کی فضیلت میں آیات کے علاوہ بیشمار احادیث نبویہ موجود ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصبر نصف الایمان صبر آدھا ایمان ہے۔ اِسی ضمن میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے۔

الصبر کنزٌ من کنوز الجنۃ صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جس طرح حج کا بڑا رکن وقوف عرفہ ہے ایسے ہی ایمان کا اہم رکن صبر ہے۔ امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم شریف میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ سے نقل کرتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار پر تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم ایمان دار ہو؟ چند لمحہ خاموشی کے کے بعد عمر فاروق عرض کرتے ہیں حضور ہم ایماندار ہیں آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی پہچان کیا ہے تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم خوشحالی میں شاکر ہوتے ہیں اور مصیبت میں صابر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلف فرما کر فرمایا تم ایماندار ہو۔ الخ ۔حدیث پاک سے معلوم ہوا

مصیبت میں صبر ایمان کی نشانی ہے

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھا جس میں فرمایا تم اپنے پر صبر کو لازم قرار دو

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایمان کی بنا چار ارکان پر ہے یقین صبر، جہاد، عدل ان کی تکمیل سے ایمان کی تکمیل ہے۔

شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے باقی رہنا سر کے رہنے پر ہے۔

صبر کی مشہور قسمیں تین ہیں پہلی قسم صبر علی الطاعہ ہے یعنی عبادت پر صبر سخت گرمی ہے شدید سردی ہے نماز کو جی نہیں چاہتا فوراً اُٹھا اور بارگاہِ خداوندی میں حاضری دی۔

دوسری قسم صبر عن المعصیہ ہے گناہوں سے رکنا۔ نفس شیطان گناہ پر آمادہ کر رہے ہیں بظاہر کوئی مانع نہیں پھر خدا کا خوف مسلط ہوا گناہ سے رک گیا۔

تیسری قسم صبر علی المصائب مصیبتوں پر صبر کرنا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صدمہ ہو جانے پر خوب واویلا کیا۔ خلافِ شریعت اقدامات کئے جوں جوں وقت گذرتا گیا صدمہ ماند پڑتا گیا۔ تو اب کہا صبر ہے۔ یہ نہیں بلکہ صبر پہلی چوٹ پر ہے۔ الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ صبر پہلی چوٹ پر ہے۔

حدیث پاک میں ایک خاتون کا ذکر آتا ہے اُس نے اپنے شوہر کی موت پر بڑا لمبا سوگ منایا قبر پر خیمہ لگا کر چیختی چلاتی رہی تھک ہار کر جب خیمہ اکھاڑ لیا تو غیبی آواز سنائی دی ھل وجدت ما فقدت کیا جو کچھ تو نے گم کیا تھا وہ پالیا ہے۔

صبر انسانی خاصہ ہے فرشتے اور حیوانات اِس سے محروم ہیں۔ فرشتے تو کمال بلند کے لحاظ سے اور حیوانات اپنے تنزل کے لحاظ سے کریں۔

صبر بہترین عبادت ہے اور اس سے بیشمار فوائد ہیں۔

Marfat.com

ہر عمل کی جزا مقرر ہے مگر صبر کی جزا بے اندازہ ہے۔

عبادات کی جزا جنت ہے صبر کی جزا ذات قدوس جل مجدہٗ ہے۔

صبر والوں پہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

صبر سے ہمت ثابت قدمی اولوالعزمی پیدا ہوتی ہے یہی شئے کامیابی کا باعث بنتی ہے بے صبری سے پریشانی بے قراری میں اضافہ ہوتا ہے عقل جواب دینے لگتی ہے حواس مضمحل ہو جاتے ہیں۔

کتا اپنے مالک سے ہزار مرتبہ لاٹھی کھاتا ہے جھڑک کھاتا ہے مگر اس کا پھر بھی دروازہ نہیں چھوڑتا جو آدمی اپنے رب قدوس جل مجدہٗ کی نعمتیں استعمال کرے اور مصیبت آنے پر مایوس ہو جائے۔ رب سے شکوے شروع کر دے خلاف شریعت حرکات کا مرتکب ہو جائے وہ بے صبر انسان جانور سے بھی بدتر نکلا۔

صبر سنت انبیاء علیہم السلام ہے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال سارا خیرات کر کے اپنے اکلوتے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی گردن پہ چھری رکھ دی۔ نمرود سے ٹکر لیکر صبر کی مثال قائم کی ہے۔ سیدنا ایوب علیہ السلام نے شدید ترین بیماری میں صبر کیا۔

حضور سید عالم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے پناہ مشکلات برداشت کر کے مکہ والوں کی سختیاں جھیل کر شعب ابی طالب کے مصائب کا سامنا کر کے طائف والوں کے مظالم برداشت کر کے امت کو حلم و تحمل کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مشکلات و مصائب سے پناہ دے اور صبر و تحمل کی توفیق بخشے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

Marfat.com

(محفلِ ذکر)

مشکلات پر صبر

طبعی طور پر انسان کمزور واقع ہوا ہے جب ذرا سی پریشانی ہوئی تو گھبرا گیا واہی تباہی بولنا شروع کر دی۔ دکھ سکھ، بیماری صحت، خوشحالی، بدحالی وغیرہ زندگی کا حصہ ہیں۔ انہیں انتہائی خوش اسلوبی سے برداشت کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے مومن کی زندگی کو کئی قسم کی مشکلات میں گھیر رکھا ہے اور ان سب پر صبر کا حکم ہوتا ہے۔ نفس ایک سخت زمین ہے جس میں عشق و محبت، اخلاص و ایقان، دیانت و شرافت کے باغات لگائے جاتے ہیں۔ ہر کاشتکار سمجھتا ہے سخت زمین میں کھیتی نہیں اُگتی۔ اُسے نرم کرنا پڑتا ہے۔ مومن کے لئے یہ مشکلات و مصائب ہل اور ٹریکٹر کا کام دیتے ہیں جس سے سخت نفس نرمی میں تبدیل ہو جاتا ہے —— دیکھا گیا ہے کہ ہمیشہ آرام اور مال کی زندگی بسر کرنیوالے عموماً حدِ بندگی سے گذر جاتے ہیں اور سرکشی اختیار کر لیتے ہیں۔ فرعون، شداد، نمرود، ہامان حد سے گذر گئے کہ ان کی سخت زمینوں پر ابتلاء مشکلات کے حل نہ چل سکے تھے۔ جب فرعون نے غرق ہوتے وقت خدا کو پکارا تو اس وقت کاشتکاری کا وقت ختم ہو چکا تھا جس کے باعث محروم رہا —— مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے اس عنوان کو اپنے صوفیانہ انداز میں اس طرح نبھایا ہے۔

؎ سالہا تو سنگ بودی دلخراش — آزموں را یک زمانہ خاک باش

یعنی تو نے ساری زندگی دلخراش پتھر بن کر گذار لی ہے اب ذرا اپنے آپ کو نرم اور موم کر کے ہی دیکھ پھر تجھے سختی اور نرمی کا فرق محسوس ہو جائے گا —— حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

دوسری جگہ فرماتے ہیں

؎ در بہاراں مے شود سر سبز سنگ   خاک شو تا گُل بروید رنگ رنگ

بہار کی رنگینیوں میں پتھر دل پر سبزہ پیدا نہیں ہوتا۔ اگر اپنی ذات میں رنگ برنگے پھول مہکتی کلیاں، چٹختے غنچے دیکھنا چاہتا ہے تو ذرا خاک بن جا ــــ مزید فرماتے ہیں

؎ پاسبانی کن بسے در کوئے دِل   زانکہ اند وانند در پہلوئے دِل

ہمیشہ چور قیمتی مال لوٹنے کے درپے رہتا ہے۔ تیرے وجود کا قیمتی مال تیرا دل ہے اس کا پہرہ دے اسی گلی میں چوریاں ڈکیتیاں اکثر رونما ہوتی رہتی ہیں ــــ عقلمند وہی ہے جو اپنے دِل کی حفاظت کرے یہی وہ شئے ہے جس کے متعلق حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ان صلحت صلح الجسد کلہ وان فسدت فسد الجسد کلہ اگر یہ درُست ہو گیا تو تمام جسم درست ہو گیا۔ اگر اس کے اندر فساد واقع ہو گیا تو پورا جسم تباہ ہو گیا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے مزید فرمایا! الا وھی القلب آگاہ ہو جاؤ یہ دل ہے ــــ اعضا کی پوری چھاؤنی کا کمانڈر انچیف ہے یہ درُست ہے تو پوری کی پوری فوج درُست ہے اور وفادار ہے اور اگر یہ باغی ہو گیا تو ــــ پوری کی پوری فوج ہی باغی ہو گئی۔

حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں!

؎ معدہ را بگذار سُوئے دل خرام   تا کہ بے پردہ ز حق آید سلام

انسان ہمیشہ پیٹ پوری کے نقطہ میں رہ کر کبھی دِل کی فکر بھی کر اگر تو نے اپنے دِل کی نگہداشت کر لی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تجھے ربِ ذوالجلال کی طرف سے بے پردہ سلام پہنچا کریں گے۔

سونا کُشتہ ہو کر شفا بخشتا ہے تو بھی اگر دوسرے دلوں کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو عشقِ خدا و مصطفیٰ میں کُشتہ ہو کہ تیری ملاقات، تیری زیارت، تیری گفتگو سے مردہ دِل زندہ ہوں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم

Marfat.com

شرعی قوانین کو کس طرح مؤثر بنایا جائے

علماء کنونشن مؤرخہ ۸-۹ شوال ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۱-۲۲ اگست ۱۹۹۰ء
زیرِ صدارت جنرل محمد ضیاء الحق صدرِ پاکستان، بمقام اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدرِ محترم! حضراتِ علمائے کرام!

الحمد للہ کہ آج کی ساری محفل اور سارے دن کی بھرپور مجلس انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ کامیابی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میں اسے یوں محسوس کر رہا تھا کہ صدرِ مملکت نے پورے ملک سے علمائے کرام کو اکٹھا کر کے ایک امتحانی پرچہ دیا ہے۔ نگرانی کے لئے مسلسل دس گھنٹے سے تشریف فرما ہیں علماء تھک گئے ہیں مگر ابھی وہ فرما رہے تھے کہ اگر آپ بیٹھے رہیں تو میں تیار ہوں۔

الحمد للہ کہ صدرِ محترم کے اس امتحانی پرچے میں ہم کامیاب ہوئے اور سوالات کے مکمل طور پر جواب میں کوئی کمی نہیں رہی اور یہ کامیابی اس لئے ہوئی کہ صدرِ محترم! یہی پرچہ آج سے کوئی بیس پچیس سال پہلے بھی تقسیم ہوا تھا اور لیاقت علی خان مرحوم کے دور میں تقسیم ہوا تھا اور اس وقت آج سے زیادہ ہمارا امتحان تھا اور بہت بڑا اہم امتحان تھا۔ اس وقت ہم نے بڑے معرکہ خیز تین دن صرف کر کے امتحان کے سوالات کے جوابات دئیے تھے اور آج بھی وہی جوابات ہیں کہ بائیس نکات ہماری مشکلات کا حل ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو کسی لحاظ سے کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ اس ضمن میں بہت

Marfat.com

سی تجاویز آئی ہیں۔

صدرِ محترم کے پہلے سوال کا جواب کہ کس طریقے سے شرعی قوانین کو مؤثر بنایا جا سکتا ہے؟ ــــ مثال کے طور پر ایک محفل ہو جس میں تین سربراہ قرار دیئے جائیں اور پھر یہ پوچھا جائے کہ بتاؤ بھئی ایک سربراہ کو کامیاب اور مؤثر کیسے بنایا جا سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ سوال تو پیچیدہ ہوگا اور فوری طور پہ جو جواب سمجھ میں آئے گا وہ یہ ہوگا کہ تینوں سربراہوں میں سے کسی ایک کو کامیاب بنانے کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس ایک کی کامیابی میں جو دو رکاوٹیں ہیں ختم کر دی جائیں۔ میرے خیال میں شرعی قوانین کے نفاذ کے لئے جو اس ملک میں پورے حکمران کی حیثیت رکھتا ہے اس میں سب سے بڑی رکاوٹ میرے خیال کے مطابق یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں کچھ اور بھی قوانین چل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور دل کی گہرائیوں سے سمجھتا ہوں کہ اگر اس نظام کو کامیاب کرنا ہے اور اس نظام کو بروئے کار لانا ہے تو پھر مجھے دوسرے نظاموں کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی۔

میرا خیال ہے کہ یہ بڑی واضح بات ہے جو بالکل ذرا سی کوشش سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ایک گھر میں تین سربراہ کیسے بسر کر سکتے ہیں۔ ایک گھر کا تو ایک ہی سربراہ ہوگا۔ ایک ملک کا فرمانروا قانون تو ایک ہی بن سکتا ہے۔ ایک ملک کا حاکمِ اعلیٰ قانون تو ایک ہی بن سکتا ہے۔ یہ میری تجویز ہے میرے خیال میں یہ سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ ان رکاوٹوں کو دُور کرنے کے لئے صدرِ محترم کو اپنی تجاویز اور اپنی مساعی کو بہت جلد بروئے کار لانا چاہیئے تاکہ اس قانون کی بالادستی ثابت ہو جائے۔

دوسری بات، دین کا مفہوم جو اپنی طالب علمانہ حیثیت سے میں سمجھتا

Marfat.com

میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ اس کے پہیئے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ نماز کا حکم ایک ہے، زکوٰۃ کا حکم دوسری بات ہے، روزہ رکھنے کا حکم تیسری بات ہے، حج کا حکم چوتھی بات ہے۔ یہ سارے احکام ہیں اوامر ہیں امر بالمعروف کے۔ یہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ نہی عن المنکر کا حکم بروئے کار نہ لایا جائے۔ مثلاً آج میرے سامنے دو ایک مثالیں ہیں کہ ایک طرف اسلامی قوانین کا نفاذ ہے دوسری طرف اسلام کے خلاف جو قوانین ہیں وہ ترقی کر رہے ہیں مثلاً ہمارا عائلی قانون ہے۔

میں صدرِ محترم سے توجہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اس عائلی قانون کی خلافِ اسلام شقوں کے بارے میں تمام علمائے اسلام نے متفقہ طور پر ایک مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ ہر دورِ حکومت میں نشاندہی کی ہے کہ یہ خلافِ اسلام باتیں ہیں انہیں ختم کیا جائے۔ عائلی قوانین کے اندر یہ کوتاہیاں رہ گئی ہیں انہیں دور کیا جائے مگر ابھی تک وہ دور نہیں ہوئیں۔ ایک مثال پیش کئے دیتا ہوں مزید اس پر مطالعہ ہو سکے گا مثلاً ان عائلی قوانین میں ہمارے قانون میں ججوں کو یہ اختیار دے رکھا ہے کہ اگر کوئی لڑکی عدالت میں جا کر ایک چھوٹی موٹی درخواست پیش کر دیتی ہے اور کہتی ہے کہ صاحب میرا شوہر شراب پیتا ہے۔ میرا خاوند مجھے تنگ کرتا ہے۔ وہ مجھے ساری ساری رات پیٹتا ہے تو جج صاحب کی طرف سے وارنٹ جاری ہو جاتے ہیں۔ اطلاع ہو جاتی ہے۔ اب وہ آئے یا نہ آئے ایک تاریخ پڑے گی زیادہ سے زیادہ دو تین تاریخیں پڑیں گی۔ اب جج صاحب حکم دیتے ہیں کہ جاؤ تمہیں اجازت ہے جا کر نکاح کر لو۔ میرے خیال میں یہ اتنی بڑی قباحت ہے اس قانون کے اندر جو بیدہٖ عقدۃ النکاح

Marfat.com

کی صریح نص کے سراسر خلاف ہے۔ ربِ ذوالجلال فرماتا ہے کہ مرد کے ہاتھ میں، خاوند کے ہاتھ میں طلاق کا مسئلہ ہے مگر ہمارے یہاں جو جج ہیں وہ لڑکیوں کو طلاق دے رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آگے جاکر وہ نکاح کر لیتی ہیں۔ قانونی طور پر انہیں کوئی پوچھ نہیں سکتا قانون اس کی گرفت نہیں کرتا اور اسی طرح سے حرام کا ارتکاب ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو قانون آپ نافذ کریں اس پر کڑی نگاہ بھی رکھیں کہ اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں سیدنا فاروقِ اعظم کا دورِ خلافت آپ کے پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکلر جاری فرماتے ہیں کہ کوئی گورنر عمدہ قسم کے گھوڑے پر چڑھ کر سواری نہیں کر سکتا۔ کوئی گورنر باریک لباس پہن کر بازاروں میں گھوم نہیں سکتا۔ کوئی گورنر جب تک پوری قوم کے لئے عمدہ کھانے کے ذرائع میسر نہیں ہوتے وہ عمدہ قسم کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ کوئی گورنر اپنے دروازے پر چپڑاسی نہیں بٹھا سکتا۔ یہ ایک حکم جاری ہو گیا تھا۔ لوگوں نے شکایت کر دی کہ عیاض بن غنم مصر کا گورنر باریک لباس پہنتا ہے اور آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے بعد اسے گورنری کے عہدے سے ہٹا دیا۔ میرے خیال میں یہ طریقِ کار بھی پیشِ نظر رہے تو بہتر ہوگا۔ جب آپ ایک فیصلہ فرمائیں تو جو بھی اس کی خلاف ورزی کرے چھوٹا ہو یا بڑا وہ گرفت سے بچنے نہ پائے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ آج جو تقاریر ہو رہی ہیں ان میں مجھے افسوس ہے کہ جہاں محبت کے جذبات بے پناہ تھے وہاں کچھ ایسی باتیں بھی آگئیں

Marfat.com

جن کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات مجھے اپنے پیشرو مقرر مولانا مفتی محمد حسین صاحب جو بڑے جلیل القدر فاضل ہیں ان کے اس ارشاد صدرِ محترم کہ جو انہوں نے مشورہ فرمایا کہ رضاکارانہ طور پر کر دیا جائے مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ اگر رضاکارانہ طور پر احکام اسلام کا اجراء ہے تو میرا اور آپ کا مطالبہ کہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے اس کے کوئی معنی باقی نہیں رہ جاتے۔ پھر تو وہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ صاحب نماز بھی رضاکارانہ اور زکوٰۃ بھی رضاکارانہ ہے اور دوسرے تیسرے مسائل بھی رضاکارانہ ہیں۔ حدود بھی رضاکارانہ ہے۔ تو اس حساب سے وہ ہمارے بزرگ ہیں اور بڑے جلیل القدر عالم فاضل ہیں۔ ان کے پاس دلائل بھی اس بات کے ہوں گے تاہم یہ بات میرے ذہن میں آئی جو کہ میں نے ادب کے ساتھ عرض کر دی ہے۔

دوسری بات میرے واجب الاحترام مفتی جعفر حسین صاحب کی ہے جس کے اندر سے مجھے دھمکی کی بُو آتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ غلط ہو میں ان سے ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی میرے بھائی میرے بزرگ آپ واجب الاحترام ہیں اور پوری قوم کے رہنما ہیں اس اسٹیج پر کوئی ایسی بات ذرا سی اشارتاً کنایتاً نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ ہم بھائی ہیں۔ ہم نے مل کر پاکستان بنایا تھا۔ پاکستان کو وجود میں لانے کے لئے ہم سب کی یکساں قربانیاں ہیں۔ اس میں شیعہ بھی شامل ہیں، دیوبندی بھی شامل ہیں، سنی بریلوی بھی شامل ہیں۔ تمام کے تمام ہیں اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے اس لئے بہتر ہے کہ گفتگو میں کوئی دھمکی کا انداز نہ ہو۔ بائیس نکات کے اندر جو مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے دستخط موجود ہیں تو

Marfat.com

میرے خیال میں میرے پورے شیعہ بھائیوں کے لئے وہ دستاویز ہے جو لائحہ عمل ہے۔ اب اگر یہاں نئے سرے سے پھر فقہ کا مسئلہ چل جائے تو وہ بائیس نکات کی دستاویز میرے خیال میں بے کار ہو کر رہ جائے گی۔

صدرِ محترم! میں پھر آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کے سامنے وہ دستاویز موجود ہے کئی علماء کے پاس بھی ہو گی اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وہ اصول رہنما اصول ہیں جو ہمارے اکابر نے بیٹھ کر وضع کئے تھے اور تین دن کی بحث و تمحیص کے بعد وضع ہوئے تھے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ اب فقہی اختلاف کو آپ بالکل نہ لیجئے اس لئے کہ فقہی اختلافات جو دوسرے تیسرے ہیں وہ بائیس نکات میں ختم ہو چکے ہیں جو اصول اور رہنما اصول طے ہو چکے ہیں وہ ہمارے لئے فیصلہ کن اور اٹل ہیں اور ہمیں انہی کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھنا چاہیئے۔

میری دعا ہے کہ صدرِ محترم! خدائے قدوس آپ کا حامی ہو، آپ کے ساتھ ہو، آپ کا ناصر ہو اور آپ کا مددگار رہو۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

Marfat.com

اقامت صلوٰۃ اور اصلاح معاشرہ

موجودہ دور کی افراتفری اور سراسیمگی نے انسان کو شدید پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے امن و آشتی کے گہوارے فادیلی کے انگاروں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ جنگ و جدال کا بازار ہر طرف گرم نظر آتا ہے۔ الفت و محبت کے نشانات مٹتے دکھائی دے رہے ہیں۔ عدل و مساوات کا دروازہ مسدود رہے جاں بہ لب مریض کو تریاقِ الفت میسّر نہیں۔ دِل کا غنچہ نسیم صبح کے لئے بے تاب ہے۔ معاشرہ کا تانا بانا لاینحل گتھیوں کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ اِس صورت حال کے پیدا ہو جانے کے اسباب کیا ہیں اور اُن کا حل کیا ہے میں نے اپنے اس مقالہ میں اُن چند اسباب کا ذکر کیا ہے جو معاشرہ کے بگاڑ کا سبب ہیں اور علاج کا بھی ذکر کیا ہے جس سے معاشرہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے۔

پہلا سبب اس خرابی کا پہلا سبب یہ ہے کہ انسان اپنا مقصدِ تخلیق بھول چکا ہے۔ خلّاقِ کائنات جل مجدہٗ نے انسانی مقصدِ تخلیق کو اس طرح بیان فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون: جن اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد معرفتِ الٰہی کا حصول ہے اور یہ معرفت اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ عبادت کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ روزہ، حج، زکوٰۃ میں بھی نشانات عبودیت ملتے ہیں مگر ان سب میں جامع ترین عبادت نماز ہے اور اس مرض کا مکمل ترین علاج بھی اقامت صلوٰۃ ہی ہے۔ اس تخلیقی مقصد کو پورا کر کے ہی معاشرہ کا کھویا ہوا سکون واپس لایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

دوسرا سبب اقوام عالم کے حالات پر نگاہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی فسادات اس وقت جنم لیتے ہیں جب انسان قلبی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور اضطراب کے دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ کبھی یہ قلبی اضطراب روحانی کمزوریوں کے باعث ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اسباب معیشت سے محرومی کے سبب اسلام نے اِس ذہنی کشمکش اور قلبی اضطراب کو کم کرنے کا ضابطہ بیان کیا۔ جس سے صرف اضطراب ختم ہی نہیں ہوتا بلکہ اطمینان اور سکون اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔ وہ ضابطہ نماز ہے ارشاد ہوتا ہے: اقم الصلوٰۃ لذکری میری یاد کیلئے نماز قائم کر نماز ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ سے سکون قلب ملتا ہے۔ خلاق کائنات جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اللہ کی یاد سے دِلوں کو سکون ملتا ہے۔ معلوم ہوا اقامت صلوٰۃ کو معاشرہ میں بہت بڑا دخل ہے۔

تیسرا سبب معاشرہ میں بگاڑ کا تیسرا سبب یہ بھی ہے کہ جب بندہ خدا کو اپنے سے دور سمجھنے لگتا ہے تو بغاوت۔ سرکشی میں بڑھ جاتا ہے۔ اگر آدمی اس عقیدہ پر پکا رہے کہ اُس کا خدا اُسے ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے وہ اس کے حالات سے پُوری طرح خبیر و بصیر ہے تو یقیناً بغاوت سرکشی میں کمی واقع ہو گی۔ اس بنیادی عقیدہ کو مضبوط کرنے کیلئے نماز بہترین ممد ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صل کانك تراہ فان لم تكن تراہ فانہ یراك اس طرح نماز پڑھ کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ یقین تو رکھو کہ تیرا خدا تجھے دیکھ رہا ہے اس سے ظاہر ہے نماز اصلاح معاشرہ کے لئے بہترین علاج ہے۔

چوتھا سبب معاشرہ میں بگاڑ کا سبب یہ بھی ہو جاتا ہے کہ انسان مشکلات و مصائب میں گھر گیا اور اسی پریشانی میں غیر شائستہ حرکات کا ارتکاب کرنے لگ گیا جس سے معاشرہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے مواقع پر کسی ساقی کی ضرورت ہوتی ہے جو جامِ صبر سے سیراب کرے اور مصیبت زدہ کو آسودگی کی راہ سے روشناس

Marfat.com

کرا دے۔ اسی سلسلہ میں اسلام نے نماز کو ساقی و حادی کی حیثیت دی ہے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزنہ امر فزع الی الصلوٰۃ (مشکوٰۃ)

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ قرآن مقدس نے مشکلات و مصائب سے نجات پانے کیلئے نماز سے استعانت کا حکم دیا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ ایمان والو (مشکلات میں) صبر اور نماز سے امداد حاصل کرو۔ معلوم ہوا نماز اصلاح معاشرہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز مشکلات کا حل ہے مصائب سے گریبان چاک لوگوں کے لئے صبر و تحمل کا درس ہے۔

پانچواں سبب

معاشرہ میں ایک بڑی خرابی تکبر و غرور بھی ہے۔ انسان اسی رعونت اور تکبر کے سبب اپنے کو آسمانی اور دوسروں کو زمینی مخلوق سمجھنے لگتا ہے۔ اسی باعث قانون کو پامال کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور اسے دستِ دیا کی لکیریں جان کر فساد فی الارض کا مرتکب ہو جاتا ہے پھر جوں جوں تکبر میں بڑھتا جاتا ہے معاشرہ میں ہلاکت خیزیاں بڑھتی جاتی ہیں اس مہلک مرض کا بھی بہترین علاج نماز ہے انسان جب اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر بارگاہِ قدس میں کھڑا ہو جاتا ہے تو گویا عملی طور پر وہ الکبریا ہر دائی کا اعتراف کر رہا ہے اور سربسجود ہو کر اپنے غرور کو خاک میں ملا رہا ہے پھر بار بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ کی بہترین دوا اس مرض کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ پتہ چلتا ہے نماز اصلاحِ معاشرہ کے لئے کسقدر ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔

چھٹا سبب

چھٹی خرابی جو معاشرہ کے بگاڑنے میں کام کرتی ہے وہ "فکری اور عملی تضاد ہے" جس معاشرہ میں فکر و عمل کا اتحاد ہو گا وہ معاشرہ قابلِ ستائش ہے جس میں تضاد ہو گا وہ قابلِ نفرت فکر و عمل کا تضاد معاشرہ کو آزمائش کی خاردار وادی میں دھکیل دیتا ہے۔ مُسلم معاشرہ کے لئے ہادی برحق سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عماد الدین فرما کر سنگِ بنیاد کی حیثیت قرار دیدیا ہے۔ اب عمل یعنی نماز کی ادائیگی اگر

Marfat.com

اس سوچ سے مختلف رہے تو یقیناً معاشرہ میں کجی پیدا ہوگی بریں بنا فکر و عمل کا اتحاد نماز کی باقاعدہ ادائیگی میں ہوگا اقامت صلوٰۃ ہی فکری عملی اتحاد کا مظہر ہوگا۔

ساتواں سبب

معاشرہ کے بگاڑ میں ساتویں خرابی عدل و مساوات کا فقدان بھی ہے۔ اگر ہر فرد اس پر یقین رکھے کہ عدل و مساوات اس پر لازم ہے تو بگاڑ اور فساد کی بیخ کنی کی جا سکتی ہے۔ اس عمل مساوات کا درس دینے کے لئے پنجگانہ نماز با جماعت کا حسین ضابطہ ہمارے سامنے ہے اگرچہ ہم آہنگی، ایک ہی لباس ایک ہی جگہ ایک ہی ترانہ حج میں بھی موجود ہے۔ مگر وہ سال کے بعد ہے اقامت صلوٰۃ میں مختلف محلوں مختلف مزاجوں، مختلف نظریات کے لوگوں کا ایک ہی صف میں کھڑا ہو کر تسبیح و تہلیل کا ایک ہی نعرہ دن میں پانچ مرتبہ بلند کرنا ہوتا ہے۔ جس سے عدل و مساوات کا نقشہ دل میں جاگزیں ہوتا ہے جو اصلاح معاشرہ کا بہترین حل ہے۔

آٹھواں سبب

اصلاحِ معاشرہ میں رکاوٹ کا باعث آٹھویں خرابی جذبۂ ہمدردی کا فقدان ہے۔ اگر معاشرہ کے افراد ایک دوسرے کی خیر خواہی میں حصّہ لینا شروع کر دیں تو معاشرہ بہت جلد اصلاح پذیر ہو سکتا ہے۔ اقامت صلوٰۃ جذبۂ ہمدردی اُجاگر کرنے کا بہترین عملی نمونہ ہے۔ نمازی جب اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے اُس نے اپنے ساتھ اپنے بھائی کے لئے بھی صراط مستقیم کی دُعا کر دی اور یہ بہترین جذبہ ہمدردی اور خیر خواہی ہے ـــــ اور یہ جذبہ بگڑے معاشرہ کا شافی علاج ہے جو اقامت صلوٰۃ میں مضمر ہے۔

نواں سبب

معاشرہ میں خرابی کا ایک باعث "عدمِ تحفظ" بھی ہے میں آپ کو تحفظ نہیں دے رہا۔ آپ مجھ سے دور ہیں جب افراد ایک دوسرے کے مال جان آبرو کے تحفظ کے ضامن ہوں تو معاشرہ میں

خوشحال زندگی پیدا ہوتی ہے اور افراتفری سے سلامتی۔ اس ضمن میں اقامت صلوٰۃ بہترین قسم کی ضمانتِ سلامتی کا باعث بنی ہے۔ جب نمازی سلام پھیرتے وقت اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ، کا نعرہ بلند کرتا ہے تو گویا اپنے دائیں بائیں کے نمازیوں کو اُن کے مال و جان کا تحفظ دے رہا ہے لہذا اقامت صلوٰۃ اصلاح معاشرہ میں بہترین ممد و معاون ہے۔

Marfat.com

فضائل و مسائل رمضان

صد شکر اے دِل مہ رمضان آیا
ہاتھوں میں مسلماں کے مفتاحِ جہاں آیا

رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ رمضان مبارک کی وہ شان ہے جس پر ایمانداروں کی خواہش قربان ہے۔ زبان میں یہ تاب گویائی کہاں کہ شان رمضان کماحقہ بیان کہہ سکے۔ قلم سینہ چاک کی کیا مجال کہ صفحہ قرطاس پر صحیح عکاسی کر سکے روزہ نبوّت کے پندرھویں سال دس شوال ۲ھ میں فرض ہوا۔

فضائل

● حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے: "روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔" ● تمام عبادات میں اطاعت کا غلبہ ہے مگر روزہ میں عشق و محبت کا کہ اس میں رب تعالیٰ کے لئے کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ مطیع کا بدلہ انعام ملتا ہے مگر عاشق حقیقی کا بدلہ لقاء حبیب ہے۔ ● روزہ میں انسان ہر وقت عابد رہتا ہے سونا۔ جاگنا۔ چپ رہنا سب عبادت کہ روزہ دار ہے۔ ● جس طرح وضو۔ غسل جسم کو پاک صاف کر کے انسان کو عبادت کے لائق بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی روزہ روح کو پاک کر کے دربار یار کے لائق کر دیتا ہے۔ ● روزہ سے شہوت ٹوٹتی ہے غفلت دور ہوتی ہے ● حدیث پاک میں ہے: "قیامت کے دن رمضان اور قرآن روزہ دار کی شفاعت کریں گے۔" ● تین شخص بدنصیب ہیں پہلا وہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سُنے اور درود شریف نہ پڑھے۔ دوسرا وہ جو ماں باپ کا بڑھاپا پا کر جنت حاصل نہ کرے تیسرا

Marfat.com

وہ جو رمضان مقدس پاکر جہنم سے آزاد نہ ہو جائے۔

حکمتیں

● نفس دن میں کھانے اور رات کو سونے کی رغبت کرتا ہے شریعت مطہرہ نے روزہ کے حکم سے اس عادت کو توڑا کہ نفس کمزور ہو اور روح طاقتور ہو ● روزہ سے بھوک برداشت کرنیکی عادت ہو جاتی ہے ● بھوک فاقہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے ● روزہ سے بھوکوں، پیاسوں کی کیفیت کا پتہ چل جاتا ہے اور اُن پر مہربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ● روزہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں غذا۔ پانی۔ ہوا وغیرہ کی قدر معلوم ہوتی ہے ● نفس اور روح دونوں آپس میں دشمن ہیں اور دونوں کا مقام جسمِ انسانی ہے اُن میں سے ایک کی طاقت دوسرے کی کمزوری کا سبب ہے۔ نفس جسمانی غذاؤں سے طاقت پکڑتا ہے اور روح کو نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ روزہ سے نفس کمزور اور روح طاقتور ہوتے ہیں۔

مسائل

● کسی چیز کا چکھنا یا چبانا بلا عذر مکروہ ہے ● کُلی کرنے۔ ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا اور زیادہ دیر تک پانی سے منہ بھرا رکھنا مکروہ ہے۔ ● مسواک کرنا، سرمہ ڈالنا، تیل لگانا جائز ہے ● بھول کر کھایا، پیا روزہ میں کوئی نقصان نہ آیا ● کُلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے سے پانی پیٹ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا قضا لازم ہے ● دانت سے خون نِکلا حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ ● گرد و غبار حلق میں چلے گئے تو روزہ نہ ٹوٹا۔ ● حقہ۔ سگریٹ پینے۔ پان کھانے سے روزہ جاتا رہا۔

Marfat.com

ماہانہ محفل ذکر شریف دربار عالیہ حضرت مخدوم المشائخ پیر چراغ علی شاہ

مقصدِ روزہ

قرآنِ حکیم نے واضح طور پر روزہ کے فلسفہ کو بیان کیا ہے "لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن" پہلے انبیاء کرام پر بھی روزہ فرض تھا جیسے قرآن مقدس کے ارشاد "کَمَا کُتِبَ" سے واضح ہے۔ لعلکم تتقون میں روزے کا مقصد واضح فرمایا گیا ہے۔ صبح سے شام تک کھانے پینے، ازدواجی تعلقات سے الگ تھلگ رہنے کا نام روزہ ہے اور اس کا مقصد پرہیز گاری ہے۔ اگر خدا نخواستہ پورے رمضان شریف کے روزے رکھنے سے بھی پرہیزگاری پیدا نہ ہوئی تو سمجھ لیجئے کہ روزہ کی روح مفقود ہے۔ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقصدِ روزہ کو اپنے ایک ارشاد میں اور واضح فرمایا۔

من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للّٰہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ

جس شخص نے جھوٹ بولنا، جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اس کا کھانا پینا چھڑا لینے کی اللہ تعالیٰ کو حاجت نہیں۔

روزے کا اصل مقصد گناہوں سے بچنا اور تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ ایک اور حدیث میں اسی عنوان کو اِس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

کم مِن صائمٍ لیس لہ من صیامہ الا الظماء وکم من قائمٍ لیس لہ من قیامہ الا السّھر۔

Marfat.com

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزے سے بھوک پیاس کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا اور بہت سے راتوں کو کھڑے ہونے والے ایسے ہیں کہ قیام سے جاگنے کے سوا کچھ نہیں۔

ایک اور جگہ مقصدِ روزہ کے متعلق حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔" من صام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہٖ"۔ جس نے روزہ رکھا ایمان اور احتساب کیساتھ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ احتساب کے معنی اللہ کی رضا اور خوشنودی کا طلب گار رہ کر روزہ رکھا یا جوابدہی کے احساس کے ساتھ روزہ رکھا۔

اسی عنوان مقصدِ روزہ کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور حدیثِ پاک میں اس طرح بیان فرمایا۔

الصیام جنہ واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصحب فان سابّہ احد او قالہ فلیقل انی امرء صائمٌ۔

جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ بھی نفس و شیطان کے وار سے بچاتا ہے۔ جو شخص روزہ رکھے اسے چاہیئے کہ جھگڑے فساد سے بچے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا لڑے تو اسے کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزے سے ہوں (اور روزے سے لڑائی نہیں ہوتی)

ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ روزہ رکھنے کے ساتھ مقصدِ روزہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوں اور رمضان المبارک کی ملبی تربیت سحری افطاری اور انتظاری کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

○ روزہ دوسری عبادات کی نسبت زیادہ مخفی عبادت ہے۔

Marfat.com

- روزہ ربِ قدوس کی ذات پر ایمان کو مضبوط کرنے میں ممد ہے کہ روزہ دار تنہا ہونے کے باوجود بھی کھانے پینے کی جرأت نہیں کرتا اور خدا کو اپنے قریب یقین کرتا ہے۔
- روزہ میں بھوک پیاس کا پتہ چلتا ہے جس سے نعمتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔
- روزہ بھوکوں پیاسوں پر رحم پیدا کرتا ہے۔
- روزہ بہت سی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔
- روزہ مسلسل ایک مہینہ کے تربیتی کورس کے بعد مشاہداتِ ربانیہ کا سبب بنتا ہے۔
- روزہ میں انسان ہر لمحہ عابد رہتا ہے۔
- روزہ سے شہوت ٹوٹتی ہے۔ غفلت دُور ہوتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

Marfat.com

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْک

فلسفۂ حج

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف سے صاحبِ استطاعت لوگوں پر حج فرض ہے۔ حج ۹ ھ میں فرض ہوا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ کی طرح یہ بھی ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے۔ اس اہم رُکنِ دین کی اہمیت حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہے۔

من یستطیع منکم ان یحج فلم یحج فلا ابالی ان یموت یھودیًا او نصرانیًا او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جسے تم میں سے حج پڑھنے کی استطاعت تھی اور نہ پڑھا مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

اس عنوان پر کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے۔ اگرچہ اسلامی احکام وارکان کے فوائد وحکمتیں واضح ہیں اور اس عنوان پر بہت سے متقدمین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ روزہ کا فلسفہ، زکوٰۃ کا فلسفہ، نماز کا فلسفہ وغیرہ مگر میرے خیال میں فرائض کے اندر کوئی فلسفہ سمجھ آئے یا نہ آئے حکمِ خداوندی جان کر بجا لانا ضروری ہے۔

Marfat.com

مومن کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے خالق و مالک نے اسے حکم دیا ہے جس کا بجا لانا اس پر لازم ہے۔ تاہم اسلام کا کوئی عنوان بھی لیجئے بے شمار حکمتوں سے بھرا نظر آتا ہے۔ فریضۂ حج کی ادائیگی میں بے شمار حکمتیں دکھائی دیتی ہیں۔

پہلی حکمت:۔ دنیاوی مشاغل مال۔ اولاد۔ کاروبار یہ سبھی امور ایسے ہیں جو انسان کو ربِ قدوس سے دور رکھتے ہیں۔ حج کی ادائیگی کے لئے ان سبھی کو ایک عرصہ معین تک چھوڑ کر ہوا و ہوس سے منہ موڑ کر بارگاہِ قدس میں قرب حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

دوسری حکمت:۔ اسلام میں ایثار و قربانی قربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ تمام عبادات میں یا مالی قربانی ہے یا جسمانی۔ حج ایسا فریضہ ہے جو مالی اور بدنی قربانیاں چاہتا ہے۔ ظاہر ہے جب بندہ دو قربانیاں پیش کرنے پر راضی ہو جاتا ہے تو قربِ خداوندی کے دروازے بھی اسی حیثیت سے اس پر کھلیں گے۔

تیسری حکمت:۔ حج ہی ایسا فریضہ ہے جس کے ذریعہ سے دنیا بھر کے مسلمان ایک مقام پر اکٹھے ہو کر ملتِ اسلامیہ کے دکھ درد کا علاج سوچ سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے قریب ہو سکتے ہیں۔ بین الاقوامی کانفرنس منعقد کر کے لاکھوں روپے صرف کر کے وہ کام نہیں کر سکتیں جو اس عظیم اسلامی کانفرنس سے ہو سکتا ہے۔

چوتھی حکمت:۔ اسلام نے مساوات کے مسئلہ کو جس انداز میں واضح کیا ہے وہ مخفی نہیں۔ فریضۂ حج میں اسلامی مساوات کا نقشہ جس حسین انداز میں پیش کیا گیا ہے دنیا بھر کے ادیان مذاہب اس کی مثال پیش کرنے

Marfat.com

سے قاصر ہیں۔ امیر و فقیر، شاہ و گدا ایک ہی وردی میں بارگاہِ قدس میں حاضر نظر آتے ہیں۔ لاجدال کے حکم نے آقاؤں کو اپنے بندوں سے سخت روشی کو سختی سے منع کر دیا ہے۔ ہزاروں مختلف لغتوں، زبانوں کے بولنے والوں کو حاضری کے لئے ایک ہی صدا، ایک ہی درخواست، ایک ہی نعرہ بلند کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

پانچویں حکمت:۔ حج میں دولت مند صاحب ثروت مقیم گھر سے باہر نکل کر مسافر کی دشواریاں اس کے مسائل کا قریب سے جائزہ لے سکتا ہے اور بعافیت واپسی پر اس کے ہاں آنے والے مسافر کو جذبۂ ہمدردی سے دیکھ سکتا ہے۔

چھٹی حکمت:۔ حج ایسا فریضہ ہے جس میں سیروا فی الارض کے ارشاد پر عمل بھی ہے اور گستاخ قوموں کی تباہی اور بربادی کے مناظر دیکھ کر عبرت بھی حاصل ہوتی ہے۔

ساتویں حکمت:۔ کسی عبادت میں کسی خاص لباس میں حاضری نہیں مگر حج میں ایک خاص لباس پہن کر حاضری ہوتی ہے۔ یہ لباس ظاہری شکل و شباہت سے کفن سے ملتا جلتا دکھائی دیتا ہے کہ حاجی موت کو یاد کرے توبہ استغفار کی طرف متوجہ ہو سکے۔ موت کو یاد کرنا گناہوں کی معافی بارگاہِ قدس میں توجہ کا سبب بنتا ہے۔

آٹھویں حکمت:۔ اسلام کی روح، احکام و فرائض کی جان اور شریعت

کی پابندی کی روح اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق و محبت ہے۔ تمام عبادات میں عقل کو دخل ہے غلبہ ہے مگر حج ایسا فریضہ ہے جس میں عشق کو تفوق ہے۔ احرام کا لباس بیت اللہ شریف کا طواف، صفاء و مروہ کی سعی، احرام منیٰ عرفات مزدلفہ کی وادیوں میں گھومنا، رمی جمار، قربانی کا دینا یہ سبھی امور عشق و محبت کے مظاہر ہیں۔ خصوصاً دورانِ طواف رَمل پر کندھے ہلا ہلا کر چلنا ہی کسی عظیم محبت کے پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔

عشق کی اک جست نے طے کر دئیے قصے تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

حرم کعبہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے مگر لاکھوں کی تعداد میں حجاج ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ ذوالحجہ کو اس ثواب کی بجائے جنگلات مقدسہ میں پھرتے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ جناب ایک لاکھ کی سند نہیں ملتی مگر یہ امر جذبۂ عشق و محبت کا مظہر ہے۔

جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے
وہی مقامِ محبت کی جلوہ گاہ بنے

آخر میں پھر یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلامی احکام و فرائض کی حکمت و فلسفہ سمجھ آئے یا نہ آئے تعمیل ضروری ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

Marfat.com

حج بیت اللہ

ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر میدانِ عرفات میں اپنے خالق و مالک کے ہاں سر بسجود ہو کر فریضۂ حج ادا کرتا ہے۔

رموزِ حج

○ تمام عبادتیں ہر جگہ ادا ہو سکتی ہیں مگر حج اللہ کے گھر پہنچ کر اس کا مہمان بن کر ادا ہوتا ہے اور کوئی میزبان اپنے مہمان کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔

○ تمام عبادات میں اطاعت غالب ہے مگر حج میں عشق غالب ہے۔ حاجی دیوانوں کی طرح گرد آلود بالوں اور بڑھے ہوئے ناخنوں دیوانہ وار کعبہ کے گرد گھومتے ہیں۔

○ باقی عبادات بدنی ہیں مگر حج بدنی بھی ہے اور مالی بھی۔

○ حج میں تمام دنیا کے مسلمان بلا امتیاز ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ حج کے علاوہ اپنے مسائل کا حل بھی تلاش کر سکتے ہیں اور اتحاد و یگانگت کا سبق بھی ملتا ہے۔

○ حج کی ادائیگی سے دل میں نرمی اخلاق میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور متبرک مقامات کی زیارت سے اللہ والوں کی محبت بڑھتی ہے۔

○ حدیث شریف میں آتا ہے حج۔ عمرہ ملا کر کرو۔ یہ دونوں تکبر اور گناہ کو مٹا دیتے ہیں۔

○ حج کے طویل سفر میں سیروا فی الارض پر بھی عمل ہوتا ہے۔

Marfat.com

فرضیتِ حج

حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ جب کہ کعبہ کفروشرک ظلمتوں سے پاک ہوکر عباداتِ ابراہیمی کا مرکز قرار پاتا ہے۔ حج عمر بھر میں ایک بار مال دار مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے لئے مہینہ اور تاریخیں مقرر ہیں۔

ارکانِ حج

حج میں تین فرض ہیں اور پانچ واجب۔

(۱) احرام باندھنا (۲) عرفات میں ٹھہرنا (۳) طوافِ زیارت کرنا فرض ہیں۔

واجبات

(۱) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۲) صفامروہ کی سعی کرنا (۳) جمروں پر کنکر مارنا (۴) طوافِ وداع کرنا۔

(۵) سر منڈانا۔

یوں سمجھئے کہ رب کے بتائے ہوئے طریقہ سے اس کے گھر کی زیارت کرنے کا دوسرا نام حج ہے۔ زیارت بیت اللہ شریف محبت، امن، مساوات کا ایک ایسا درس ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

تعمیر کعبہ پہ ایک تاریخی نظر

اگرچہ خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعمیر سے شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔ مگر خانہ کعبہ گیارہ مرتبہ تعمیر ہوا۔ — پہلی مرتبہ فرشتوں نے تعمیر کی — دوسری مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے — تیسری مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام نے — چوتھی مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے — پانچویں مرتبہ عمالقہ نے — چھٹی مرتبہ جرہم نے — ساتویں مرتبہ قصی نے — آٹھویں مرتبہ قریش نے

Marfat.com

نویں مرتبہ عبداللہ بن زبیر نے دسویں مرتبہ حجاج نے اور گیارھویں مرتبہ سلطان مراد اربع بن سلطان احمد نے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر چونے اور مٹی کے بغیر تھی۔ آپ نے کعبہ شریف کو چھت دار نہیں بنایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تعمیرِ کعبہ میں پانچ پہاڑوں کے پتھر استعمال فرمائے جو طورِ سینا، طورِ زنیا، کوہ لبنان، کوہ جودی اور کوہ حرا کے ناموں سے یہ پہاڑ مشہور ہیں۔

کعبہ شریف کی دینی مذہبی سرگرمیوں کا چشمہ سارے عالم میں اسی وقت سے مشہور ہونے لگا تھا جب اس کی بنیاد پڑی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے دلوں میں کعبہ شریف کی عظمت اور محبت ڈال دی گئی۔ کعبۂ اطہر دعوتِ ابراہیمی کو حسین نغموں کی آواز میں ہمارے کانوں میں ڈھالتا ہے اور ہم مستانہ وار لبیک کہتے ہیں۔ حج کا وہ منظر خصوصیت کے ساتھ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جب دولت مند اپنی دولت، شہنشاہ اپنی حکمرانی سے دست بردار ہو کر کندھے سے کندھا ملا کر ایک ہی لباس میں میدانِ عرفات میں محوِ عبادت نظر آتے ہیں۔ اگرچہ ان کے بدن جدا جدا ہیں لیکن ان کے دل سے نکلنے والے دعائیہ الفاظ ایک ساتھ اس طرح نکلتے ہیں گویا ایک ہی ساز سے بیک وقت کئی نغمے اُبل پڑتے ہیں۔ وہاں کوئی خاص جگہ نہیں ہوتی نہ بادشاہوں کے لئے تخت رکھے جاتے ہیں بلکہ سب کے سب بلا امتیاز اپنے اپنے ارکان کی بجا آوری کرتے ہیں اور حضرت علامہ اقبالؒ کے اس شعر کا ظہور ہوتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

Marfat.com

حفاظتِ کعبہ

کچھ لوگ عظمت کعبہ کو برداشت نہ کر سکے اور اس کے منہدم کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت فرمائی۔

- تبع اوّل حمیری نے اسے شہید کرنے کا ارادہ کیا تو وہ شدید مرض میں مبتلا ہوا۔ آخر اسے اپنا ارادہ تبدیل کرنا پڑا۔
- یمن کے بادشاہ حسّان نامی نے ایسا ارادہ کیا تو فہر نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔
- ابرہہ نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے ایک سال قبل قلعہ شکن ہاتھیوں سے حملہ کیا لیکن یہ ساری فوج عرفات و منیٰ کے درمیان میں تباہ کر دی گئی۔ اس تباہی کا ذکر قرآنِ مقدس کی سورۃ الفیل میں ہے۔
- آشرم جو کیتھلک مذہب کا زبردست حامی تھا۔ اس نے بے بہا دولت خرچ کر کے گرجا بنایا کہ کعبہ کی عظمت میں فرق آجائے مگر جب ایسا نہ ہوسکا تو چالیس ہزار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا مگر ذلیل و نامراد لوٹا۔
- قرامطہ نے بے حرمتی کی۔ حرم کعبہ میں حجاج کو شہید کیا۔ حجرِ اسود کو کئی دن تک کعبہ سے دور رکھا مگر قرامطہ ہلاک ہوئے اور آج کعبہ بھی ہے اور عظمتِ کعبہ بھی۔
- یزید پلید حرم کعبہ میں بے حرمتی سے داخل ہوا وہ تباہ ہوا مگر بیت اللہ کی عظمت آج بھی قائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گی۔

Marfat.com

۱۹۸۱ء میں انہیں تباہ کاریوں جیسا ایک واقعہ رونما ہوا۔ لوگوں نے حرمِ کعبہ پر قبضہ کر لیا۔ حجاج کو تنگ کیا۔ مخالفین نے کعبہ پر گولیاں چلائیں۔ حرمِ کعبہ کے فرشِ اطہر کو خون آلود کیا۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ طواف رُکا جو کبھی نہ رکا تھا۔ مجھے اس دردناک منظر کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس عظیم دردناک منظر سے ہر مومن کا جی جل رہا تھا آنکھیں بہہ رہی تھیں۔ پوری دنیا میں ملتِ اسلامیہ کو زبردست دھچکا تھا۔ پاکستانیوں نے جونہی یہ خبر سنی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح گھروں سے باہر نکل آئے۔ سراپا احتجاج بن گئے۔ پاکستانیوں کے اس نعرے نے پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کر دیا۔ نعرہ یہ تھا۔

کعبہ ہمارا چھوڑ دو
حاجیوں کو موڑ دو

مگر یہاں بھی حفاظت ہوئی دشمن کیفرِ کردار کو پہنچا

Marfat.com

حج و عمرہ کا صوفیانہ تصوّر

عوام کا حج بیت اللہ شریف کا ارادہ اس کی زیارت ہے خواص کا حج رب البیت کا مقصد اور اس کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ عوام میقات تک پہنچ کر دنیا دی لباس زیب و زینت ترک کر کے احرام پہنتے ہیں اور خواص شروع ہی سے مال و اولاد کی محبت کو ربِّ قدوس کی محبت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں دیتے۔ عوام جانور کی قربانی کر کے خوشنودیٔ خدا چاہتے ہیں۔ خواص خواہشاتِ نفس کو پامال کر کے قرب حاصل کرتے ہیں پھر خواص لوگوں میں بھی حج کرنے میں تفاوت باقی رہتا ہے۔ جناب کلیم علیہ السلام کا حج طُور پر ہوا۔ جناب ابراہیم علیہ السّلام کا شام میں ـــــ خاص الخاص ذات جناب سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج عرشِ معلیٰ سے بھی پار ـــــ عوام کے حج کی انتہا مسجد حرام شریف ہے ـــ سید الانبیاء کے حج کی ابتداء مسجدِ حرام سے انتہا عرشِ معلیٰ سے بھی آگے ہے۔

یا دوسرے لفظوں میں توحیدِ ذات کے حاجی اور توحید صفات کے عمرہ کرنیوالے کو حکم ہے کہ تو یہ حج اور عمرہ دونوں پورے کر تمام مقامات کو طے کرتا ہوا اللہ کے لئے۔ اللہ کی طرف جا اگر نفسِ امارہ تجھے روکے تو اس نفس کی قربانی کعبۂ دِل میں بھیج دے اور جیسی قربانی تجھے آسان ہو وہ کر دے یہ قربانی نفس کی ہو یا اس کے صفات کی اور جب تک یہ نفس اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے تب تک سر نہ منڈا یعنی دِل کو غموں سے جسم کو دنیوی تعلقات سے خیال کو عادات سے خالی نہ کر۔ جب یہ نفس قتل ہو جائے تب یہ سب کچھ دُور

Marfat.com

کر دے مگر جو کوئی بیمار ہو اس کی استعداد کمزور اور دل دنیوی عوارض سے بھرا ہوا ہو اس کے سر میں تکلیف ہو یعنی بُرے خیالات کا ہجوم ہو جس وجہ سے اِس راستہ کو طے نہ کر سکے اور صفائی قلب پر قناعت کرتا ہے یا تو اِس پر فدیہ لازم ہے کہ جائز مشغلے اختیار کرے ورنہ ناجائز چھوڑ دے ۔عبادت اور مخالفتِ نفس میں مشغول رہے۔

(محی الدین ابنِ عربی بحوالہ نعیمی)

ہے ذاتِ الٰہی کے حاجیو اور وادئ سلوک طے کرنیوالو جب تم نفسِ امارہ سے امن پالو تو تم میں سے جو کوئی تجلی صفات کی لذت چکھ کر تجلی ذات کا حج کرنا چاہیئے اور ان دونوں کی مدت (تمتع) کرنا چاہیئے تو اس پر اپنے مال کے مطابق قربانی واجب ہے اور کوئی کمزوری نفس اور اس کے سکون کی وجہ سے قربانی نہ دے سکے تو اس پر تین روزے عقلی وہمی اور خیال وسوسوں سے باز رہنا ضروری ہے کہ کبھی یہ چیزیں ہی انسان کو بلندی سے گرا دیتی ہیں اور سات روزے حج سے فارغ ہو کر یعنی وحدت سے کثرت کی طرف ، اجمال سے تفصیل کی طرف لوٹتے وقت واجب ہیں وہ سات روزے کیا ہیں حواس خمسہ اور غضب و شہوت کے فسادات سے بچنا اور محفوظ رہنا یہ [illegible] روزے کامل بنانے والے ہیں۔

حدیث قدسی میں ہے ربِ قدوس اپنے ذاکر کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتا ہے ۔آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے یہ تمام پابندیاں اس کیلئے ہیں جن کا قلب اور روح بارگاہِ الٰہی میں پہلے سے موجود نہ ہوں بلکہ دُور سے چل کر آئے وادئ محبت طے کر کے وہاں قدم رکھیں۔ جو حاضرین بارگاہ ہیں اُنہیں نہ ایسے مجاہدات کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ انہیں ریاضت کی حاجت وہ تو شروع ہی سے واصل حق ہیں تم اُن پر اپنے کو قیاس نہ کرو اور اللہ تک پہنچنے میں گناہوں کے بوجھ سے بچو کہ اس راستہ میں بہت تکلیف ہوگی اور اُس کا عذاب بھی سخت ہے راستہ بھی کٹھن۔

جیسے حج بیت اللہ شریف کے لئے چند مہینے مقرر ہیں ویسے ہی حج رب البیت

Marfat.com

کیلئے بھی وقت مقرر ہے۔ جیسے اس حج کے لئے میقات معین ہے ویسے ہی اُس حج کے کیلئے جوانی کا زمانہ مقرر ہے بلوغ سے چالیس سال تک کے لئے جو کچھ کما سکو کما لو صوفیا فرماتے ہیں چالیس سال کے بعد صوفی بننا مشکل ہو جاتا ہے پھر حاجی کے لئے ضروری ہے شہواتی خیالات اور فسق و فجور سے بچے شیطانی وسوسوں سے بھاگے اور اپنے اندر فرشتہ کے اوصاف پیدا کرے۔ نیز اس سفر کے لئے شریعت کی سواری تقویٰ کا توشہ بہت ضروری ہے۔ پہلے توشہ اختیار کرو پھر اس وادیٔ محبت میں قدم رکھو۔

امام محمد باقرؓ فرماتے ہیں جو شخص تین چیزیں نہ لائے اس کا حج فائدہ مند نہیں

(۱) کامل تقویٰ جو اُسے حرام سے بچائے۔

(۲) بردباری جو غضب و غصّے سے محفوظ رکھے۔

(۳) ساتھیوں سے اچھا برتاؤ (ابن عربی علیہ الرحمۃ بحوالہ النعیمی)

حاجیو! جب تم معرفت الٰہی کے عرفات سے لوٹو اور وحدت سے کثرت کی طرف رجوع کرو تو راستہ میں ایک مقام سرِ روحی ملیگا جسے مشعر حرام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں مشاہدہ جمال ہوتا ہے اور عقل و شعور بھی راست ہوتے ہیں یہاں پہنچ کر رب کا ذکر کرو اولاً اس کا ذکر زبانی کرو پھر ذکر نفسانی پھر ذکرِ قلبی جس میں خدا کی نعمتوں کا شکر بھی ہے پھر ذکر سرّی جسمیں تجلیات صفات کا کشف ہے پھر ذکرِ جسمیں نورِ ذات کا بھی مشاہدہ ہو مگر دوئی میں رہ کر پھر ذکرِ ذات جس میں شہود ذاتی اس طرح ہو کہ فانی باقی میں اور ذکر مذکور میں فنا ہو جائے۔ (ابن عربی علیہ الرحمۃ)

انسان کا دل صفا پہاڑ ہے اور نفس مروہ اور روح حاجی روحانی حج کے ارکان یہ ہیں۔ یقین۔ توکل۔ رضا۔ اخلاص۔ صبر۔ شکر۔ ذکر۔ فکر۔ حاجی اور عمرہ کرنیوالا اِس طرح کرے کہ مقام مشاہدہ میں پہنچ کر اور جلال و جمال کی تجلیات میں فناہ ہو کر اِس بارگاہ کی زیارت کرے۔

Marfat.com

بعض بیت اللہ کے حاجی ہیں بعض رب البیت کے۔ رب البیت کے حاجی کے لئے دنیا پر نظر رکھنا گناہ نہیں۔ رب کی ذات سر کی آنکھ سے چھپی ہے مگر اولیاء اللہ کے دِل صفاء مروہ کی طرح اس کی نشانیاں ہیں جو اس بارگاہ کا قصد کرے اس پر ضروری ہے مقبولین بارگاہ قلوب کا پہلے طواف کرے یعنی اُن کی اطاعت کرے۔ اِسی اطاعت کی روشنی میں منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا۔

(نوٹ) صوفیانہ تصوف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ متعارف حج کا انکار ہے بلکہ ابن عربی محی الدین علیہ الرحمۃ نے تزکیہ نفس کے پیش نظر اُسے پیش کیا ہے۔ شیخ کا تعارف روح دِل فکر کی حیات ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ

زکوٰۃ و عشر اسلام کا اقتصادی حصہ ہے

حضرت پیرِ طریقت علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہٗ بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال کی تقریر جو ۱۳ فروری کو بلدیہ ہال ساہیوال میں کی گئی۔

حضراتِ محترم! آج کی یہ میٹنگ اسلام کی طرف سے ایک اور قدم کی حیثیت رکھتی ہے۔ حکومتِ پاکستان نے زکوٰۃ کے بعد عشر وصول کرنے کا آرڈیننس بھی جاری کر دیا ہے۔ اس آیۂ کریمہ کے ترجمہ سے قبل بطور تمہید یہ بات ذہن میں رہے کہ اگر کوئی ملک طبقاتی کشمکش کے نتیجہ میں بنتا ہے تو اس ملک کی بقا بھی اسی میں ہے کہ وہ طبقاتی کشمکش قائم رہے۔ ورنہ ملک کی تباہی ہو گی۔ اگر کوئی ملک جغرافیائی اصولوں کے پیشِ نظر وجود میں آتا ہے تو اس ملک کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ وہ جغرافیائی حدود و قیود قائم رہیں۔ اگر کوئی ملک نظریاتی اصولوں پر قائم ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ نظریہ قائم رہے اور ملک میں پروان چڑھے ورنہ ملک کی خیر نہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور ہم نے اسے ایک خاص نظریہ کے تحت حاصل کیا ہے۔ آج اس کے بچاؤ کی بھی صرف یہی ایک صورت ہے کہ نظریۂ اسلام جس کے تحت یہ وجود میں آیا

Marfat.com

اسے اس ملک میں قائم رکھا جائے۔

زکوٰۃ وعشر اس نظام کا اقتصادی حصہ ہے جسے حکومت نے اپنانے کا فیصلہ کیا ہے اگرچہ اس کے اقتصادی حصہ میں زکوٰۃ وعشر کے علاوہ خراج بھی ہے۔ جن ممالک پر اسلام کا غلبہ ہو اور وہاں کی زمینیں مفتوحین ہی کے قبضہ میں رہنے دی جائیں اور وہ لوگ اسلامی حکومت کے ذمہ اور عہد میں داخل ہو کر ذمی بن گئے ہوں ان زمینوں پر جو محصول مقرر کیا جاتا ہے خراج کہلاتا ہے۔ اسلامی اقتصادیات کی یہ بھی ایک مد ہے۔

جزیہ :۔ وہ رقم ہے جسے اسلامی حکومت غیر مسلم (مشرکین) سے ان کی مالی وجانی حفاظت کے عوض وصول کرے۔

مال فئ :۔ وہ مال جسے کفار چھوڑ کر بھاگ جائیں یا ان سے مقررہ ٹیکس وصول کیا جائے۔

خمس :۔ مالِ غنیمت کی تقسیم اور کانوں سے نکلے ہوئے مال سے پانچواں حصہ

ضرائب :۔ وہ مال جسے حکومت قحط سالی کے دوران رفاہِ عام اور بے روزگاری دور کرنے کے لئے وصول کرے۔

عشور :۔ وہ رقم جو بیرونی تاجروں سے اسلامی سرحد عبور کرتے وقت وصول کی جائے۔

اموال فاضلہ :۔ وہ رقم جو متفرق طریقوں سے بیت المال میں جمع ہو مثلاً کسی لاوارث کا مال یا کوئی مرتد ہو کر ملک چھوڑ جائے اس کا مال، یہ تمام مدات اسلام کے اقتصادی نظام کا حصہ ہیں۔

اسلام نے صدقات کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ صدقات واجبہ جن کی ادائیگی بہرحال لازم ہے حکومت اسے حکماً وصول کرسکتی ہے۔

Marfat.com

دوسری قسم ہے صدقات نافلہ جو صدقات و خیرات رضا پر مبنی ہیں۔

اسلام نے صدقاتِ واجبہ کو ادا کرنے کے لئے تنبیہ بھی فرمائی ہے اور ڈرایا بھی ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔

جو لوگ سونا چاندی خزانہ کر رہے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں۔

اسلام ارتکازِ دولت کا قائل نہیں بلکہ کتنی بھی دولت کیوں نہ ہو وہ صرف چالیس سال کے عرصہ میں اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اسلام کا اقتصادی نظام فسطائیت، اشتراکیت اور کمیونزم کے اقتصادی نظاموں سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام کسی انسانی ذہن کی تخلیق نہیں بلکہ یہ نظام بذریعہ وحی ہمیں ملا ہے جس میں شک وشبہ حرام ہے اور اسلام سے دوری، اسلامی نظام کو بطور تجربہ نافذ کرنا اسلامی اصولوں کے منافی ہوگا۔

اسلام صرف زکوٰۃ وعشر کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ اسلام کا نظامِ عدالت بھی ہے اور نظامِ سیاست بھی۔ اس کا شورائی نظام بھی ہے اور حقوق العباد کے تحفظ کا نظام بھی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح حکومت نے زکوٰۃ وعشر کے سلسلہ میں آرڈیننس نافذ کیا ہے اور اسلام کا اقتصادی نظام اپنا رہی ہے اسی طرح بذریعہ آرڈیننس ہی مکمل اسلام نافذ کیا جائے اور بجائے قسط وار کے دفعتاً نافذ ہو مختصر الفاظ میں اسلام کے اقتصادی نظام کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ خدا کے دین کی سربلندی اور مخلوقِ خدا کی خدمت۔

— اسلام کا اقتصادی نظام تقاضا کرتا ہے کہ ہر شخص کی معاشی کفالت کی جائے۔

— امیر غریب، راعی رعایا کے اقتصادی حقوق میں یکسانیت پیدا کی جائے۔

Marfat.com

۔۔۔ بے روزگار اور محتاجوں کے رہن سہن کا اہتمام کیا جائے۔

۔۔۔ اسلام کا اقتصادی نظام تقاضا کرتا ہے کہ ہر شخص کی منجمد دولت کو شرعی اصولوں کے مطابق مملکت میں بکھیر دیا جائے کہ غریب فائدہ اٹھا سکیں اور یہ طریقہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام تقاضا کرتا ہے کہ انفرادی حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے اجتماعی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ اسلامی اقتصادی نظام یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ معیشت کے مختلف پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے طبقاتی، نسلی، جغرافیائی قسم کے امتیازات ختم کئے جائیں۔

اسلام کے اقتصادی نظام کا اگر دوسرے مذاہب و ادیان کے اقتصادی نظاموں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ذہنی تخلیق شدہ نظاموں میں بذریعہ وحی دیئے گئے نظام کا کس قدر فرق ہے۔

نصرانیت۔ یہودیت۔ ویدک دھرم اور زرتشتی یہ مذاہب بڑے شمار ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے ہر ایک کا تجزیہ کیا جائے تو نمایاں فرق واضح ہوگا۔

اسلام کا اقتصادی نظام ان سب پر حاوی ہے۔ ہم حکومت کے ہر کام میں مدد اور معاون ہوں گے اور اسلام سے ہٹے ہوئے ہر کام سے بیزار کہ تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کا زریں اصول ہمیشہ ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

❀

Marfat.com

اسلام کے کھلے دشمن

یہودیت • نصرانیت

قادیانیت

Marfat.com

عالمِ اسلام میں تفریق پیدا کرنے کیلئے

یہودیت کے مختلف رُوپ

اسلام کا آفتاب ماہتاب طلوع ہوتے ہی یہود نے اس کے خلاف سازشیں شروع کر دیں جو آج تک جاری ہیں۔

- مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہود نے معاہدے کئے وہ خود ہی توڑ دیئے۔
- جنگِ بدر جو مشرکین کے خلاف لڑی جا رہی تھی یہود نے مشرکین کی حمایت کر کے دشمنی کی۔
- قبیلہ بنو نضیر کے سربراہ کعب بن اشرف نے سازشوں کی انتہا کر دی۔
- بنو قینقاع نے مدینہ منورہ کے منافقین سے مل کر بغض وعناد کا مظاہرہ کیا۔ میدانِ بدر کی رسوائی دُور کرنے کے لئے مشرکین نے منافقین کو جنگِ اُحد پر ابھارا۔
- مدینہ منورہ کے ابتدائی دو سالوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے دو مرتبہ گہری سازش یہود نے کی جو ناکام ہوئی۔
- خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والا ابو لولو فیروز مجوسی در اصل یہودی تھا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

شہید کروا کر خلافتِ راشدہ پر کاری ضرب لگانے والا عبداللہ ابن سبا یہودی ہی تھا۔

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھانے کے اندر زہر ملا کر پیش کر کے شہید کرنے کی سازش یہودی ہی نے تیار کی تھی۔
- اس وقت سے آج تک یہودی لابی مسلسل اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ یہودیوں نے یہ بات سمجھ لی تھی کہ اسلام سے بظاہر ٹکر بعید نہ رہے تو عالمِ اسلام کو کمزور کرنے کے لئے متعدد حربے استعمال کئے اور مختلف رُوپ دھارے۔

قادیانیت

پاکستان کے اندر خصوصاً اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے یہودیت کا یہ پہلا روپ ہے۔ اس وقت قادیانیت جو کردار ادا کر رہی ہے وہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔ پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر مخالفت کا خاکہ و اسرائیل کے اندر" پاکستان سیل" سنٹر میں تیار ہوتا ہے۔ اس سینٹر میں قادیانیوں کی آمد و رفت بلا روک ٹوک جاری ہے۔ قادیانیوں کی اسرائیلی لیڈروں سے ملاقاتیں اس امر کی مزید نشاندہی کرتی ہیں۔ قادیانیوں کے اخبار" الفضل" اور ان کی کتاب" ہمارے بیرونی مشن" ہمارے اس دعویٰ کی واضح دلیل ہیں۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ صیہونیت کی تحریک قادیانیوں کی سرپرستی کر رہی ہے اور انہیں ایجنٹ کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ جن کی ریشہ دوانیاں پاکستان کے اندر اور باہر خطرناک صورت اختیار کر رہی ہیں۔

Marfat.com

مشترکہ گٹھ جوڑ

صیہونی تحریک کا یہ دوسرا حربہ جو اسلام کے خلاف استعمال ہو رہا ہے وہ یہود و نصاریٰ کا مشترکہ گٹھ جوڑ ہے۔ چونکہ یہود و نصاریٰ الگ الگ اسلام سے ٹکرا کر رسوا ہو چکے ہیں۔ بنو نضیر اور بنو قینقاع کو فتح خیبر کی یادیں اب بھی بے چین کر رہی ہیں۔ رسوائی اور ذلت کا یہ بدنما داغ ان کی پیشانیوں سے آج تک نہیں دُھل سکا۔

عیسائیوں کو یرموک اور قادسیہ کے میدانوں میں لگے زخم آج تک رِس رہے ہیں۔ صلاح الدین ایوبی کے دَور کی صلیبی جنگوں کی یادیں ان کے ذہنوں میں اَنمٹ نقوش ہیں۔ اب دونوں گروپ اسلام دشمنی میں متحد ہیں اور برسرِپیکار ہیں حالانکہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ عیسائی جانتے ہیں کہ بقول ان کے عیسیٰ علیہ السلام کو سُولی کس نے چڑھایا تھا۔

صلیبی جنگوں کی ذلت آمیز شکست کا بدلہ لینے کے لئے عیسائیت بھی کسی محسن و غمگسار کی تلاش میں تھی جو اسے یہودیت کے رنگ میں مل گیا۔ اس طرح پھر ایک مرتبہ عیسائیوں نے اپنے خداوند یسوع مسیح کے بدترین دشمن طیطانوس کو خوش کر کے عیسیٰ علیہ السلام کا غضب مول لے لیا۔

؎ کس قدر بدترین سودا ہے ہو کر بیٹھے

کمیونزم اور سوشلزم

عالمِ اسلام کے اندر نظریاتی تفریق پیدا کرنے کے لئے یہودیت

Marfat.com

کا یہ تیسرا گروپ ہے جسے تیزی کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے۔ جرمن یہودی کارل مارکس نے کمیونزم کی داغ بیل ڈالی۔ اس باطل نظریہ کو سوشلزم کا لبادہ اوڑھانے کے لئے لینن یہودی نے کام کیا۔ کارل مارکس نے کہا تھا سرمایہ دارانہ نظام سے جان بچانے کے لئے علاج ہے مگر ضروری ہے کہ پہلے تین باتیں عمل میں لائی جائیں۔

— خدا کو چھوڑ دیا جائے۔

— مرنے کے بعد اٹھنے کا تصور ختم ہو۔

— دین کو بے معنی سمجھا جائے۔

— مذہب کو افیون قرار دیا جائے۔

کارل مارکس یہودی کے اس نظام کو پروان چڑھانے میں ۱۵ لاکھ ۵۲ ہزار سے زائد آدمی مارے گئے۔ ۵ لاکھ افراد کو ملک چھوڑنا پڑا۔ ۲۰ لاکھ سے زائد افراد کو سزائیں دی گئیں۔ مذہبی اوقاف کی ایک کروڑ نواسی لاکھ ایکڑ زمین پر قبضہ کیا گیا۔ ایک ماہ کے اندر اندر تمام مساجد اور گرجا گھروں سے قیمتی اشیاء اٹھالی گئیں۔ (صیہونی سازش ص۳۳)

کمیونزم و سوشلزم در اصل بد ترین ڈکٹیٹر شپ ہے جو کسی بھی جگہ مسلط ہو کر بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔ ڈکٹیٹر شپ کبھی فرد کے ذریعے ہوتی ہے کبھی گروپ، جماعت پارٹی کی شکل میں۔ فرق یہ ہے فرد کی ڈکٹیٹر شپ چھپ نہیں سکتی پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ جمہوریت کے پردہ میں چھپ جاتی ہے کمیونزم سوشلزم کو عین اسلام کہنے والے دین کی راہ سے بہک گئے ہیں ان کا یہ دعویٰ اگر صحیح ہے تو مسلمانوں کو کمیونسٹ بننے کی دعوت دینے کی بجائے اپنے آقاؤں سے کہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

Marfat.com

سیاسی گروہ بندی

عالمِ اسلام میں تفریق پیدا کرنے کے لئے یہودیت کا یہ چوتھا روپ ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو آپس میں الجھا کر کمزور بنا دیا جائے۔ عرب کے وسیع ترین خطہ کا چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو جانا اسی سازش کا نتیجہ ہے۔ عرب لیگ، عرب ازم، عرب نیشنلزم ایسی جماعتوں کا وجود اسی کا باعث ہے۔

شاہ فاروق نے مصر اور سوڈان کے اتحاد کی کوشش کی تو یہودیت نے برطانیہ کے ذریعہ سے رکاوٹیں پیدا کیں اور شاہ فاروق کا تختہ الٹ دیا گیا جس سے اتحاد کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ یہ یہودی شاخسانہ تھا۔

برِصغیر میں عظیم اسلامی ملک پاکستان میں جذبۂ حریت کو تباہ کرنے اور اس کی اتحادی قوت کو برباد کرنے کے لئے ۱۹۷۱ء میں پاکستان کو دو لخت کر کے یہودیت کے مقابلہ میں کمزور کرنے کی سازش کی گئی۔ جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لئے ایسے لیڈروں کا انتخاب کیا گیا جن کی تربیت یہودی تنظیموں نے، ہندوستانی سرغنوں نے کی۔

تحریک اخوان المسلمین کے چھوٹے چھوٹے اختلافات اپنی جگہ پر مگر یہ تنظیم یہودیت کے خلاف برسرِپیکار ہوئی تو انتہائی گھناؤنی سازش کے تحت مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو پابندِ سلاسل بنایا گیا۔ پچاس ہزار سے زائد افراد کو جیلوں میں ڈال کر ایک اجتماعی قوت کو پامال کر دیا گیا۔ پھر ان میں سے سرکردہ کارکنوں کو تختۂ دار پہ لٹکا کر عالمِ عرب کی اس سیاسی قوت کو کچل کر صیہونیت کی راہ ہموار کر دی گئی۔ یہودیت کے

Marfat.com

اس ظالمانہ وار نے عربوں کے حوصلے پست کر دیئے۔

صیہونی تنظیم نے عرب ممالک میں اپنے اثرات پھیلانے کے لئے مصر کے جمال عبدالناصر سے کام لیا۔ اس نے مصر پر قبضہ کرتے ہی کمیونزم کی راہ ہموار کی۔ مصر میں سوشلسٹ حکومت قائم کرنے کے بعد شام میں حافظ الاسد، الجزائر میں بومدین، لیبیا میں کرنل قذافی کے ذریعہ دُور دراز علاقوں تک اثرات پہنچائے۔

فری میسن تنظیم

عالم اسلام کے اندر تفریق پیدا کرنے اور نفرت کا بیج بونے کے لئے یہودیت کا پانچواں روپ ہے۔ یہودیوں کی یہ تنظیم انتہائی راز داری کے ساتھ مسلمانوں کو اسلام سے دُور کرنے کے لئے دُور دُور تک پھیل چکی ہے۔ پاکستان کے اندر بھی اس نے جال بچھایا ہوا ہے۔ پنجاب اسمبلی نے ۱۹۷۳ء میں ایک قانون پاس کر کے اس تنظیم پر پابندی عائد کرائی تھی۔ واپڈا ہاؤس کے سامنے آرٹس کونسل کی عمارت جو اس تنظیم کی ملکیت تھی ضبط کر لی۔ یہودیوں کی اس تنظیم نے پنجاب اسمبلی کے اس اقدام کو عدالت میں چیلنج کر دیا جس پر ہائیکورٹ نے اسمبلی کا قانون کالعدم قرار دے دیا۔ پھر پنجاب حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی جو عرصہ دراز گزر جانے پر بھی نتیجہ سے محروم رہی۔

۱۹۸۳ء میں ضیاء حکومت نے مارشل لاء ریگولیشن ۵۶ کے تحت از سرِ نو پابندی عائد کر دی اور تمام فیصلے جو تنظیم کے حق میں ہوئے تھے

Marfat.com

کالعدم قرار دے دیئے۔ مارشل لاء ختم ہونے پر قومی اسمبلی نے آئین کے آٹھویں ترمیمی بل میں مارشل لاء کے اس ضابطہ کو شامل کر کے آئینی تحفظ دیا گیا۔ اب جمہوریت کے دلدادہ میدانِ سیاست کے شہسوار اصرار کر رہے ہیں کہ آٹھویں ترمیم ختم کی جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو جہاں اور کئی مسائل پیدا ہوں گے وہاں یہ یہودی تنظیم بھی آزاد ہو جائے گی جو بہت بڑا المیہ ہو گا۔ کاش آٹھویں ترمیم ختم کرانے کے شائقین حضرات کوئی ایسا متفقہ فارمولا تلاش کریں جس سے اسلامائزیشن کی شقیں متاثر نہ ہوں اور مطالبہ بھی پورا ہو جائے۔

اس تنظیم کے ذریعہ بہت قد آور افراد کو خریدا گیا جن میں شہنشاہِ ایران رضا شاہ پہلوی سرِ فہرست ہیں۔ یہ فری میسن تنظیم کے ۳۲ ویں گریڈ کے رکن تھے۔ ایران کے سابق وزیرِ اعظم عباس ہویدا بھی اہم لیڈر رہے۔ ایران میں فری میسن تنظیم کا گرینڈ لاج قائم تھا۔ کسی وقت تمام دنیا میں ایران یہودیت کا بڑا مرکز تھا۔ ہر بڑا لیڈر ہر بڑا عالم سوشلسٹ تھا یا فری میسن تنظیم کا رکن۔ انقلاب کے موقعہ پر علامہ خمینی نے صیہونی آلہ کاروں کے صفایا کو بھی بڑی اہمیت دی۔

پاکستان کے اندر صیہونیت کو فروغ دینے کے لئے فری میسن تنظیم نے کھلا کام کیا۔ پابندی عائد ہونے کے باوجود اس کی سازشیں زیرِ زمین کام کرتی رہیں۔ پاکستان سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن کے ایک ذمہ دار آفیسر کو آلہ کار بنایا گیا۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل وہ خط ہے جو ایم۔ بی۔ ایس بکھم کمانڈر رائل نیوی گرینڈ سیکرٹری نے پاکستانی میسنز کو لکھا۔ خط میں اس شخص کے کام کی تعریف کی گئی۔

Marfat.com

فری میسن تحریک کے متعلق بتایا گیا ہے۔ وہ ایک برتر وجود پر یقین رکھتی ہے اور وہ مذہب وعقائد کی پرواہ نہیں کرتی۔ خط میں وضاحت کی گئی ہے کہ فری میسن کیا ہے۔ آخر میں تحریر ہے کہ آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یونائیٹڈ گرینڈ لاج کی نمائندگی کر کے وہاں ممبر سازی کا کام شروع کیا اور انہیں "برتر وجود" کی عبادت کے لیے مدعو کیا۔ (صیہونی سازش ۵۸)

ضمیر فروشی

مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لیے یہودیت یہ بھی ایک حربہ اختیار کر رہی ہے کہ مختلف طبقات سے ضمیر فروش انسانوں کو تلاش کر کے انہیں بھاری رقوم دے کر اسلام کے خلاف ان سے کام لیا جائے کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام اور بانی اسلام کے خلاف زبانیں کھلوا کر لوگوں کو شک وشبہ میں مبتلا کر کے دلوں سے جذبۂ عشقِ رسول ختم کر دیا جائے۔ مگر جب کبھی بھی ایسی صورت پیدا ہوئی جاں نثارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آہنی دیوار بن کر سامنے آئے اور دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں ملانے کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اور اس متاعِ گراں مایہ جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم رکھا۔ گردنیں کٹوا کر تختۂ دار پر چڑھ کر پھانسی کے رسے کو چوم کر کہا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

Marfat.com

غلام احمد قادیانی انگریز کا ہی پروردہ تھا جو اسی کام پر مامور تھا جس کے مقابلہ کے لئے علماء کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ قطب الوقت حضرت پیر محمد علی شاہ بھی میدان میں اترے جو جذبۂ عشق رسول کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ غلام احمد میدانِ مقابلے سے فرار ہوگیا۔

۱۹۲۶ء میں انگریز نے سوامی شردھانند کو خرید کر اسلام کے خلاف زبان کھلوائی تو غازی عبدالرشید شہید نے اسے کیفرِ کردار تک پہنچایا اور پرچمِ عشق بلند رکھا۔

۱۹۲۹ء میں مہاشہ راج پال یہودیت کا آلہ کار بنا تو غازی علم الدین شہید علیہ الرحمہ نے اسے جہنم رسید کیا۔

۱۹۳۵ء میں کراچی کے نتھورام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو غازی عبدالقیوم شہید نے اسے ٹھکانے لگا کر تحفظِ ناموسِ رسالت کا فریضہ ادا کیا۔

۱۹۳۵ء میں ہی نتھورام کے بعد لالہ پالامل انگریزوں کے ہتھے چڑھا اور شانِ رسالت میں گستاخی کی تو غازی محمد صدیق شہید نے قصور کے اندر اسے قتل کر کے کروڑوں دلوں کو سکون بخشا۔

۱۹۳۷ء میں مدراس چھاؤنی کے ایک بدبخت چرن داس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گستاخانہ زبان کھولی تو تلہ گنگ کے غازی میاں محمد شہید نے اسے جہنم رسید کیا۔

۱۹۸۹ء میں سلمان رشدی نے اپنے پیش رو گستاخوں والی زبان استعمال کی اور شیطانی کتاب لکھ کر ملتِ اسلامیہ کے سینے چھلنی کر کے یہودیت اور عیسائیت کو خوش کرنے کی کوشش کی۔ آج پوری ملت سراپا

Marfat.com

احتجاج ہے۔ ایران نے اس کے قتل پر انعام رکھ کر سبقت لے لی ہے۔ ہزاروں لوگ اسے انجام تک پہنچانے کے لئے بے چین ہیں۔ اس کا انجام دیکھنے کا شدت سے انتظار ہے۔

یہودی عزائم

یہودی لابی چاہتی ہے عالمِ اسلام کا شیرازہ مزید بکھر جائے۔ ممالکِ اسلامیہ ایک دوسرے کے حریف بن جائیں۔ اپنے اپنوں کو قتل و غارت کی مشکلات میں مبتلا کر دیں۔

یہودی یہ چاہتے ہیں کہ مشرق میں ایران کا ایک حصّہ۔ کویت سارا، بصرہ و بغداد سمیت تین چوتھائی عراق۔ اردن پورا، جنوب میں مدینہ منورہ سمیت سعودی عرب کا سارا شمالی علاقہ، مغرب میں دریائے نیل کا اہم علاقہ اور قاہرہ۔ شمال میں پورا لبنان۔ پورا شام اور ترکی کا تمام تر جنوبی حصّہ اسرائیلی ریاست میں شامل کر لیا جائے۔ ان کے یہ عزائم ان کی طرف سے تیار کئے گئے نقشوں اور جنونی بڑھکوں سے نمایاں نظر آتے ہیں۔

وہ اپنے ان نظریات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس وقت دنیا کی دونوں بڑی طاقتوں امریکہ اور روس سے تعاون لے رہے ہیں۔ نہایت حیرت ہے بعض اسلامی ممالک سعودی عرب سمیت امریکہ پر بھرپور اعتماد کر رہے ہیں حالانکہ امریکہ ملتِ اسلامیہ کا بدترین دشمن ہے۔ اور پاکستان سے بے پناہ ہمدردی کے اظہار کے باوجود آج تک پاکستان کی کسی مشکل میں امریکہ کام نہیں آیا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کبھی ہمارے حق میں

Marfat.com

Marfat.com

بڑھک ماردی ہو مگر عملاً آج تک کچھ نہیں کیا۔ اگر امریکہ کچھ کرتا ہے تو وہ ہماری ہمدردی نہیں اپنا بچاؤ ہے۔ یہودیت کے ہاں بہت سے ایسے ضوابط ہیں جو تشدد، افتراق، سیاسی قوت کی ہلاکت کو جائز قرار دیتے ہیں جیسے یہودی قوانین کی کتاب تالمود سے واضح ہے۔ غیر یہودی کی دولت اور جائیداد ہتھیانا یہودی کے لئے جائز ہے۔

یہودیوں کو غیر یہودیوں پر کنٹرول کرنے کے لئے منتخب کیا گیا ہے جیسے انسانوں کو جانوروں پر فوقیت حاصل ہے ایسے یہودیوں کو زمین کے انسانوں پر۔ یہودیوں کو خدا نے حکم دیا ہے وہ غیر یہودیوں سے سود وصول کریں اور بغیر سود کسی کو قرض وغیرہ نہ دیں۔

۱۸۹۷ء میں یہودیوں کا ایک خفیہ اجلاس ہوا جس میں ملتِ اسلامیہ کی تباہی کا پلان تیار کیا گیا۔ جس کا پہلا مرحلہ روس میں انقلاب لانا تھا اور پھر خلافت کو برباد کرنا تھا۔ ۱۸۹۷ء میں یہود کی اس خفیہ سازش کے تحت جن تین نکات پر عمل پیرا ہونے کا تہیہ کیا گیا وہ یہ ہیں۔

— یہودیوں کے ایک قومی وطن کا قیام۔

— دنیا کے وسیلوں اور مالی وسائل پر قبضہ۔

— اسلامی ممالک کو نیست و نابود کرنا۔

یہودیوں کے اس سازشی چارٹر کو پروٹوکول کا نام دیا گیا۔ اس خفیہ چارٹر کو ایک عیسائی خاتون نے چوری کر کے اس راز کو فاش کر دیا ۱۹۰۲ء میں دو روسی اخباروں میں یہ سازش شائع ہوئی۔ ۱۹۰۵ء میں بعض پادریوں نے بھی اس سازش کو عیسائیت کے خلاف سمجھ کر اسے زیادہ واضح کیا۔ اس یہودی خفیہ سازش کے اہم نکات یہودی نظریہ تشدد

اور بربریت سے غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

دنیا میں مذاہب کا مشن تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اقتصادی غلبہ حاصل کرنے کے لئے یہ کام حسین عورتوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ یہود کے لئے شراب نوشی کا اہتمام کیا جائے۔ طاقت کے بل بوتے پر دوسروں کو ہمنوا بنانا ہمارا جوابی حربہ ہے۔

بے ادبی کا سر کچلنے میں ہم سخت بے رحم ہیں
غیر یہودی امارت کو فنا کر دیں گے

غیر یہودی ریاستوں پر قوت کے استعمال کا طریقہ اگر ہے تو وہ ہمارے پاس ہے۔ دنیا بھر میں موجود خفیہ جماعتیں ٹھیک سرگرم عمل ہیں تعلیمی اداروں میں ہلڑ بازی اور انفرادی لاقانونیت کو فروغ دیا جائے۔ غیر یہودیوں میں اقتصادی بحران پیدا کیا جائے۔

اس صیہونی تحریک کا یہ بھی نظریہ ہے کہ عوام جمہوریت کے اہل نہیں ان کا تحفظ صرف شخصیات ہی کر سکتی ہیں۔ یہودیوں کی ایک بنیادی کتاب سرلعیہ لونین تالمود مطبوعہ لندن ۱۸۸۰ء صفحہ ۷۳ پر یہ ضوابط بھی درج ہیں۔ یہودی غیر یہودی کو قتل کرے تو اس کی سزا قتل نہیں۔ غیر یہودی کو قتل کرنا کسی جنگلی جانور کو مارنے کے مترادف ہے۔

(صیہونی سازش ص ۴۷)

اس قسم کے ہزاروں حوالہ جات سے ثابت ہے کہ یہودیت ظلم و بربریت کا دوسرا نام ہے۔

Marfat.com

انجیلوں کا تاریخی پس منظر

اس وقت عیسائیوں کے ہاں چار انجیلیں موجود ہیں جنہیں انتہائی مستند قرار دیا جاتا ہے اور دینِ مسیحیت کے لئے یہی چاروں کتب معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا ان چاروں انجیلوں کے تاریخی پس منظر کو دیکھنے کے لئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل توجہ ہیں۔

ITS EXACT DATE AND ITS EXACT ORIGIN ARE UNCERTAIN BUT IT APPEARS TO DATE FROM THE LATER YEARS OF THE FIRST CENTURY. (P. 5/3 VOL. 3)

ترجمہ:۔ اس کی قطعی تاریخ اور معرضِ وجود میں آنے کا مقام غیر یقینی ہے لیکن ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق پہلی صدی کے آخری سالوں سے ہے۔ (ص ۵۱۳ ج ۳)

اسی عنوان پر انسائیکلوپیڈیا کے یہ فقرے بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

WE HAVE NO CERTAIN KNOW LEDGE AS TO HOW OR WHERE THE FOUR FOLD GOSPEL CANON

CAME TO BE FORMED.

ترجمہ:۔ ہمارے پاس قطعی علم نہیں کہ یہ کہاں سے معرضِ وجود میں آئیں اور کیسے۔

مزید برآں تعجب یہ ہے کہ ان انجیلوں کے مرتب کرنے والے حضرات کے متعلق یہ بھی حتمی بات نہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ بھی تھے اور نہ ہی ان مرتب کرنے والوں نے ان لوگوں کے نام بتائے جن کے واسطہ سے یہ انجیلیں ان تک پہنچی ہیں۔ اس پر مزید حیرت یہ کہ اصل نسخے جو سریانی زبان میں تھے ان کا وجود تک دستیاب نہیں کہ موجودہ نسخوں کا اصل سے موازنہ ہی کیا جا سکے۔ انجیلوں کا سب سے قدیم نسخہ جو ہمیں معلوم ہوتا ہے وہ یونانی ترجمہ ہے جو چوتھی صدی کا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سریانی تھی انجیل اسی میں نازل ہوئی۔ ۷۰ء کے بعد مدون ہونے والی انجیلیں یونانی زبان میں تھیں اور ایسے لوگوں نے جمع کیں جنہوں نے براہِ راست عیسیٰ علیہ السلام سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ ظاہر ہے انہوں نے سریانی کو یونانی میں ڈھالا ہوگا پھر یونانی زبان سے لاطینی میں تراجم ہوئے پھر لاطینی سے دنیا بھر کی دوسری زبانوں میں منتقل ہوئیں۔ جب مسلمانوں نے فلسطین اور دیگر ممالک میں فتوحات حاصل کیں اس وقت ان کی زبان سریانی تھی اور صدیوں تک یہی زبان رہی پھر کہیں جا کر ان علاقوں میں عربی نے اپنا تسلط جمایا اور پھر کہیں ان کی زبان مادری بنی۔

جہاں کتب کے سلسلہ میں یہ صورت حال ہو وہاں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتابیں کیا سے کیا بن گئی ہوں گی۔ اندریں حالات اگر ان کتب میں کہیں لفظ محمد و احمد نہ بھی نظر آئے تو تعجب نہیں اور کسی

Marfat.com

بھی عیسائی پادری کا یہ مطالبہ کہ حضور علیہ السلام کا نام دکھایا جائے کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ یہ محض تعصب ہوگا۔ عیسائیوں کو ان اناجیل کے سلسلہ میں جو ترجمہ در ترجمہ کی مشکلات پیش آئیں علماء اسلام اس سے محفوظ رہے کہ سریانی زبان سے بلا واسطہ یہ کتابیں عربی میں منتقل ہوئیں۔ سیرت ابن ہشام کے مطالعہ سے یہ بات مزید واضح ہوجاتی ہے۔ ابن ہشام نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے اپنے استاد ابو محمد البکائی العامری کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ یوحنا ۱۵ کی آیہ ۲۶ کا عربی ترجمہ یوں کیا ہے۔

فلو قد جاء المنحمنا ھذا الذی یرسلہ اللہ الیکم منحمنا کے متعلق لکھتے ہیں۔

المنحمنا بالسریانیہ محمد و بالرومیۃ البرقلیطس

منحمنا سریانی میں محمد کا ترجمہ ہے اور رومی زبان میں اسے برقلیطس کہا گیا ہے۔

انجیل برنا باس

برنا باس قبرص کا رہنے والا تھا۔ اولاً یہودی تھا مسیحیت کے لئے اس نے بڑا کام کیا۔ حواریوں میں برنا باس کے نام سے مشہور ہوا۔ اور کامیاب مبلغ بن کر ابھرا۔ سیدنا مسیح علیہ السلام سے قرب رہا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے عبد اللہ ہونے میں اسے کوئی تردد نہ تھا۔ یہاں تک کہ یہودی سینٹ پال نے عیسائی مذہب قبول کیا کہ اس وقت اس میں شرک و کفر کا شبہ بھی نہ تھا۔ دیر تک روم میں ٹھہرنے کی وجہ سے

Marfat.com

وہ عیسائیت کو بھی مشرکانہ عقائد و نظریات میں ڈھالنے میں مصروف رہا۔ اس کا یہ طریقہ عوام کو بہت پسند تھا۔ سینٹ پال اور برناباس کچھ دیر کے لئے اکٹھے چلتے رہے مگر بالآخر برناباس کو اس کے نظریات سے نفرت ہوگئی۔ پال کے نظریات عوام میں مقبول ہوتے چلے گئے اور پھر پال کے مشرکانہ نظریات کو حکومتِ وقت کی تائید بھی حاصل رہی۔ آہستہ آہستہ برناباس اور اس کی جماعت پس پردہ چلی گئی۔ چوتھی صدی عیسوی تک تو برناباس کے ہم عقیدہ لوگ کافی تھے جو خدا کو باپ نہیں بلکہ خالق مالک، قادر، حیّ و قیوم مانتے تھے۔ اس وقت انطاکیہ کے بشپ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں۔ انطاکیہ کا دوسرا بشپ بھی یہی عقیدۂ تثلیث اور دوسرے ایسے عقائد کا مخالف تھا۔

برناباس کی انجیل ۳۲۵ء تک مستند انجیل مانی جاتی رہی۔ ایرانیس (IRANAEUS) نے جب سینٹ پال کے مشرکانہ عقائد کے خلاف کام کیا تو اسی انجیل سے استفادہ کیا۔ مگر ۳۲۵ء میں نیقیا کانفرنس میں قرار داد طے ہوئی کہ عبرانی زبان کی تمام انجیلیں ضائع کر دی جائیں۔ ان کی طباعت ممنوع قرار پائی۔ اس کے شائع کرنے والے کی سزا قتل طے ہوئی۔

۳۸۳ء میں پوپ نے انجیل کا نسخہ تلاش کیا اور اپنی پرائیویٹ لائبریری میں رکھا۔ زینو بادشاہ کے دَور کے پانچویں یا چوتھے سال برناباس کی قبر کھودی گئی تو اس کا قلمی نسخہ اس کے سینے پر رکھا ہوا ملا۔

○ پوپ کے ایک دوست فرامارینو (FRAMARINO) کی لائبریری میں یہ نسخہ رکھا۔

Marfat.com

- پھر یہ نسخہ ایمسٹرڈم (AMSTERDAM) پہنچا۔ وہاں سے پھر یہ نسخہ پرشیا کے بادشاہ کے مشیر کریمر کو ملا۔
- پھر اسے شہزادے یوگین (EUGENE) نے ۱۷۱۳ء میں حاصل کیا۔ ۱۷۳۸ء میں شہزادے کی لائبریری کے ساتھ ہی یہ نسخہ بھی وائنا پہنچا۔
- ٹولینڈ (TOLAND) نے اپنی تصنیف (MISCELLANEOUS) کے ص ۳۸۰ جلد ا میں اس انجیل برناباس کا ذکر کیا ہے۔
- مسٹر اور مسز ریگ نے ۱۹۰۷ء میں ایک لاطینی نسخے سے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے اسے شائع کیا جونہی انگریزی ترجمہ چھپا تو تہلکہ مچ گیا اور فوری طور پر تمام نسخے غائب کر دیئے گئے۔ اس وقت برٹش میوزیم اور واشنگٹن کی کانگرس لائبریری میں دستیاب ہیں۔ انجیلوں کے اس عظیم تغیر و تبدل کے باوجود بھی نبی آخر الزماں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارات آج بھی موجود ہیں جو نبوتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا عظیم معجزہ ہے۔

Marfat.com

میلاد حبیبِ کبریا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

(تورات و انجیل کی روشنی میں)

آپ نے یہ تقریر ۲۲ ستمبر ۱۹۷۲ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الذی یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التوراۃ والانجیل“ وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم جسے یہود و نصاریٰ تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ۔ اس آیہ کریمہ کی تشریح کے پیش نظر عارف رومی علیہ الرحمہ نے فرمایا ؛

بود در انجیل نام مصطفٰی — آں سر پیغمبراں بحر صفا

تورات و انجیل میں تحریف ہوجانے کے باوجود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک موجود ہے ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی کی آخری وصیت جس پر ان کی تورات اور اُن کے صحیفہ حیات دونوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے بنی اسرائیل کو یہ فرمائی تھی ۔ یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور سعید سے اُن پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا ۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت تھی ۔ ہاں وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت کرتا ہے ۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے ،، کتاب استثناء ۳۳ باب ۔ ۲ آیہ میں یہ بشارت و ذکر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے اس درس تورات میں چار باتیں کہی گئی ہیں جو ارشادات قرآنیہ کے عین مطابق ہیں ۔ پہلا حصہ ہے ۔ وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا ۔ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی تعداد کے ساتھ ہی جلوہ گر ہوئے ۔ قرآن مقدس کے ارشاد محمد

Marfat.com

رسول اللہ والذین معہ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ دوسرے حصہ میں ہے۔ "اس کے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہوگی" قرآن مقدس نے اشداء علی الکفار فرماکر اسی آتشیں شریعت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ تیسرا حصہ ہے "وہ اپنے لوگوں سے محبت رکھتا ہے"۔ قرآن مقدس کے ارشاد رحماء بینھم نے اسی مضمون کو واضح فرمایا۔ چوتھا حصہ ہے "وہ تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔" قرآن مقدس کے ارشاد تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا کی واضح تصویر ہے۔

اسی طرح توراۃ کی کتاب استثناء ۱۸ باب ۱۵۔ اوس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو نصیحت کرتے ہیں "خداوند تیرے درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھرو۔" مسیحیوں نے اس ذکر کو عیسیٰ علیہ السلام پر منطبق کرنے کی کوشش کی مگر کلیم علیہ السلام کے فقرہ "بنی اسرائیل کے بھائیوں سے" نے تردید کردی کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام میں کوئی وجہ مماثلت بھی نہیں پائی جاتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اور عیسیٰ علیہ السلام نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجاہد تھے حضرت مسیح نہیں تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو غلامی سے نکال کر بادشاہی تک پہنچایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ظاہری و باطنی بادشاہ تھے۔ جناب مسیح علیہ السلام نہ تھے۔ حضرت کلیم فاتح تھے حضرت مسیح نہ تھے ـــــ اس کے برعکس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاتح بھی ہیں مجاہد بھی اور دیگر تمام اوصاف میں مشترک ہیں۔

توراۃ ایک اور مقام کتاب استثناء ۳۳ ویں باب مزید بشارت و ذکر ہے "خداوند سینا سے آیا اور سعید سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا"۔ اسی ذکر کا ایک حصہ حبقوق نبی کے صحیفہ میں پھر دہرایا گیا ہے۔ خدا یتمان سے اور وہ جو قدس ہے کوہ فاران

Marfat.com

سے اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اس کی حمد سے زمین معمور ہو گئی۔ اِس بشارت میں خداوند کا مظہر تین پہاڑوں کو قرار دیا گیا ہے کوہِ سینا۔ کوہِ سعید۔ کوہِ فاران۔ یہ درحقیقت خورشید نبوّت کے تین مطلع ہیں اِن میں بہ ترتیب کوہِ سینا سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کوہِ سعید سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام، کوہِ فاران سے ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلّم مراد ہیں کہ مکہ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ بشارت کا یہ حصّہ "اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا" یہ معراج آسمانی کی تشریح ہے۔" اس کی حمد سے زمین معمور ہو گئی" زمین کا کون سا گوشہ ہے جو پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حمد سے معمور نہیں۔ لفظ حمد جو پاک محمد کا مادہ اور عبادتِ اسلامی کا آغاز الحمد ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلمیح سے لبریز ہے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی کا لڑکا حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں رہا کرتا تھا اتفاق سے وہ بیمار پڑ گیا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے بچے کے والد سے پوچھا کیا میرا ذکر تم توراۃ میں پاتے ہو۔ اُس نے کہا نہیں۔ لڑکے نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا ذکر پاک توراۃ میں موجود ہے یہ کہہ کر کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

انجیل سے ظاہر ہے اسرائیلی کسی آنے والے نبی کے منتظر تھے جیسا کہ یوحنا پہلے باب سے واضح ہے۔ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی اس کے پاس یہ پوچھنے کو بھیجے کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور کہا میں المسیح نہیں تب انہوں نے پوچھا تو ایلیا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ کیا تو وہ نبی ہے تو اس نے کہا نہیں۔ اس سے واضح ہے ہمارے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کا انتظار تھا۔

عارف رومی علیہ الرحمہ نے اِسی شعر کا دوسرا مصرعہ فرمایا" آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا" کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم انبیاء علیہم السّلام کے شہنشاہ و بادشاہ ہیں۔ تمام انبیاء کی نبوّتیں انہیں کی مرہونِ منت ہیں بلکہ ساری کائنات کا مرکزی نقطہ آپ ہی

Marfat.com

کی ذات والاصفات ہے ۔ لولاک لما خلقت الافلاک اسی دعویٰ پر شاہد ہے

پیر رومی علیہ الرحمۃ نے دوسرے شعر میں فرمایا ہے کہ انجیل میں حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک اور غزوات کا بھی ذکر ہے ۔ چنانچہ مکاشفہ یوحنا میں ہے "پھر میں نے آسمان کھلا ہوا دیکھا ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانت دار اور سچا کہلاتا ہے ۔ اس سے واضح ہے ۔ حضور علیہ السلام کا گھوڑا نقرئی تھا اور آپ کی صفت پاک الامین سے کفار و مشرکین بھی انکار نہ کر سکے ۔ اسی مکاشفہ میں یوحنا نے کہا " اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند "، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ میں تمام نوشتوں میں ہے کہ مردمک النور کے گرد اگرد سُرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے ۔ اسی مکاشفہ میں راستی سے لڑنے کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے کہ کوئی پادری غلطی سے اس مکاشفہ کو کسی اور پر نہ چسپاں کرے کہ اس سوار کے لئے مجاہد اور غازی ہونا ضروری ہے جو آپ کی ہی صفت ۔ اسی مکاشفہ میں ہے " اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں " انبیاء علیہم السلام کے گروہ دیکھئے کوئی واعظ ہے جیسے سلیمان علیہ السلام ، کوئی مبشر ہے ۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام ، کوئی منذر ہے جیسے نوح علیہ السلام ، کوئی منجی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام ، کوئی مناظر ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام ، کوئی مجاہد ہے جیسے داؤد علیہ السلام ـــ لیکن حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جملہ صفات جامعیت کے ساتھ موجود ہیں ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ـ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی مکاشفہ میں ذکر ہے " اس کا ایک نام لکھا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا " حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء گرامی محمد احمد وہ ہیں جو پہلے کسی کے نہ تھے ۔ عارف رومی علیہ الرحمۃ نے دوسرے شعر کے دوسرے مصرعہ میں فرمایا ہے توراۃ و انجیل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کا بھی ذکر ہے ۔

اسلام کی سب سے پہلی جنگ جنگ بدر کو نشانِ قدرت قرار دیا گیا ہے کہ اس کا ذکر پہلی آسمانی کتابوں میں بھی ہے ۔ چنانچہ توراۃ نبی کی کتاب ۲۱ ، باب میں ہے " عرب کے صحرا

Marfat.com

کسی بھی شئی کو جائز و ناجائز کہتے وقت یہ کلیہ سامنے رہنا چاہیئے۔ الاصل فی الاشیاء والاباحۃ تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ مباح ہیں۔ اگر شریعت ناجائز قرار دیدے تو وہ ناجائز ورنہ نہیں۔ مخالفین کو چاہیئے کہ وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مستند واقعات حمد خداوندی صلوٰۃ وسلام کے نذرانوں کو قرآن وحدیث کی کسی نص سے ناجائز بتائیں۔

قرآن مقدس نے محرمات کی فہرست بیان فرمانے کے بعد فرمایا واُحلّ لکم ما وراء ذالک ان کے علاوہ تمام چیزیں ہمارے لئے حلال قرار دیدی گئیں۔ معلوم ہوا حرام چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد حلال چیزوں کی فہرست کی ضرورت تھی۔ بغیر سوچے سمجھے ہر شئی کو ناجائز کہنے والوں کو قرآن مقدس کے اس ارشاد پر بھی نظر رکھنی چاہیئے قد فصّل لکم ما حرم علیکم تم پر حرام کی گئی چیزیں کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں ان چیزوں کا حرام ہونا وحی جلی سے ثابت ہو یا وحی خفی سے اگر کسی شئے کا حرام وناجائز ہونا قرآن وحدیث سے نہ ملے تو بھی بات اس کے جائز ہونیکی دلیل ہوگی۔

بات بات پر ناجائز کہنے والوں کو مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث شریف پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔ الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرّم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا اور جس شئی کی حلت وحرمت سے کتاب اللہ نے خاموشی اختیار کی اس کے کرنے میں گرفت نہیں اب اس ضابطہ کے پیش نظر منکرین سوچیں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب منانا کس نص سے ناجائز وحرام ہے۔ اسی ضمن میں شامی کتاب الصہا کی یہ عبارت بھی ذہن میں رہے: المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمہور من الحنفیۃ والشافعیۃ جمہور احناف اور شوافع کے نزدیک بھی امر مسلم ہے کہ ہر شئی

Marfat.com

میں تم رات کاٹو گے۔ اے ردانیوں کے قافلو پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ اے ہما کی سرزمین کے باشندو روٹی کو لئے بھاگنے والوں کے ملنے کے لئے نکلو کیونکہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں کہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔"

اس عبارت میں ہجرت اور جنگِ بدر شریف کی صاف پیشگوئی فرمائی گئی ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ روٹیاں لے کر ہی روانہ ہوئے تھے اور تلواروں میں سے نکلے تھے، اور پہاڑ کے غار میں قیام بھی فرمایا تھا۔ ایک سال کے بعد ہی جنگِ بدر کا واقعہ پیش آیا جس میں ابوجہل وغیرہ سرداران قریش مارے گئے۔ قیداران کتابوں میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا نام تھا۔

آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا = بود در انجیل نام مصطفیٰ
بود ذکرِ غزو صوم واکل او = بود ذکرِ حلیہ ہا و شکلِ او
چوں رسیدندے بداں نام و خطاب = طائفہ نصرانیاں بہر ثواب
رو نہادندے بداں وصف لطیف = بوسہ دادندے براں نام شریف
ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ = اندریں قصہ کہ گفتیم آں گروہ

Marfat.com

عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

اِس مسئلہ پر اظہارِ خیال سے قبل یہ سمجھ لیا جائے کہ اِس مسئلہ کی حقیقت کیا ہے اور اِس کے جواز عدم جواز پر غور کر لیا جائے۔ محافل میلاد شریف میں ہوتا کیا ہے کہ اِس کے شرعی اور غیر شرعی ہونے پر بحث کی جائے۔ ایمانداروں کی ایک جماعت اکٹھے ہو کر اپنے رب قدوس جل مجدہٗ کی حمد بیان کرتے ہیں کہ اُن میں ربِّ قدوس جل مجدہٗ نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر عظیم احسان فرمایا جس عظیم احسان کا ذکر خود رب قدوس جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان فرمایا کہ اُن میں اپنے عظیم الشان رسول کو مبعوث فرمایا۔ محفل شریف کے اختتام پر ارشادِ خداوندی صلّوا علیہ وسلموا تسلیما کے حکم کی تعمیل میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اب اس امر میں دیکھ لیا جائے کہ اس میں خلافِ شریعت کون سا پہلو ہے جس سے اجتناب کیا جانا ضروری ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں کسی بھی شئی کو جائز و ناجائز اور حلال و حرام کہنے کے ضوابط ہیں ایسا نہیں جو شئی مجھے پسند ہے اُسے جائز کہہ دوں وہ ناجائز ہی کیوں نہ ہو جو پسند نہیں اُسے حرام کہہ دوں۔ اپنی رائے سے جائز و ناجائز حلال و حرام کا فتویٰ دینے والا حدودِ خداوندی کو پھاندنے کا مرتکب ہو کر ظالم ٹھہرتا ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے من یتعد حدود اللہ فاولٰئک ھم الظٰلمون اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں سے تجاوز کرنے والے ظالم ہیں۔

Marfat.com

پس اصل اباحت ہے اور پھر یہ مسئلہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں جس کے جواز کے دلائل نہ ملتے ہوں لہٰذا جائز قرار دیدیا جائے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے انعامات میں ایک عظیم نعمت ہیں اور نعمتوں کے چرچا کرنے کا ذکر قرآن مقدس خود ارشاد فرماتا ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اپنے پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا چرچا کرو، دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرو۔ یہی کچھ محافل میلاد شریف میں ہوتا ہے۔

حضور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر دسترخوان کے اترنے کو قرآن مقدس نے بیان کیا ہے عیسیٰ علیہ السلام پر اس نعمتِ خداوندی کے نزول کو عید فرمایا گیا۔ عیسائی آج بھی اس دن کو عید کا دن قرار دیتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں زیادہ عظمت برکت رحمت کو لئے ہوئے ہے۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے: ربنا انزل علینا مائدۃ تکون لنا عیدًا لاولنا واخرنا۔
اے اللہ تعالیٰ ہم پر مائدہ اتار جو اگلوں پچھلوں کے لئے خوشی کا دن ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ورحمت ہیں اور فضل و رحمت خداوندی پر اظہار مسرت کا ذکر حکیمیہ انداز میں رب قدوس جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت پر خوشی کرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب قدوس کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی لہٰذا اُن کی آمد پر خوشی اس ارشادِ خداوندی کی تعمیل ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی پر تو نعمت سے دشمن کو بھی محروم نہیں کیا گیا۔ چہ جائیکہ مومن خوشی کرے۔ بخاری شریف میں ابولہب کے اس واقعہ کا ذکر ہے۔ ابولہب مر گیا تو خواب میں برے حال میں دیکھا گیا پوچھا

Marfat.com

بتاؤ کیا حال گزرا کہا عذاب میں مبتلا ہوں البتہ جس انگلی کے اشارہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کیا تھا اُس انگلی سے پانی ملتا ہے۔ ابولہب ازلی بدبخت ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی مسرت کرنے پہ اُسے بھی محروم نہیں کیا گیا۔ بخاری شریف۔

ہاں اس محفلِ میلاد شریف میں خلاف شریعت اُمور سے پرہیز نہایت ضروری ہے۔ شیخ المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اظہار مسرت مستحب ہے۔

علماء دیوبند کے پیرومرشد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔ میں محفل مولود شریف میں شامل ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ یہ یاد رہے کہ کسی مباح و حلال چیز کو اعتقاداً یا عملاً حرام قرار دینا یہ دین کی تغیّر و تحریف ہے۔ قرآنِ مقدس نے اسی طرف اشارہ فرمایا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم یہ آیہ کریمہ کا عنوان لاتحرموا واضح کر رہا ہے کہ اس کی ممانعت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شئ کو اعتقاداً یا عملاً حرام قرار دے رہا ہے۔

اسی طرح کوئی شخص کسی مباح کو حرام تو قرار نہیں دیتا مگر اس کا استعمال ترک کرنا افضل و ثواب جان کر پرہیز کرتا ہے تو یہ بھی دین میں غلو ہے جس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ متعدد احادیث طیّبہ میں اس قسم کے غلو سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام اس سے مراد ایسا ہی ترکِ مباحات ہے کہ ان کے ترک کو افضل و ثواب سمجھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کی تعلیمات میں بغاوت شروع ہوئی۔

Marfat.com

۱: ایک طبقہ وہ تھا جو دشمنوں سے خوب لڑا اور شہید ہوا۔

۲: یہ طبقہ لڑا نہیں مگر زبانی طور پر حق کہتا رہا۔

۳: یہ طبقہ غاروں میں جا کر چھپ گیا کہ اِس طبقہ نے دین عافیت اِس میں سمجھی تھی۔ یہ تیسرا طبقہ راھبوں کا تھا یہ طریقہ انہوں نے رضا الٰہی کے لئے ہی اختیار کیا تھا پھر وہ اس پر کاربند نہ رہ سکے۔ قرآنِ مقدس نے فرمایا۔ ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا اسلام نے اِس تیسرے طبقہ کی بھی مذمت فرمائی۔ معلوم ہوا کسی مباح امر کو اس لحاظ سے نہ کرنا اس کے ترک میں تقویٰ پرہیزگاری سمجھے یہ بھی ناجائز ہے۔

Marfat.com

سیرت مقصودِ کائنات

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

انقلابِ عظیم

ایک نظام کی جگہ دوسرے نظام کے قیام کو انقلاب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مقدس کے اِس ارشاد سے بھی اشارہ ملتا ہے۔ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ تاریخ انسانی انقلابوں کی تاریخ ہے جس میں تبدل و تغیر نیچ اونچ بلندی پستی کا عمل جاری ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اِس انقلاب کا باعث بھی انسانی عمل ہی ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت خود نہ بدلے۔ حالت کی تبدیلی میں دونوں پہلو پائے جاتے ہیں اِس لحاظ سے انقلاب اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا اُس کا بدلہ پائے گا۔ جو کوئی ذرہ بھر بدی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جو انقلاب برپا ہوا ہے جسے انقلابِ عظیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ حادثاتی صورت نہیں اتفاقیہ تبدیلی نہیں بلکہ اِس انقلاب کی ضرورت صدیوں سے محسوس کی جا رہی تھی جن و انس ہی نہیں کائنات کا ذرہ ذرہ اِس انقلابِ عظیم کے لئے چشم براہ تھا۔ جن مذہبی نظاموں نے سکہ جما رکھا تھا یہودیت، عیسائیت، مجوسیت، ہندو دھرم جین مت، بدھ مت وغیرہ یہ تمام مروجہ نظریات، فرسودہ عقیدوں اور رسموں کا مجموعہ بن کر بے جان ہو گئے تھے اُن کی اتباع سے کوئی اخلاقی، روحانی۔ انفرادی یا اجتماعی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ ان کی حقیقت معدوم ہو چکی تھی اور شکل مسخ ان نظریات کے متبعین۔ عزم۔ خلوص

Marfat.com

ذوق و محبت کے عظیم جوہر سے عاری تھے ان کے اعمال بے روح ہو چکے تھے۔ مذہب صرف عقیدے اور نظریے کا مترادف بن گیا تھا۔ بہت سے مذاہب زندگی سے نفرت اور ترکِ دنیا کا سبق دے رہے تھے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن کے پاس دینوی زندگی کے مسائل کا کوئی حل نہیں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہی یہ عظیم انقلاب تھا۔ جس نے زندگی کے ہر گوشہ پر راہنمائی فرمائی ہر مروجہ مذہب صرف دلچسپ اقوال فلسفیانہ موشگافیوں کا طومار تھا جو انسان کے اطوار اور کردار کیلئے بے کار تھا۔

دعوتِ انقلاب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے انقلابِ عظیم کی دعوت دی وعد اللہ الذین امنو منکم وعملوا الصلحت یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔ تم میں جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اُن سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو دنیا میں ضرور خلیفہ بنا لے گا۔ جس طرح اس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ آپ نے اعلان فرمایا اے بنی آدم اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سب کی اصلاح اور ہدایت کیلئے بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں کفر و شرک کی وادیوں سے نکال کر خدائے ذوالجلال کے حضور جھکا دوں۔

عظمتِ انقلاب کا اندازہ

اِس انقلابِ عظیم کی عظمت کا اندازہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اِس تقریر سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے نجاشی، بادشاہ حبشہ کے دربار میں فرمائی آپ کی یہ روح پرور خطاب کتب سیرت میں ملتا ہے۔

اے بادشاہ ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے اور مُردار کھاتے تھے۔ بے حیائی قطع

Marfat.com

رحمی اور ہمسایوں سے بُرا سلوک کرتے تھے، ہم میں قوی کمزور کو کھا جاتا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول بھیجا جس کے نسب، صداقت، امانت اور تقویٰ سے ہم واقف ہیں۔ اُس نے ہمیں اللہ کی طرف بُلایا تاکہ اُسے ایک مانیں۔ اُسی کی عبادت کریں اُس نے ہمیں سچائی اور ایمانداری صلۂ رحمی اور ہمسایوں سے حُسنِ سلوک کا درس دیا، حرام کاموں، خونریزی، فواحش، جھوٹی گواہی، یتیم کا مال کھانا، بہتان لگانے سے منع کیا۔ ہمیں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ ہم نے اُس کی تصدیق کی۔ اس پہ ایمان لائے اِسی باعث قوم نے ہم پہ سختی کی، دین چھڑانے کی کوشش کی ہم پہ ظلم کیا، اِسی باعث ہم وہاں سے نکل کر آپ کی طرف آئے آپ کو ترجیح دی یہاں رہنا پسند کیا۔ اُمید ہے ہم پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔

اعترافِ حقیقت

یورپین مستشرقین اعتراف کرتے ہیں روئے زمین پہ جب سے انسان کا وجود ہے یہ سب سے بڑا غیر معمولی اور مکمل انقلاب تھا یہ حیرت انگیز امر ہے کہ آپؐ نے اپنی پسماندہ قوم کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر پہنچا دیا۔ آپؐ نے یہ لاثانی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ پوری قومیں صدیوں میں وہ کام نہیں کر سکیں جو آپؐ نے تیئس برس میں کر دکھایا۔

غیروں نے یہ مانا ہے کہ یہ انقلابِ عظیم حکومت، دولت یا مادی وسائل سے قطعی نہیں بلکہ اخلاقی روحانی طاقت اور صداقت کا نتیجہ تھا۔

واشنگٹن ارونگ نے اِس انقلاب پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ پیغمبر اسلام نے اونٹ اور بکریاں چرانے والی غیر متمدن قوم کو یکایک دنیا کے ایک بڑے حصہ کا فرماں روا بنا دیا۔

ڈاکٹر اسمتھ نے اِس عظیم انقلاب کو معجزہ کا نام دیا ہے وہ کہتے ہیں جس تیزی سے یہ انقلاب رونما ہوا ہے ایک عجوبہ اور معجزہ ہے کوئی چیز صحرانشین عربوں کی ہیبت ناک جوش و خروش کا مقابلہ نہ کر سکی۔ (ہسٹری آف انڈیا مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۱۱)

Marfat.com

لمحۂ فکریہ

بعض ہٹ دھرم اور متعصب یورپین نے کہا یہ انقلاب بذریعہ تلوار آیا حیرت ہے اُن کے عقل و فکر پہ کیا عرب جیسی جنگجو سخت گیر، سرکش اور حریت پرست قوم جس نے کبھی قیصر و کسریٰ کی اطاعت گوارہ نہیں کی وہ دُرِ یتیم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی تلوار سے ڈر گئی؟ کیا آپ کے مخالفین کی تلواریں کند ہو گئی تھیں۔

اگر یہ انقلاب بذریعہ تلوار آتا تو ہندوستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی اگر یہ انقلاب بذریعہ تلوار ہوتا تو پھر چین جہاں کوئی مسلم فاتح نہیں گیا مسلمانوں کا وجود نہ ہوتا وہاں جانا ملتا تو تاجروں کا جانا ملتا ہے۔ کیا چنگیز اور ہلاکو کی اولاد ترک تاتار اور مغل تلوار سے ڈر کر مسلمان ہوئے۔ در اصل یہ انقلاب عظیم کوئی بشری کارنامہ نہیں تھا بلکہ اُس کے اندر خدائی ہاتھ کام کر رہا تھا۔ اسی وجہ سے یہ انقلاب عظیم کہلایا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ۔ جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔

(وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمدٍ و آلہٖ اجمعین)

Marfat.com

صوبائی سیرت کانفرنس لاہور

۲۶ جنوری ۱۹۸۱ء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت سخی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم

صدرِ مکرم، حضرات علماء کرام و معزز سامعین! میرے مقالہ کا عنوان ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت سخی" میں نے اس مقالہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف سخاوت کا ذکر نہیں بلکہ عالمگیر سخاوت کا پہلو پیش کرنا ہے کہ آپ رسول عالمگیر ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

انی ارسلت الی الخلق کافۃ

میں پوری مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

لہٰذا آپ کی تمام صفات کو بھی عالمگیر صفات کے طور پر ماننا ہوگا۔ اگر حضور علیہ السلام کا کوئی وصف عالمگیر نہ مانا جائے تو میرے خیال میں سیرت کا پہلو تشنۂ تکمیل رہتا ہے۔ ذکر سخاوت کے ساتھ یہ بات تو بداہتہً ثابت ہو جاتی ہے کہ سخی کے لئے ذی اثاثہ، صاحب ثروت و تصرف ہونا بھی لازمی ہے۔ اِس امر کی طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے:

اعطیت مفاتیح خزائن الارض

(بخاری شریف ج ۲، ص ۱۷۹)

Marfat.com

اِسی عنوان کا ارشاد ابو نعیم نے دلائل النبوہ میں جابر بن عبد اللہ سے اور احمد و ابو العلیٰ نے عبد اللہ بن مسعود سے عبد الرب نے اپنی کتاب بہجۃ المجالس میں نقل کیا ہے۔

صفت سخا عفت کی اقسام میں سے ایک قسم ہے جس طرح سخا حضور علیہ السلام کی ایک صفت ہے اِسی طرح عفت کی باقی اقسام بھی جلیل صفات ہیں جیسے حیاء، رفق، حسن ہدیٰ، مسالمت، صبر، قناعت۔ وقار۔ ورع۔ انتظام۔ حریت

جود و سخا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان مقدس کے مہینہ میں آپ اور زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔" (صحیح بخاری باب الزنا)

"پوری زندگی کسی کے سوال پر نہیں کا لفظ نہیں فرمایا۔" (بخاری بدء الوحی)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

انما انا قاسم واللہ یعطی

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب بخاری شریف باب حسن الخلق السخاء میں نقل کیا ہے۔

"ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے آپ کی بکریوں کا ریوڑ دیکھا اور سوال کر دیا۔ آپ نے سب کی سب بکریاں عطا فرما دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا لوگو اسلام قبول کر لو۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سخی و فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔"

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صحیح مسلم شریف میں آپ کے جود و سخا کا ایک واقعہ نقل کیا ہے:

"ایک شخص نے آکر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تم میرے ساتھ چلو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور آپ اس کے مکلف نہیں ہیں (کہ ہر حالت میں دیں) ایک اور صحابی حاضر تھے انہوں

Marfat.com

عرض کی حضور آپ دیتے جائیں رب العرش کا خزانہ وسیع ہے۔ تنگدستی کا کیا ڈر ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر مسکراہٹ آگئی۔ خوشی کے آثار آشکار تھے۔ فرمایا ہاں مجھے بھی یہی حکم ملا ہے۔"

آپ کی فیاضی کا یہ عالم ہے کہ لوگ مانگنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

ادب المفرد میں امام بخاری نے ایک بدّو کا واقعہ نقل فرمایا ہے۔

"عین اقامتِ نماز کے وقت ایک اعرابی آیا اور دامن پکڑ کر کہا حضور میری ایک حاجت باقی رہ گئی ہے ڈر ہے کہیں بھول نہ جاؤں اس کو پورا فرمائیے۔ چنانچہ آپ اُس کے ساتھ تشریف لے گئے اُس کی حاجت برآری کے بعد نماز ادا فرمائی۔

جو چیز آپ کے پاس آتی جب تک صرف نہ فرماتے اطمینان نہ ہوتا۔ اُم المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے۔ عرض کی حضور خیر ہے فرمایا کل جو سات دینار تھے شام ہوگئی وہ بستر پر ہی پڑے رہ گئے۔"

(مسلم ج ۲ ص ۱۹۹)

صحیح بخاری شریف کتاب الاستقراض میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"وہ ایک رات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک راستہ سے گزر رہے تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ذر! اگر احد کا پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گذر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ وسلم

ابو داؤد شریف باب قبول ہدایا المشرکین میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظیم صفت کا ذکر اِس طرح موجود ہے۔

اس فدک کے ایک مرتبہ چار اونٹوں پر غلہ دربارِ رسالت میں پیش کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ غلہ فروخت کیا اور ایک یہودی کا قرض دیا۔ پھر دربارِ رسالت میں آکر اطلاع دی۔

Marfat.com

فرمایا کچھ بچ تو نہیں گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ کچھ بچ گیا ہے۔ فرمایا جب تک کچھ باقی ہے میں گھر نہیں جا سکتا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عرض کرتے ہیں حضور کیا کروں کوئی سائل نہیں۔ یہ رات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شریف میں بسر فرمائی۔ دوسرے دن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ حضور آپ کو اللہ تعالیٰ نے سبکدوش کر دیا ہے جو کچھ تھا وہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب یفکر الرجل الشئ فی الصلوٰۃ نقل کیا ہے۔

" ایک مرتبہ نماز عصر پڑھ کر خلاف معمول گھر تشریف لے گئے اور پھر فوراً واپس آ گئے صحابہ کو جلدی چلے جانے اور واپس آجانے پر تعجب ہوا۔ وجہ پوچھی فرمایا مجھے نماز پڑھتے خیال آ گیا تھا کہ کچھ سونا گھر پڑا ہے۔ خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو رات ہو جائے اور یہ سونا گھر ہی پڑا رہے اس لئے جا کر اُسے خیرات کرنے کا کہہ آیا ہوں"

صحیح بخاری شریف باب الشجاعۃ فی الحرب میں امام بخاری نے نقل کیا۔

" غزوۂ حنین میں جو کچھ مال غنیمت ملا وہ تقسیم فرما کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں بدوؤں کو پتہ مل گیا کہ یہاں سے سیدالانبیاء کا گذر ہو رہا ہے۔ دوڑ دوڑ کر آئے اور دامن سے لپٹ لپٹ کر مانگ رہے تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر جنگلی درختوں کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں انہیں دے دیتا اور پھر مجھ کو بخیل نہ پاتے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وسلم

صحیح بخاری شریف باب القسمۃ میں ہے:

" بحرین سے خراج کی کثیر رقم آئی۔ اس سے قبل اس قدر دولت کبھی نہیں آئی تھی۔ فرمایا اسے صحن مسجد میں ڈال دو۔ نماز سے فارغ ہو کر اس کی تقسیم شروع فرما دی۔ جو سامنے آتا اُسے

Marfat.com

دیتے جاتے۔ حضرت عباس کو جو غزوۂ بدر کے بعد دولت مند نہیں رہے تھے اتنا دیا کہ اُٹھ کر چل نہیں سکتے تھے جب سب تقسیم ہو گیا تو پھر اُٹھ کر تشریف لے گئے۔" وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ و آلہٖ وسلم

بخاری شریف باب حسن الخلق میں ہے:

"ایک مرتبہ ایک خاتون نے دربارِ گوہر بار میں ایک چادر ہدیہ پیش کی۔ ایک صاحب نے کہا کتنی اچھی چادر ہے۔ آپ نے فوراً اُنہیں پیش فرما دی۔ لوگوں نے اس صحابی سے سخت درشت کہا کہ تم نے کیوں مانگی۔ تمہیں پتہ ہے اُنہیں خود ضرورت بھی تھی۔ یہ بھی تمہیں پتہ ہے کہ وہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سبھی باتوں کا پتہ ہے۔ میں نے تو یہ چادر صرف تبرک کے طور پہ لی ہے۔ تاکہ مجھے اس چادر کا کفن دیا جائے۔"

فتح الباری کتاب الفرائض میں ہے:

"۳ھ میں یہودانِ بنو نضیر میں سے مخریق نامی ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کی موت کے بعد اس کے مشہور باغات صائفہ، دلال، حسینی، برقہ، اعواف، مشربہ ام ابراہیم یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے دیے جائیں۔ آپ نے یہ تمام باغات وقف فرما دیے۔ ان باغات کی آمدنی فقراء مساکین پر خرچ ہوتی۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ ہجرت کے دوران جب سراقہ انعام کے لالچ میں حضور علیہ السلام کو گرفتار کرنے آئے۔ اسی موقعہ پہ فرمایا کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ کیسا منظر ہو گا جب تو کسریٰ بادشاہ کے سونے کے کنگن پہنے گا۔ سراقہ فرماتے ہیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو مجھے آواز دی یا سراقہ ان عمر ابن الخطاب یدعوک (سراقہ تجھے عمر ابن خطاب بُلا رہے ہیں) میں وہاں پہنچا تو فرمایا۔ سراقہ تجھے وہ واقعہ یاد ہے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا ہات یدیک (ہاتھ نکالو) چنانچہ کنگن پہنا دیے گئے

Marfat.com

فرمایا شکر ہے رب قدوس کا جس نے کسریٰ بن ھرمز سے کنگن سلب کرلئے اور سراقہ اعرابی کو پہنا دیے۔ اِس واقعہ میں دشمنوں کو تاج پوشی کے عمل سے سخاوت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے: "جو مقروض مرجائے تو اس کے قرض کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے اور اگر کوئی مال چھوڑے تو وہ وارثوں کا ہے۔

صحیح مسلم شریف۔ سنن ابو داؤد۔ سنن ابن ماجہ۔ معجم کبیر۔ طبرانی میں حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کا واقعہ موجود ہے:

"ایک مرتبہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا سل جو چاہو مانگو۔ عرض کی جنت میں آپ کی رفاقت۔ فرمایا اس کے علاوہ کچھ عرض کیا ہی ہے۔" انہیں موج میں آکر جنت عطا کرنا سخاوت کا پہلو ہے۔

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔

"وہ ایک مرتبہ زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ بھی پیچھے چلے گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ چاہ اریس کی منڈیر پہ پاؤں لٹکائے تشریف فرما ہیں۔ یہ باغ کے دروازہ پر دربان بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ ابو موسیٰ سرکار سے عرض کرتے ہیں صدیق حاضر ہیں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا اُسے بلا لو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ اِسی طرح حضرت عمر فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما کو اندر بلایا اور جنت کی بشارت دی"۔۔۔۔ اس سے زیادہ سخاوت کا پہلو کون سا ہوگا۔

ابن عساکر نے محمد بن عبداللہ بن ابی رافع سے روایت کی ہے:

ایک مرتبہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دونوں شاہزادوں کو لے کر دربارِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اِنحلھما یارسول اللہ حضور انہیں

Marfat.com

کچھ عطا فرمائیے۔ قال نعم فرمایا ہاں۔ اما الحسن فقد نحلته حلمی و هیبتی واما الحسین فقد نحلته نجدتی وجودی حسن کو تو میں نے اپنا علم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔"

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات سخاوت کو۔ ارمنٹ تو کیا احاطہ کریں گے ساری زندگی بھی ناکافی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء وآلہ وسلم

Marfat.com

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بطورِ معلّمِ اخلاق

صوبائی سیرت کانفرنس لاہور منعقدہ ۱۹۔ ۲۰ر جنوری ۱۹۸۲ء میں
پیرِ طریقت علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ کی تقریر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ اقدس کا مطالعہ ہم جس پہلو سے بھی کریں ہمیں معلمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسانِ کامل کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ انسان کو انسان بنایا جائے اور انسانیت کی کشتی کو سلامتی کے ساتھ پار لگایا جائے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ معلمِ اخلاق خود کامل ہو۔ یہ شانِ تکمیل صرف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی دکھائی دیتی ہے جس کی گواہی خود ربِ کائنات فرماتا ہے۔

یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیتی درس گاہ میں وہ جامعیت ہے جو کسی دوسری درس گاہ میں ناپید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درسگاہ میں صرف فوجی فن کا سراغ ملتا ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں صرف عفو و درگزر کا درس ملتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی ذات والاصفات ایک ایسی درسگاہ ہے جس سے ہر شعبۂ حیات میں راہنمائی ملتی ہے اور یہی راہنمائی انسان کو انسانِ کامل بناتی ہے۔ انسان کامل بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مجسمۂ اخلاق ہو۔ چنانچہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نے جتنا زور اخلاق پر دیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

حضور علیہ السلام کی بعثت سے قبل بھی بڑے بڑے معلمینِ اخلاق گزرے ہیں جنہیں دو جماعتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلی جماعت ـــــ حضراتِ انبیاء کرام کی ہے جنہوں نے اپنی تعلیمات کا ماخذ حکمِ خداوندی کو قرار دیا۔ ان کی تعلیم میں نہ تو اخلاقی مصلحتوں کی وضاحت ملتی ہے اور نہ ہی عقلی حکمتوں کی صراحت۔

دوسری جماعت ـــــ حکماء کی ہے جن کی تعلیمات میں تحقیقات و خواص کا ذکر تو ملتا ہے مگر بحث و نظر سے آگے عمل کا درجہ صفر ہے۔ مگر معلّمِ اخلاق کے نصابِ تعلیم میں حکمِ خداوندی، عقلی رقیقہ رسی اخلاقی نکتہ وری، امرِ ربانی اور حکمِ فطرت کتاب و حکمت دونوں کا امتزاج موجود ہے جو اس کے اوج و کمال کی بیّن دلیل ہے۔

اسلام میں اخلاقِ حسنہ کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اھدنی لاحسن الاخلاق لایھدی لاحسنھا الا انت۔ اے ربِ قدوس! مجھے بہتر سے بہتر اخلاق کی راہنمائی فرما تیرے

Marfat.com

بغیر کوئی بہتر سے بہتر راہنمائی نہیں کر سکتا۔ نیز ارشاد فرمایا۔
اکمل المؤمنین ایمانًا احسنھم خُلقًا۔ مسلمانوں میں
کامل ایمان وہ ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابِ زندگی کے اہم عنوان نماز و روزہ ہیں۔ معلمِ اخلاق کے اس ارشاد نے اخلاقِ حسنہ کو ان کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔
ان الرجل یدرک بحسن خلقہ درجۃ قائم اللیل وصائم النہار۔ کہ آدمی اپنے اخلاقِ حسنہ سے وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جو روزہ دار اور تہجد گزار کو حاصل ہوتا ہے۔

ایک موقعہ پر ارشاد ہوا۔ مامن شی یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق۔ حسنِ خلق ایسا عمل ہے جو قیامت کے دن میزان میں تمام اعمال سے زیادہ وزنی ہوگا۔

ان احادیثِ مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اخلاقِ حسنہ کو نصابِ تعلیم میں ہر جگہ خاصہ دخل ہے۔ نماز، روزہ، وحج، زکوٰۃ میں بھی اخلاقِ حسنہ کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ نماز بُرائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ کسی بُرے خلق کا نہ ہونا اخلاقِ حسنہ کے وجود کی دلیل ہے۔ اسی طرح روزہ کا فلسفہ تقویٰ بیان فرمایا گیا ہے۔ تقویٰ کی تعلیم اخلاقِ حسنہ کی تعلیم ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں غریب پروری، ہمدردی، غمخواری، احساس اور فرض شناسی کا درس ملتا ہے جو اخلاقِ حسنہ ہے۔ اسی طرح حج میں لا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج کا حکم اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دیتا ہے غرضیکہ دین کے ہر ضابطہ ہر قاعدہ میں اخلاقی تعلیم کا راز مضمر ہے۔

Marfat.com

نورسی بن کنعان انصاری رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں ایک سال تک پڑے رہے کہ نیکی اور گناہ کی حقیقت سمجھ لیں۔ آخر ایک دن موقع ملنے پر عرض کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی حسنِ اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھ کو پسند نہ ہو کہ لوگوں میں تیرا یہ کام مشہور ہو۔

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقِ حسنہ کے بلند مقام کو ان الفاظ میں بھی فرمایا۔ حسن الخلق خلق اللّٰه الاعظم (طبرانی شریف) خوش خلقی اللہ تعالیٰ کا خلقِ عظیم ہے۔ گویا اخلاقِ حسنہ صفاتِ الٰہی کا ظِل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ذاتِ خداوندی ہیں کیونکہ اخلاقِ حسنہ کی تمام صفات سمٹ کر آپ کی ذاتِ گرامی میں جمع ہو گئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی تعلیم کا آپ نمونہ تھے۔ جو کچھ فرماتے اس پر خود کاعمل ہوتا۔ انسانوں کے مجمعِ عام میں جو کچھ فرماتے گھر کے خلوت کدہ میں وہ اسی طرح نظر آتے۔ اخلاق وعمل کا جو نکتہ وہ دوسروں کو سکھاتے تھے وہ خود اس کا عملی پیکر بن جاتے تھے۔ بیوی سے بڑھ کر انسان کے اخلاق کا اور کون راز داں ہوسکتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی گئی کہ حضرت کے اخلاق بیان کیجئے تو فرمایا کان خلقہ القرآن ۔ آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔ (ابو داؤد)

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد پچیس سال تک آپ کی خدمت زوجیت میں رہی تھیں زمانۂ آغازِ وحی میں آپ کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں۔" ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! خدا آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا۔ آپ صلۂ رحم کرتے ہیں مقروضوں

Marfat.com

بار اٹھاتے ہیں۔ عزیبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں"۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات کی روشنی میں:" حضور کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر کرتے اور معاف فرما دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

الغرض تمام اعلیٰ اخلاقی اقدار جو انسانِ کامل بننے کے لئے ضروری ہیں حضور علیہ السلام میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ چنانچہ صبر و تحمل، ایفائے عہد، استقامت، حسنِ معاشرت، اخلاق و تقویٰ، عدل و احسان، محنت کی عظمت، انسانی عظمت، تکمیلِ انسانیت، خشیتِ الٰہیہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، حقوق اللہ، حقوق العباد، امانت و دیانت، قومی اتحاد و یگانگت، جہاد، کسبِ حلال، ایمان و یقین، ایثار و قربانی، جہدِ مسلسل، انسانیت و شرافت، صداقت و راستی، عفو و درگزر، شجاعت و عزم جیسی اعلیٰ اقدار آپ کی حیاتِ طیبہ کا جز تھیں اور یہ حضور علیہ السلام کے ایسے پیغامات ہیں جو انسانیت کے لئے ایک عظیم لائحہ عمل کا درجہ رکھتے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا امن و سکون کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ آپ ہی کی تعلیمِ اخلاق نے تہذیب کے ناآشنا افراد کو حسنِ ثقافت اور اسرارِ حیات سے روشناس کرایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہماری دنیا علم و حکمت کی نور پاشیوں سے درخشاں ہے۔

Marfat.com

محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور سخاوت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول عالمگیر ہیں انی ارسلت الی الخلق کافۃ میں پوری مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہوں، لہٰذا آپ کی تمام صفات کو بھی عالمگیر صفات کے طور پہ ماننا ہوگا۔

اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بھی وصف عالمگیر نہ مانا جائے تو میرے خیال میں سیرت کا پہلو تشنۂ تکمیل رہتا ہے۔ ذکر سخاوت کے ساتھ یہ بات تو بداہتہً ثابت ہو جاتی ہے کہ سخی کے لئے۔ ذی اثاثہ، صاحبِ ثروت و تصرف ہونا بھی لازمی امر ہے۔ اس امر کی طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

(بخاری شریف ج ۱، ص ۱۷۹)

"اعطیت مفاتیح خزائن الارض" اس عنوان کا ارشاد ابو نعیم نے "دلائل النبوہ" میں جابر بن عبد اللہ سے اور احمد و ابو یعلی نے عبد اللہ بن مسعود سے ابن عبدالرب نے اپنی کتاب "بھجۃ المجالس" میں نقل کیا ہے۔

وصف سخاوت عفت کی اقسام میں سے ایک قسم ہے جس طرح سخاوت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت ہے۔ اسی طرح عفت کی باقی اقسام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات جلیلہ ہیں۔ جیسے حیا، رفق، حسن، ہدیٰ، مسالمت، صبر، قناعت، وقار، انتظام، حریت، ورع

Marfat.com

جود و سخا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت تھی ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان مقدس کے مہینہ میں آپ اور زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری باب حد الزنا)

پوری زندگی کسی کے سوال پہ نہیں کا لفظ نہیں فرمایا۔ (بخاری بدالوحی)

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انما انا قاسم واللہ یعطی"

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب بخاری شریف۔ باب حسن الخلق والسخا، میں نقل کیا ہے۔ ایک شخص حاضر ہوا۔ اُس نے آپ کے ہاں بکریوں کا ریوڑ دیکھا اور سوال کر دیا۔ آپ نے سب بکریاں اُسے عطا فرما دیں۔ اُس نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا۔ لوگو اسلام قبول کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سخی اور فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کا خیال نہیں کرتے۔

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "صحیح مُسلم شریف میں آپ کے جود و سخا کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ ایک شخص نے آکر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا چلو میرے ساتھ چلو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اِس کے مکلف نہیں ہیں (کہ آپ ہر حالت میں دیں) ایک اور صحابی حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کی آقا! آپ دیتے جائیں، رَبّ العرش کا خزانہ وسیع ہے۔ تنگدستی کا کیا ڈر ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چہرہ اقدس پر مسکراہٹ آگئی۔ فرمایا ہاں مجھے بھی یہی حُکم ملا ہے۔

آپ کی فیاضی کا یہ عالم ہے کہ لوگ مانگنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

"ادب المفرد" میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک بدو کا واقعہ نقل کیا ہے کہ عین اقامت نماز کے وقت ایک اعرابی آیا اور دامن کرم پکڑ کر کہا حضور! میری ایک حاجت باقی رہ گئی ہے

Marfat.com

ڈر ہے کہیں بھول نہ جاؤں۔ اِس کو پُورا فرمائیے۔ چنانچہ آپ اُس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اُس کی حاجت برآری کے بعد نماز ادا فرمائی۔

جو چیز آپ کے پاس آئی جب تک صرف نہ فرماتے مطمئن نہ ہوتے۔ اُم المومنین سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے اور چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے عرض کی حضور! خیر ہے! فرمایا کل جو سات دینار آئے تھے شام ہوگئی وہ بستر پر ہی پڑے رہ گئے۔ (مسلم ج۲ ص۱۶۰)

بخاری شریف "کتاب الاستقراض" میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات حضور علیہ السّلام کیساتھ جا رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوذر! اگر اُحد پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی پسند نہ کروں گا۔ کہ تین راتیں گذر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے۔

ابوداؤد شریف (باب قبول ہدایا المشرکین) میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس عظیم صفت کا اِس طرح ذکر موجود ہے کہ کسی علاقہ کے رئیس نے ایک مرتبہ غلّہ سے لدے ہوئے چار اونٹ دربارِ رسالت میں ہدیۃً پیش کئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ غلہ فروخت کیا اور ایک یہودی کا قرض ادا کیا۔ پھر دربارِ رسالت میں آکر اطلاع دی۔ فرمایا کچھ بچا تو نہیں عرض کی یارسُول اللہ کچھ بچ گیا ہے۔ فرمایا جب تک کچھ باقی ہے میں گھر نہیں جاؤں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں حضور! کیا کروں کوئی سائل ہی نہیں۔ یہ رات حضور سید عالم علیہ السلام نے مسجد میں بسر فرمائی۔ دوسرے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ آقا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری الذمّہ فرمایا ہے۔ جو کچھ تھا وہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔ آپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری (باب یفکر الرجل الشئی فی الصلوٰۃ) میں نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ نماز عصر پڑھ کر خلاف معمول تشریف لے گئے اور پھر فوراً واپس آگئے

Marfat.com

صحابہ کو جلدی چلے جانے اور آجانے پر تعجب ہوا۔ وجہ پوچھی، فرمایا مجھے نماز پڑھتے ہوئے خیال آگیا تھا کہ کچھ سونا گھر پڑا ہے۔ خیال ہوا کہیں ایسا نہ ہو رات ہو جائے اور یہ سونا گھر ہی میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے خیرات کر نیکی تاکید کر آیا ہوں۔

صحیح بخاری شریف باب الشجاعۃ فی الحرب میں امام بخاری نے نقل فرمایا ہے۔ غزوۂ حنین میں کچھ مالِ غنیمت ملا وہ تقسیم فرما کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں بدوؤں کو پتہ چل گیا کہ یہاں سے سیّد الانبیاء کا گزر ہو رہا ہے۔ دوڑ دوڑ کر آئے اور دامنِ رحمت سے لپٹ لپٹ کر مانگ رہے تھے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! اگر جنگل کے درختوں کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تمہیں دے دیتا اور پھر مجھ کو تم بخیل نہ پاتے۔

بخاری شریف "باب القسمۃ" میں ہے کہ بحرین سے خراج کی کثیر رقم آئی۔ اس سے قبل اس قدر دولت کبھی نہیں آئی تھی۔ فرمایا اسے صحن مسجد میں ڈال دو۔ نماز سے فارغ ہو کر اس کی تقسیم شروع فرما دی۔ جو سامنے آتا اُسے دیتے جاتے۔ حضرت عباس کو (غزوۂ بدر کے بعد دولت مند نہیں رہے تھے) اتنا دیا کہ اُٹھ کر چل نہیں سکتے تھے۔ جب سب کچھ تقسیم ہو گیا تو پھر اُٹھ کر تشریف لے گئے۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم بس ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

بخاری شریف، باب حسن الخلق میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک خاتون نے دربارِ گوہر بار میں ایک چادر ہدیہ پیش کی۔ ایک صاحب نے کہا کتنی اچھی چادر ہے آپ نے فوراً اُسے عطا فرما دی۔ لوگوں نے اس صحابی سے سخت درشت کہا، کہ تم نے چادر کیوں مانگی۔ تمہیں پتہ ہے۔ انہیں خود ضرورت بھی تھی اور یہ بھی تمہیں پتہ ہے کہ وہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انہوں نے کہا مجھے سب باتوں کا پتہ ہے میں نے تو یہ چادر تبرک کے طور پر حاصل کی ہے تاکہ مجھے اس چادر کا کفن دیا جائے۔

Marfat.com

فتح الباری، کتاب القرائض میں ہے کہ ۳ھ میں یہود میں سے مخیریق نامی ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کی موت کے بعد اس کے مشہور باغات، صائقہ، دلال، حسینی، برقہ، اعواف، مشربہ، ام ابراہیم یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیئے جائیں۔ آپ نے یہ تمام باغات لے کر وقف فرما دیے۔ ان باغات کی آمدنی فقراء و مساکین پر خرچ ہوتی رہی۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ ہجرت کے دوران جب سراقہ انعام کے لالچ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے آئے تو اس موقعہ پر فرمایا۔ کیف بک لبست سوا رے کسریٰ کیا منظر ہوگا جب تو کسریٰ بادشاہ کے سونے کے کنگن پہنے گا۔ سراقہ فرماتے ہیں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو مجھے کسی نے آواز دی "یا سراقہ ان عمر بن الخطاب یدعوک" (سراقہ تجھے عمر بن خطاب بلا رہے ہیں) میں وہاں پہنچا تو فرمایا، سراقہ تجھے وہ واقعہ یاد ہے عرض کی ہاں امیر المؤمنین، فرمایا "ارفع یدک" (ہاتھ نکالو) چنانچہ کنگن پہنا دیے گئے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ شکر ہے رب قدوس کا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سلب کر لئے اور سراقہ اعرابی کو پہنا دیے۔ اس واقعہ میں دشمنوں کو تاج پوشی کے عمل سے سخاوت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے جو مقروض مر جائے اُس کے قرض کی ادائگی ہمارے ذمہ ہے اور اگر مال چھوڑے تو وہ وارثوں کا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا دوسرا پہلو بھی ہے جو روحانی مدارج اُخروی مقامات کی تقسیم سے متعلق ہے۔ اس کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

صحیح مُسلم شریف، سنن ابن ماجہ، معجم کبیر، طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی کا واقعہ موجود ہے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے فرمایا "سل" جو چاہو مانگو۔ عرض کی جنت میں آپ کی رفاقت کا متمنی ہوں۔ فرمایا اس کے علاوہ کچھ۔ عرض کی بس یہی ہے انہیں موج میں آکر جنت عطا کرنا سخاوت کا ایک پہلو ہے۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں

Marfat.com

ایک مرتبہ زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ بھی پیچھے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باغ میں دیکھا کہ آپ چاہ اریس کی منڈیر پہ پاؤں لٹکائے تشریف فرما ہیں۔ جناب ابو موسیٰ باغ کے دروازہ پر بحیثیت دربان بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد صدیق اکبر حاضر ہوئے۔ ابو موسیٰ سرکار سے عرض کرتے ہیں حضور صدیق اکبر حاضر ہیں۔ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا، انہیں بلالو اور جنت کی بشارت بھی دیدو۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ کو اندر بلایا اور جنت کی بشارت دی۔ ابن عساکر نے محمد بن عبداللہ بن ابی رافع سے روایت کی ہے ایک مرتبہ سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دونوں شہزادوں کو لے کر دربارِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کی "انحلھما یا رسول اللہ" (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں کچھ عطا فرمائیے۔ "قال نعم" ہاں "اما الحسن فقد نحلتہ حلمی وھیبتی" حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی۔ "واما الحسین فقد نحلتہ نجدتی وجودی" اور حسین کو اپنی شجاعت اور کرم بخشا۔

آخر میں یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک صفات کے ذکر سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف نہیں ہوا بلکہ صفات کا تعارف حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے وابستگی کے بعد ہوا۔ اگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے صفات وابستہ نہ ہوتیں تو اُنہیں کون جانتا تھا۔ میں سخاوت کے عنوان پہ کچھ عرض کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقالات میں ترقی کا باعث نہیں بنا۔ بلکہ حضور علیہ السّلام کے ذکر سخاوت نے میرے مقالہ کو زینت بخشی ہے۔

ما ان مدحت محمد ا بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اجمعین۔

Marfat.com

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی اعلیٰ اقدار۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی اعلیٰ اقدار کے عنوان کے سلسلہ میں یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات تمام انسانی اعلیٰ اقدار کو محیط ہے اور تمام اعلیٰ اقدار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے فخر ہے۔ مختصر مقالہ میں میں نے چند ایک اعلیٰ اقدار کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے ، خدا آگاہی ، امن پسندی۔ اخلاقِ حسنہ۔ عدل واحسان۔ ایفاءِ عہد۔

خدا آگاہی

انسانی زندگی کی تمام اقدار سے اعلیٰ ترین قدر یہ ہے کہ بندہ اپنے معبود کو جانے پہچانے اور اس کے قریب ہو اور اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ معبودِ حقیقی کے لئے وقف ہو، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات کی اس اعلیٰ قدر کو دیکھنے کیلئے قرآنِ مقدس کی یہ آیہ مبارکہ واضح تفصیل ہے قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ۔ کہدیجئے! میری نماز، میری قربانی، میری حیات میری موت اللہ رب العلمین کیلئے ہی ہے، اس اعلیٰ قدر میں معبودِ حقیقی سے قرب کا پہلو دیکھنا ہو تو حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد رأیت ربی فی احسن صورۃ ۔ پر غور کیا جائے کہ ، میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صلی کانک تراہ مزید تائید ہے ، ایسے نماز پڑھ گویا اُسے دیکھ رہا ہے۔ والی ربک فارغب ارشاد خداوندی اسی تعلق و قرب کی دلیل ہے۔

Marfat.com

حضور سیّد عالم کا ارشاد اِسی تعلق و ربط کا ثبوت ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس رازِ خدا آگاہی سے عرب کے بادیہ نشینوں کو بھی آگاہ کر دیا اور منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خدا آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی (اقبال)

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک ذروں کو ہم دوشِ ثریا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ نے اِس رازِ خدا آگاہی کو اِس طرح آشکار کیا۔

آنکس کے رو نماز نہ بند جمال دوست
فتویٰ می دہم کہ نماز اور قضا کنند

امن پسندی

انسانی زندگی کی اعلیٰ اقدار سے اہم قدر امن پسندی ہے۔ یہی کہ دنیا میں تخریب کاری قتل و غارت، شر و فسادات، فتنہ پردازی کی جڑ کٹ جائے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں امن پسندی کا پہلو اتنا نمایاں ہے کہ دشمن کو بھی بغیر اعتراف کے چارہ نہیں ○ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر قریشِ مکہ کی طرف سے انتہائی سخت شرائط کو قبول فرما لیا۔ امن پسندی ہے حالانکہ کفار کی یہ شرائط صحابہ کو ناگوار گذری تھیں۔

○ مَنْ دخل دارُ ابی سفیان فھو امن ۔ فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا جو شخص

Marfat.com

ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا اُسے امان ہے ۔ یہ امن پسندی ہے ۔

o من اغلق الباب فھو آمن جس نے دروازہ بند کر لیا اُسے امان ہے امن پسندی ہے

o جنگوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ امن پسندی رہا ہے ۔ امن و سلامتی کی فضاء کو ہموار رکھنے کیلئے ہمیشہ دکھ اٹھائے ۔

o جنگ میں ایک عورت کی لاش دیکھی تو ناراض ہو کر فرمایا لاتقتلوا امراۃ و لا عسیفا (ابوداؤد صہ ۲۸ / ۲۲۰)

نہ کسی عورت کو قتل کرو اور نہ ہی کسی اجیر کو ۔ امن پسندی ہے

o ایک موقعہ پر فرمایا ۔ لاتقتلوا ولیداً و لا امراۃ (زادالمعاد ج ۱۶۷ / ۲۲۰)

کسی چھوٹے بچے اور عورت کو قتل نہ کرو ۔ امن پسندی ہے ۔ یہ بھی فرمایا کہ

لاتقتلو شیخاً فانیاً ولا طفلاً صغیراً ولا امراۃ (بخاری صہ ۱۲۴)

نہ کسی ضعیف بوڑھے کو قتل کرو نہ چھوٹے بچے اور نہ عورت کو ۔

o ایک موقعہ پر فرمایا لاتقتل صاحب الصومۃ نہ کسی مذہبی رہنما کو قتل کیا جائے ۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کرنا بھی قیام امن کے لئے تھا ۔ یہی وجہ ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امن و سلامتی کا پیغمبر کہا جاتا ہے ۔

لارڈ ولیم ڈاڈا کے تاثرات

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندی کے عنوان پر لارڈ ولیم ڈاڈا کے تاثرات کا جاننا بھی مفید رہے گا ۔ ــــــــ وہ لکھتا ہے ۔

" محمدؐ اپنے دائرہ حکومت میں پورے اختیارات رکھتے تھے لیکن پھر بھی دشمنوں کے مقابلہ میں آپ ہمیشہ نرمی اور انصاف سے کام لیتے وہ کمال جو آپ نے فتح مکہ کے

Marfat.com

بد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا۔ اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے"۔

(رسالہ مولوی دہلی رسول نمبر ۱۹۳۵ء)

آرنلڈ کے تاثرات

اسی ضمن میں مسٹر آرنلڈ کے تاثرات کا جاننا بھی مزید تائید ہوگا۔ اُس نے لکھا ہے "ہم جب اسلامی حکومت کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو اپنی عیسائی رعیّت کے ساتھ اس قدر انصاف اور عدل، مذہبی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو واضح ہو جاتا ہے اسلام کا تلوار کے زور سے پھیلنے کا پروپیگنڈہ قابلِ تصدیق نہیں"۔

(اسلامی تہذیب کے چند پہلو صـ۱۳۰)

اخلاقِ حسنہ

انسانی زندگی کی اعلیٰ قدروں میں ایک اہم قدر حسنِ اخلاق بھی ہے جو دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

احسنکم اخلاقاً (بخاری کتاب الادب) تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہے۔

٥ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ بہتر عطیہ کیا ہے فرمایا حسنِ خلق (سیرت النبی صـ۲۲/۲۷ ج ۶)

٥ ایک موقعہ پر یوں فرمایا اعمال کے ترازو میں حسنِ خلق کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔ (ابوداؤد شریف)

٥ ایک ارشاد میں واضح فرمایا انما انا بُعثت لاتمم مکادم الاخلاق (بیہقی) میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں

٥ اس عظیم قدر کی حضور علیہ السلام سے وابستگی کو قرآن مقدس نے اس طرح فرمایا۔

Marfat.com

وانک لعلیٰ خلق عظیم، بے شک آپ اخلاق کے بلند مقام پر فائز ہیں

○ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس اعلیٰ قدر کا ذکر اس طرح فرمایا، کان خلقہ القرآن (مسلم شریف ص ۲۵۶ ج ۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ مقدس کے احکام اخلاق کا مجسم نمونہ تھے۔

بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے انسان اخلاق کی کسی ایک صفتِ کمال کو حاصل کر لیتا ہے مگر دوسری اہم صفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی انکساری کی صفت سے با اخلاق ہو جاتا ہے مگر ہمت وشجاعت کے جوہر سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ کبھی کسی میں جذبۂ رحم وافر ہو جاتا ہے تو عدل وانصاف کو چھوڑ بیٹھتا ہے لیکن حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مقدس ذات ہے جو ہر وصف اخلاق کو انتہاءِ کمال تک لے گئی۔

○ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی بلاتا تو آپ ہمیشہ اس کے جواب میں لبّیک (حاضر ہوں) فرماتے (زاد المعاد)

○ سیّدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں حسن خلق کی تین نشانیاں ہیں

• حرام سے پرہیز • حلال کی تلاش • اہل وعیال سے حسنِ سلوک، یہ تینوں علامات ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی لمحہ بھی جدا نہیں ہوئیں۔

○ سیّدنا حسن بصری فرماتے ہیں جود وکرم کی بہتات • ایذا رسانی سے پرہیز، مشکلات پر صبر حسنِ خلق ہے۔ یہ سبھی اوصاف ذات والا صفات میں ہمیشہ رہے۔

○ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیّت فرمائی یا معاذ احسن خُلقک للناس اے معاذ لوگوں سے اچھا سلوک کرنا حسنِ اخلاق کے اندر بہت سے مضامین سمائے ہوئے ہیں۔ خوش گفتاری، خدام سے سلوک، راست گوئی، فیاضی، عدل واحسان۔ کشادہ ظرفی، تحمل وبردباری، عفو وکرم صلہ رحمی، حق کی حمایت، محتاجوں کی اعانت یہ سبھی پہلو ذاتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

عدل واحسان

اسں انسانی اعلیٰ قدر کی اہمیت اس ارشاد ربانی سے واضح ہےان اللّٰہ یامرکم بالعدل والاحسان بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔

عدل میں مساوات و برابری کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس لئے تنازعات میں انصاف اور مساوات کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کو عدالت کہا جاتا ہے۔ عدل کے معنیٰ کو ذرا وسعت دیجائے تو توازن اور تناسب کا پہلو اسی میں آئے گا۔ عدل افراط و تفریط کے درمیان نقطہ مساوات ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے اس حکم عدل پر تمام انبیاء علیہ السلام عمل پیرا رہے ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اُن کی کامیابی محدود رہی اور فرشتوں کا یہ کہنا انسان فساد کریگا اور مقصد تخلیق پورا نہ کریگا کسی حد تک غلط نہ نکلا۔ انسان ہمیشہ ذلّت میں گرتا رہا باوجود کوشش کے پستی سے نہ نکل سکا۔ وقت آیا غیرتِ ربّانی جوش میں آئی۔ انسانیت کی بے بسی پہ رحم آگیا اور اپنی شاہکار تخلیق کی تکمیل کردار اور عدل کے صحیح مفہوم سے کرانے کیلئے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے قدم قدم پہ عدل کو عام فرمایا اور انتہائی مضبوط و مربوط طریق سے نظام عدل قائم کیا۔ یہی ایک نظام ہے جس کی ضرورت ہر شخص کو ہر لمحہ رہتی ہے۔ کسی بھی ملک میں دولت کی ریل پیل اُسے بام عروج تک نہیں لیجا سکتی جب تک اسں ملک کا نظام عدل درُست نہ ہو۔

○ بنی مخذوم سے تعلق رکھنے والی فاطمہ نامی خاتون سے چوری کا جرم سرزد ہو گیا تو اُس کے ورثاء نے اسامہ بن زید کے واسطہ سے دربارِ رسالت تک رسائی کی کہ معافی ہو جائے تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اُسے بھی یہی سزا ملتی۔ (بخاری کتاب الحدود) حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ عدل کو دیکھیں اپنی لختِ جگر سیّدہ فاطمۃ الزہرؓ کو عدل کے نفاذ سے بالاتر نہیں سمجھا جا رہا۔ خلافتِ راشدہ میں

Marfat.com

عدل کی مثالیں بھی اسی کا پرتو ہیں۔

ایفاءِ عہد

انسانی زندگی کی اعلیٰ قدروں میں سے ایک اہم قدر یہ بھی ہے کہ ایفاءِ عہد ہو۔ اس عظیم اہم قدر کی اہمیت اس آیہ مبارکہ سے واضح ہے واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا عہد پورا کرو کہ عہد کے متعلق بازپُرس ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں پابندیٔ عہد کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا نیک وہ ہیں جب عہد کریں تو وفا کریں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب الادب میں باب باندھا ہے (حسن العھد من الایمان) حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعلیٰ قدر کا ذکر اس طرح بھی فرمایا ہے لادین لمن لاعھد لہ جس میں عہد نہیں اُس میں ایمان نہیں

یہ اعلیٰ قدر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات میں کسقدر راسخ تھی مندرجہ ذیل دلائل سے واضح ہے۔

○ بادشاہ روم نے جب ابوسفیان سے حضور علیہ السلام کے بارہ میں متعدد سوالات کے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا " محمد نے کبھی تم سے بدعہدی بھی کی ہے ؟ تو ابوسفیان کو مجبوراً کہنا پڑا ہرگز نہیں

○ ابورافع قریش مکہ کی طرف سے سفیر بنکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ چہرۂ انور دیکھتے ہی دنیا بدل گئی۔ عرض کی حضور میں اب واپس نہیں جاؤں گا۔ فرمایا۔ میں عہد شکنی نہیں کر سکتا نہ ہی سفیروں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں اگر دل کی حالت یہی ہے تو پھر آجانا۔

○ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی، کوئی کافر مسلمانوں کے ہاں چلا جائے تو اُسے واپس کرنا ہو گا۔ اگر کوئی مسلمان کفّار کے ہاں چلا گیا واپس نہ کیا جائے گا۔ اس معاہدہ کے بعد ہی

Marfat.com

ابو جندل کفار کی قید سے بچ کر حاضر ہو گئے۔ یہ اتنا دردناک منظر تھا کہ ہر آنکھ نمناک تھی۔ حضور علیہ السلام نے واپس جانے کا حکم دے دیا کہ میں بد عہدی نہیں کر سکتا۔ ایفائے عہد، دیانت اور امانت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات تھیں جو آپ نے عنفوانِ شباب اور بعد میں دورانِ تجارت اس رعنائی سے جلوہ گر ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء فرماتے ہیں بعثت سے قبل میں نے حضور علیہ السلام سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ طے کیا۔ کچھ معاملہ ہو چکا تھا کچھ باقی تھا۔ میں نے وعدہ کیا پھر آؤں گا۔ اتفاق سے تین دن تک مجھ کو اپنی بات یاد نہ آئی۔ تیسرے دن واپس جائے وعدہ پر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ پر ایفائے عہد کے لئے منتظر پایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم

Marfat.com

صدیق و عتیق

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

ہم اس جمادی الثانی کے تبلیغی رسالہ کو خلیفۃ المسلمین حضور اکرم علیہ السلام کے رفیق سفر و حضر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے ذکر خیر سے مزین کرتے ہیں۔ اسی ماہ کی ۲۲ تاریخ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ ہے۔ اُمتِ مسلمہ نے آپ کے نام صدیق ہونے پر اتفاق کیا کہ آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق میں بہت جلدی فرمائی۔ آپ کا لقب عتیق ہے۔ کہ حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص چاہے کہ "عتیق من النار" جہنم سے آزاد شخص کو دیکھے تو ابوبکر کو دیکھ لے۔ طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام جب معراج سے لوٹے تو جبرئیل سے فرمایا۔ میری قوم اس واقعۂ معراج کی تصدیق نہیں کرے گی تو جبرائیل نے عرض کی ابوبکر تصدیق کریگا وہ صدیق ہے۔ طبرانی نے ابن سعد سے روایت کی کہ علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے اُترا!

ایثار و ہمدردی حضور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے حضور علیہ السلام سے کسی قسم کے مالی جانی ایثار سے گریز نہ کیا۔ ابن عساکر نے عائشہ صدیقہ و عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جس دن ابوبکر بگوش اسلام ہوئے تو آپ کے پاس ۴۰ ہزار درہم تھے۔ جس دن ہجرت کی تو ۵ ہزار سے کم تھے یہ سب رقم حضور انور علیہ السلام پر خرچ کر دی۔ ابوداؤد اور ترمذی نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی۔ کہ حضور علیہ السلام نے ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا۔ میں نے اپنے سارے مال کا آدھا حاضر کر دیا اور خیال کیا کہ آج ابوبکر سے نمبر لے جاؤں گا۔ اور صدیق اکبر نے تمام اثاثہ حاضر کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر گھر

Marfat.com

والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول" یہ واقعہ دیکھ کر فاروقِ اعظم نے کہا میں اس سے سبقت نہیں لے سکتا۔

علم و فضل ابن عمر رضی اللہ عنہ، سے پوچھا گیا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں (حضور کے علاوہ) دینی مسائل کا مفتی کون تھا۔ فرمایا۔ ابوبکر و عمر۔ ابن کثیر نے فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سب صحابہ سے زیادہ عالم بالقرآن تھے۔ ایک مقام پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تمام لوگوں سے بڑھ کر امین ابوبکر ہیں۔ اگر میں اللہ کو چھوڑ کر کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ ابی درداء سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ سوائے نبی کے ابوبکر پر کسی کو فضیلت نہیں۔ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، سے ہے کہ حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے جبرئیل نے بتایا۔ کہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت کے بہتر فرد ابوبکر ہیں۔ ابن سعد نے زہری سے نقل کی۔ حضور انور علیہ السلام نے حضرت حسّان بن ثابت سے فرمایا۔ تو نے ابوبکر کے حق میں بھی کچھ لکھا ہے؟ عرض کی، ہاں۔ سرکار نے فرمایا۔ پڑھو میں سنتا ہوں۔ آپ نے عربی قصیدہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: "صدیق اکبر حضور کے غار کے ساتھی ہیں۔ دشمن تلاش کرتا رہا مگر ناکام رہا۔ ان کے عشقِ مصطفٰے کا یہ عالم ہے کہ دنیا کا کوئی شخص برابری نہیں کر سکتا"۔ حضور انور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا "تو نے سچ کہا"۔ قرآنِ حکیم کی متعدد آیات آپ کے حق میں نازل ہوئیں۔ ابنِ ابی حاتم نے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ، سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، نے امیہ بن خلف سے بلال رضی اللہ عنہ، کو خرید کر آزاد کیا تو سورہ واللیل اذا یغشٰی نازل ہوئی جس میں آپ کو اتقٰی فرمایا گیا۔ قرآنِ مقدس نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں وہی بہت معزز ہے جو زیادہ متقی ہے اور اس آیۃ میں آپ کو سب سے زیادہ متقی فرمایا گیا۔

ایامِ خلافت کے نمایاں کام آپ کی ملکی ملّی خدمات کا شمار کرنا بہت مشکل مسئلہ ہے تاہم مشتے از خروارے پیش نظر ہے۔

(۱) فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے بڑھ چڑھ کر خدمات انجام دیں (۲) منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کی

Marfat.com

(۳) فلسطین و شام کی طرف لشکرِ اسلام کی روانگی - (۴) جنگ ذی القصہ (۵) جنگ ابرق (۶) مرتدین کی سرکوبی کیلئے ۱۱ دستے مقرر فرمائے - (۷) مرتد طلیحہ کی شورش کا خاتمہ (۸) جنگِ بزاخہ (۹) مسیلمہ کذاب کی سرکوبی (۱۰) جمع قرآن (۱۱) بحرین اور عمان کے مرتدین سے مقابلہ (۱۲) نعمان بن منذر کے فتنہ ارتداد کی سرکوبی (۱۳) بحرین و عمان کی فتح (۱۴) فتح یمن (۱۵) فتح حضرموت (۱۶) فتوحات ارض عراق (۱۷) ایرانیوں کی شکست (۱۸) اہل حیرہ کی سرکوبی (۱۹) جنگِ فارس (۲۰) معرکہ مقیسح (۲۱) معرکہ فراض کی عظیم الشان فتح وغیرہ -

یہ وہ اجمال ہے جس کی تفصیل کیلئے ضخیم کتاب چاہیئے۔ ان کی تفاصیل سے تاریخِ اسلامیہ کے اوراق بھرے پڑے ہیں - آپ کا عہد خلافت ۲ سال تین ماہ ۱۰ یوم ہے - ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ کو وصال ہوا - عمر مبارک ۶۳ سال ہے -

Marfat.com

درس مثنوی

Marfat.com

فلسفۂ عشق

"مثنوی مولانا روم کی روشنی میں"

درسِ مثنوی

۱۵ نومبر ۱۹۷۲ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد ٭ او زحرص و عیب کلی پاک شد
شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما ٭ اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما ٭ اے تو افلاطون جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد ٭ کوہ در رقص آمد و چالاک شد

دیے گئے موضوع میں دو چیزوں کا ذکر ہے "عشق اور فلسفہ"، فلسفۂ عشق عرض کرنے سے قبل ضروری سمجھتا ہوں کہ عشق کے متعلق طے ہو جائے کہ عارف رومی علیہ الرحمہ کی اس سے کیا مراد ہے۔ ظاہر ہے جب تک عشق کا تعین نہ ہوگا۔ اس کا فلسفہ بھی نہیں سمجھا جا سکے گا۔ پیر رومی علیہ الرحمہ کے عشق سے مراد عشقِ الٰہی ہے کہ یہی شئے دولتِ لازوال اور شرفِ باکمال ہے۔ دنیوی عشاق کو بوالہوس کہنا زیادہ موزوں ہے انہیں لذتِ عشق کی کیا خبر؟

بوالہوس عشق کی لذت سے خبردار نہیں ٭ ہیں مئے ناب کے ولال خمیدار نہیں

دنیوی تعلقات کا نشہ معمولی مشکل آنے پر ہی اتر جاتا ہے مگر عشقِ الٰہی کا خمار مشکلات میں

Marfat.com

زیادہ نکھر کر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ وہ عشق جو حقیقت تک نہ لیجائے وہ اسرار و معرفت کا ذریعہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ محبت و لگن جسے مولانا رُومی نے لفظ عشق سے تعبیر فرمایا۔ اس کی بھی کئی اقسام ہیں اور مختلف مراحل۔ کسی کی صفات حُسن کہ اُس کی طرف میلان ہونا پہلا مرحلہ ہے۔ خود کو دیکھ کر شیفتگی پیدا ہو جانا دوسرا مرحلہ ہے۔ کسی کی ذات و صفات میں محو ہونا تیسرا مرحلہ ہے اِسی مرحلہ کو محبت تام اور عشق کامل کے ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اِسی مقام پر محب صادق کو ایک درد نصیب ہوتا ہے جس میں اُسے راحت، سکون، امن، چین مِلتا ہے۔

شائد اِسی کا نام محبت ہے شیفتہ ؎ اِک آگ سی ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی

اِسی لفظ عشق کو قرآن مقدس نے لفظ محبت سے تعبیر فرمایا ہے۔

- محبت کمالاتِ انسانی میں سے عمدہ ترین صفت ہے۔
- محبت رُوح کے میلاں صحیحہ کا دُوسرا نام ہے۔
- محبت کا معنی شوق الی المحبوب ہے۔
- بعض نے محبت کو ایثار للمحبُوب کا نام دیا ہے۔ اقبال مرحُوم کا نظریہ یہ ہے:

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن ؎ دل بدست دگر دادن وحیراں بودن

محبُوب کا غلام ہو کر اُسے دل دے کر حیران رہنا عشق ہے۔ دوسرے مقام پر علامہ اقبال مرحُوم نے کیف عشق کو یُوں بیان کیا:

عشق دم جبریل عشق مُصطفیٰ ؎ عشق خُدا کا رسُول عشق خدا کا کلام

- محبت رُوح اِنسانی کی صفتِ نوُرانی ہے۔ جو جسم اِنسانی میں آنے سے پیشتر بھی رُوح کے اندر پائی جاتی تھی جس کی طرف مولانا رُومی نے اِس شعر میں اشارہ فرمایا ہے۔

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ؎ باز جوید روز گار وصل خویش

حدیث پاک الارواح جنودٌ مُجندہ میں بھی اِسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ محبت کے مدارج محبُوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں محبُوب جس قدر ارفع ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی

Marfat.com

قدر ارفع ہوگا۔ محبت کو ذات وصفاتِ محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان ہوگا اسی قدر زیادہ استحکام سے اس کی جانب میلان ہوگا۔ قرآن مقدس نے اِس مفہوم کو یحبونہم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ میں واضح فرمایا ہے۔

- عشقِ الٰہی وہ دولت ہے جو یاس وقنوط کو دھکیل دیتی ہے یہی دولت دِل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں: ؎

عشق کی گرمی سے معرکۂ کائنات ٭ علم مقام صفات عشق تماشاء ذات

- اب رہی بات فلسفہ کی آخر کیا وجہ ہے کہ عارف رومی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں جابجا عشقِ الٰہی پر زور دیا ہے۔ کہیں قصہ سُنا کر مائل کیا ہے کہیں مثال دے کر سمجھایا ہے کہیں واقعات کی روشنی میں رہنمائی کی۔ مولانا رومی اس پہلے شعر میں فلسفۂ عشق کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ عشق کی دولت سے نوازا جانے والا حرص وہوا لہو ولعب سے پاک ہوجاتا ہے اس شعر میں انہیں یہ بتانا مقصود ہے کہ عشق سے تعلقات ماسوی اللہ سے نجات مل جاتی ہے اور حرص و آز کا زوال ہوجاتا ہے۔ آدمی اخلاق ذمیمہ سے الگ ہوجاتا ہے اخلاق ذمیمہ، حسد، غصہ، کینہ، عناد، بُغض وغیرہ کے علاج دو ہیں ایک جزئی دوسرا کلی۔ جزئی علاج یہ ہے کہ ہر ہر خلق کا الگ الگ علاج کیا جائے اور انہیں اصولوں کے مطابق کیا جائے جنہیں اسلاف اصفیاء نے اپنایا۔ مشائخ اور بزرگوں نے بتایا۔ ایسے امراض کے علاج کا تذکرہ امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں وضاحت سے کیا ہے۔ دوسرا علاج کلی یعنی عام وہ ذکر وفکر سے ہو یا وعظ ونصیحت کی محفل سے، مراقبہ سے ہو یا مجاہدہ سے یا اُس طالب کی اصلاح کے لئے شیخ کامل جس طرح تجویز کردے۔ اِس علاج کے صحیح اور مکمل ہونے سے اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی محبت دِل میں پیدا ہوگی جب اس کا غلبہ ہوگا تو اپنی ہستی وخودی مضمحل ہونا شروع ہوں گی اور وہ تمام اخلاق جو خودی اور دعوئ ہستی سے پیدا ہوتے ہیں زائل ہوجائیں گے۔ اصطلاح صوفیاء میں اسے جذب کے

Marfat.com

نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اصلاحِ اخلاق کا پہلا راستہ جسے ہم نے علاجِ جزئی کے نام سے تعبیر کیا ہے بے خطر و بے ضرر ضرور ہے مگر طویل بہت ہے اور دُوسرا راستہ جسے علاجِ کلی کہا گیا ہے پُر خطر ضرور ہے مگر قریب ترین ہے۔ ہر شیخ کا اپنا ایک مذاق ہوتا ہے۔ عارف رُومی علیہ الرحمہ پر مذاق ثانی علاجِ کلی یعنی کیف جذب کا غلبہ ہے اسی لئے اسکی تعریف فرماتے ہیں اور توجہ دلاتے ہیں۔ درسِ عشق میں کئی اسرار و حکیم ہیں۔

پہلی حکمت یہ کہ مطلوب کے لئے جذب و کیف ہی ایسی راہ ہے جو محب کو والہانہ حد تک آگے لے جاتی ہے اور یومنون بالغیب کے مقام پر فائز کر دیتی ہے اسی فلسفہ جلیلہ کے پیشِ نظر عارف رُومی بار بار ذکر کرتے ہیں۔

دوسری حکمت یہ کہ کمالاتِ زندگی میں سے عظیم ترین کمال یہ ہے کہ محب اپنے محبوبِ حقیقی کے جمالِ جہاں آراء سے بہرہ وَر ہو اور اِس منزل کو پانے کے لئے جہات کی قیود سے نکلنا بڑا ضروری ہے محبت ہی وہ کمال ہے جو قیود سے آزاد کر دیتی ہے اقبال مرحوم بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں: ؎

کمالِ زندگی دیدارِ ذات است ۞ طریقش رستن از بندِ جہات است

تیسری حکمت یہ کہ روحانیت کا بلند ترین مقام فنا فی اللہ ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان اپنی رضا کو تابع نہ کر دے اور اپنی صفات و ذات کو کالعدم قرار نہ دے لے عشقِ حقیقی ہی ایسی راہ ہے جس پر چل کر یہ مشکل اور عظیم سعادت مل سکتی ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمہ دوسرے شعر شاد باش اے عشق سودائے ما میں عشق کو مخاطب قرار دے کر فرماتے ہیں۔ اے عشق تیری بدولت خیالات درست و پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی حاجی۔ نمازی، روزہ دار ہو مگر خیالات کے انتشار میں ملوث ہو، یہ نہیں ہو سکتا کہ محب صادق ہو اور پھر اُس کے دل و دماغ میں اپنے محبوب حقیقی کے علاوہ کوئی دوسرا خیال سما جائے۔ اس صورت میں اُس کی تمام تر توتیں

Marfat.com

محبوب پر مرکوز ہوں گی۔ جو کام ریاضتوں سے نہ ہو پایا وہ حضرتِ عشق کی بدولت نصیب ہو گیا۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ کے رُوحانی مرید اقبال مرحوم نے اسے یوں بیان فرمایا:

عشق کی اِک جست نے طے کر دیے قصے تمام
اِس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں

چوتھی حکمت یہ کہ اخلاقِ ذمیمہ سے بدترین خصلت نخوت و تکبّر ہے صوفیاء کرام نے اِس کے بہت سے علاج تجویز کئے ہیں۔ عارف رومی اِس مرض کا بہترین علاج عشق قرار دیتے ہیں کہ نمازی اپنی پاکیزہ صفات کے باوجود متکبّر ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ دولتِ عشق بھی اور تکبّر بھی۔ مزید فرماتے ہیں کہ عشق ہمارے ناموس کی بھی دوا ہے۔ بعض اوقات انسان نمود۔ خودی۔ ریاکاری میں پھنس کر منزل سے دُور ہو جاتا ہے عشق کو اِس عار و ننگ کے رفع کرنے میں بہ نسبت دوسرے اخلاقِ ذمیمہ کے ایک خصوصیت ہے کہ عشق کے لئے تذلل لازم اور ذلت و ناموس جمع نہیں ہو سکتے۔ ایک کے غلبہ سے دوسرا جاتا رہتا ہے۔ اِس تیسرے شعر میں مولانا نے تکبّر اور جاہ طلبی کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ یہ اکثر برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ اور ابلیس نے جو موجد معاصی ہے سب سے پہلے تکبّر کا ہی ارتکاب کیا تھا چنانچہ فرمایا ہے کہ عشق اپنے تذلل کے باوجود ان دو رُوحانی مرضوں کے لئے خاص طور پہ دوائے شافی ہے اور نہ صرف دوا بلکہ خود افلاطون و جالینوس کا سا طبیب حاذق ہے جو ذلت کے مُسہل سے تنقیۂ دماغ کر کے مرضِ غرور کو دُور کر دیتا ہے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

بذل مال و جاہ و ترکِ نام و ننگ ؛ در طریقِ عشق اوّل منزل ست

پانچویں حکمت یہ کہ عرفان خداوندی کے حصُول کی راہ میں عقل حجاب بن جاتی ہے مگر عشق رواں دواں رہتا ہے۔

Marfat.com

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اقبالیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے عشق اور ایمان کو ہم معنی قرار دیا ہے۔ سیدنا خلیل علیہ السلام کا نمرود سے ٹکراؤ، بدر و حنین میں صحابہ کی صف آرائی اور سید الشہداء امام حسین پاک کی میدان کربلا میں جلوہ فرمائی قوت ایمانی کے مظاہر ہیں جنہیں اقبال مرحوم نے اِس طرح بیان فرمایا :

صدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

Marfat.com

درسِ مثنوی شریف

نظریہ

"وحدت الوجود"

مولانا رُوم کی نظر میں

۱۲، دسمبر ۱۹۷۲ء کو نشر ہوا۔

جملہ معشوق است عاشق پردۂ
زندہ معشوق است عاشق مردۂ

دیے گئے عنوان کے لئے میں نے مولانا رومی علیہ الرحمہ کے اِس شعر کا انتخاب کیا ہے اِس شعر کا گذشتہ اشعار سے تعلق یہ ہے۔ پہلے اشعار میں رازِ عشق کو جو وحدۃ الوجُود کا مسئلہ ہے اِس کا بیان موجب فِتنہ بیان کیا تھا۔ اِس شعر میں خواص کے لئے اظہار فرمایا ہے مسئلہ وحدۃ الوجُود وہ معرکۃ الآراء مسئلہ ہے جس کی بنا پر صدیوں سے اہلِ ظواہر اور صوفیاء میں سخت اختلاف چلا آ رہا ہے صوفیاء اس مسئلہ کو معرفت سمجھتے آ رہے ہیں۔ ۵۰۰ ہجری کے بعد اِس سلسلہ میں دو گروہ پہلا وحدۃ الوجُود اور دوسرا وحدۃ الشہود کا نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ پہلے طبقہ کا یہ نظریہ ہے کہ وجُود مُطلق ایک ہی ہے جو دوب "قدیم۔ حادث۔ مومن۔ کافر۔ طاہر۔ نجس وغیرہ مختلف مظاہر میں ظاہر ہے لیکن ہر مظہر کا حکم جُدا ہے "گر فرقِ مراتب نہ کُنی زندیقی"

مولانا بحر العلوم علیہ الرحمہ نے اِس مسئلہ کو یوں حل فرمایا کہ تمام موجُودات عین معشوق ہیں جو ذاتِ حق ہے اور عاشق جو تعنیات و تشخصات میں پایا جاتا ہے محض ایک پردہ

ہے۔ اگر یہ پردہ اُٹھ جائے تو عالم نابُود ہو جائے۔ اِسی طرح معشوق یعنی ذاتِ حق زندہ جاوید رہے۔ اور عاشق مُردہ ہے کہ عاشق کا وجُود اور اس کی حیات و موت خدا ہی کی ایک شان ہے۔ اگر وہ اِس شان کے بغیر جلوہ گر ہونا چاہے تو عالم نیست و نابُود ہو جائے۔

صاحبِ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی علیہ الرحمہ اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں وضاحت فرماتے ہیں کہ وجُود سے صوفیوں کی مراد مصدری معنی ہرگز نہیں بلکہ وجُود سے مایہ الموجودیت مراد ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرّہ العزیز نے مسئلہ وحدۃ الوجُود کی بہت صاف و نمایاں تقریر فرمائی ہے۔ فتاویٰ عزیزی جلد اوّل میں لکھا ہے "اوّل معنی ایں کلمہ باید فہمید باز حقیقتِ حال باید شنید معنی وحدۃ الوجُود آنست کہ وجُود حقیقی بمعنی مایہ الموجودیت نہ بمعنی مصدری" اِس تشریح کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مسئلہ مذکور پر شاہ عبدالعزیز دہلوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی متفق ہیں۔ شاہ صاحب اِس مسئلہ کو مثال سے پیش فرماتے ہیں "مثل شعاع آفتاب کہ بر پاک و ناپاک مے اُفتد فی ذاتہ پاک است ناپاک نمے شود ایں مسئلہ فی نفسہٖ حق است وہیچگونہ مخالف شرع نیست" فرماتے ہیں جس طرح شعاعِ آفتاب ہر پاک و ناپاک چیز پر پڑتی ہے اور پلید نہیں ہوتی۔ اِسی مثال پر اِس مسئلہ کو قیاس کر لیا جائے کہ مظاہر کے مختلف ہونے سے ذاتِ حق پر کوئی اثر نہیں۔ نیز فرماتے ہیں یہ مسئلہ حق ہے اور شریعت مطہرہ کیخلاف ہرگز نہیں۔ مزید فرمایا "در قرآن مجید چند جا اشارہ بایں مسئلہ واقع شدہ صریح ترین آیات دالہ براین مسئلہ ایں است" سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ کہ قرآن مقدس میں چند مقامات پر اِس مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور اِس مسئلہ کی واضح ترین دلیل یہ آیہ کریمہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطرافِ عالم میں دکھائیں گے اُن کے اپنے درمیان بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے۔ نیز اِس مسئلہ کی دلیل آیہ کریمہ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ

Marfat.com

الباطن بھی واضح ہے

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عارفین کے نزدیک وحدۃ الوجود کا یہ معنی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی شئے موجود نہیں — رہا اہلِ قیاس کا اعتراض۔ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اِس قدر عظیم الشان اور ہر چیز پہ چھائی ہوتی ہے کہ اُس کے آگے کوہ و دریا ارض و فلک، اِنس و ملک کی ہستی کا نام لینا بھی سوءِ ادبی ہے لیکن یہ لطیف احساس اہلِ صورت کو کہاں یہ تو خاص اہلِ معنی کا حاصل حصّہ ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمہ کا ارشاد جملہ معشوق است، ہمہ اوست کے ہم معنی ہے جو گویا وحدۃ الوجود کا دعویٰ ہے۔ اِس دعویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ ممکنات تو صرف موجود ظاہری ہیں اور حقیقت میں کوئی موجود حقیقی یعنی موصوف بکمالِ ہستی نہیں۔ موجودِ حقیقی تو صرف ذاتِ حق تعالیٰ ہی ہے۔ اگر کوئی حاکم سائل سے یہ کہدے جاؤ میاں پہلے اِس مقدمہ کی رپٹ کسی پولیس تھانہ میں درج کراؤ اور سائل جواباً عرض کرے جناب آپ ہی پولیس ہیں آپ ہی تھانہ ہیں تو اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک سی ایس۔ پی اعلیٰ افسر اور ایک پولیس کانسٹیبل برابر کے ہیں۔ بلکہ اِس سے حاکم کا صاحب اختیار ہونا مراد ہے۔ اِسی طرح ہمہ اوست میں ہمہ اور او کا اِتحاد مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہمہ کی ہستی قابلِ اعتبار نہیں صرف اُو کی ہستی قابلِ شمار ہے۔ ہستی تو باقی موجودات کی بھی ہے مگر ان کی ہستی ہستیٔ کامل کے سامنے محض ایک ظاہری ہستی ہے حقیقی اور کامل نہیں۔ اِس مضمون کے لئے میرے اِنتخاب کردہ شعر کا دوسرا مصرعہ اِسی مضمون کی تفسیر ہے۔ تشریح یہ ہے کہ ہر صفت کے دو درجے ہوتے ہیں ایک کامل دوسرا ناقص۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کو ہمیشہ کامل کے سامنے کالعدم سمجھا جاتا ہے مثلاً کوئی درجہ کا حاکم کرسیٔ اجلاس پر بیٹھا ہوا اپنی شانِ حکومت دکھاتا ہے اتنی دیر میں بادشاہ خود اِس اجلاس میں جا پہنچا تو حاکم کا نشہ ختم ہو جاتا ہے اور رعبِ سلطانی سے بے حس و حرکت ہو کر رہ جاتا ہے۔ گو اس وقت اس کا عہدہ منصب معدوم میں ہوا مگر کالعدم ضرور ہے اِسی

طرح ممکنات گو موجود ہے مگر موجودِ حق کے رُوبرو اِس کا وجُود ناقص اور ضعیف گو اس کا وجُود معدُوم نہیں کہہ سکتے مگر معدُوم کے برابر ہو کر رہ گیا۔ اِسی کو اِدّعاءً وحدۃ الوجُود کہا جاتا ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

یکے قطرہ باران ز ابرے چکید ☆ خجل شد چو پہنائے دریا بدید
کہ جائیکہ دریاست من کیستم ☆ گر او ہست حقا کہ من نیستم

بارش کا قطرہ بادل سے دریا میں گرا تو دریا کی وُسعت کو دیکھ کر شرمندہ ہوا کہ اِس کی موجُودگی میں قطرہ کی کیا حقیقت یقیناً دریا ہی ہے میری کوئی حیثیت نہیں۔

مولانا رُومی علیہ الرحمہ نے بھی اس مصرعہ ثانیہ میں مثال دے کر سمجھایا کہ حضرت حق کو مثل زندہ سمجھو اور ممکن کو مثل مُردہ گو نعش مُردہ بھی کسی درجہ کا وجُود تو رکھتا ہے کہ آخر جسم تو ہے مگر زندہ کے رُوبرو اس کی ہستی قابلِ اعتبار نہیں کہ مردہ کی ہستی ناقص ہے اور زندہ کی ہستی کامل۔ کامل کے سامنے ناقص بالکل مُضمحل اور ناچیز محض ہے اِسی مسئلہ کو تحقیق علمی کے لحاظ سے توحید کہتے ہیں۔

وحدۃ الوجُود کے قائلین میں بڑے بڑے صلحاء عارفین اور اکابر صوفیاء شامل ہیں۔ شیخ اکبر محی الدین عربی۔ شیخ صدر الدین قونوی۔ شیخ عبد الکریم۔ شیخ عبد الرزاق۔ شیخ امان پانی پتی شامل ہیں۔ حضرت مولانا رُوم۔ حضرت شمس الدین تبریزی۔ شیخ فرید الدین عطار۔ سیّد محمد گیسو دراز۔ سیّد جعفر مکی۔ خواجہ عبید اللہ احرار۔ مولانا جامی۔ ملا عبد الغفور لاری۔ خواجہ باقی اللہ کابلی۔ شیخ عبد الرزاق کاشی۔ سعید الدین فرغانی۔ شیخ ابراھیم کُردی۔ سیدنا غوث اعظم عبد القادر جیلانی۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ خواجۂ بزرگ حضور فرید الدین مسعود گنج شکر علیہم الرحمہ کے اسماء گرامی سرِ فہرست ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ اجمعین

Marfat.com

درس مثنوی شریف

"حسد کی مذمّت"

۱۶ اگست ۱۹۷۳ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاک شو مردان حق را زیر پا ÷ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

چوں کنی بر بے حسد مکر و حسد ÷ زاں حسد دل را سیاہیہا رسد

صاحب مثنوی شریف مولانا رومی علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ روحانی طبیب کی حیثیت سے حسد الیسی قبیح مرض کے متعلق فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں بھی حسد سے بڑھ کر کوئی امر مانع نہیں کہ اس کے سبب بہت سے لوگ کمال حاصل کرنے سے رہ گئے۔ حسد کینہ کی شاخ ہے اور کینہ غصّہ کی گویا غصّہ ہی اصل اصول ٹھہرا۔ حسد کے بارہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد موجود ہے — الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو — دوسری حدیث پاک میں حسد اور اس کے نتائج سے منع کرنے کے لئے فرمایا گیا — لا تحاسدو ولا تباغضوا ولا تقاطعوا وکونوا عباد اللہ اخوانا — نہ حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے مقاطعہ کرو۔ اللہ کے خاص بندے بنو اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس راہ سے ایک جنتی تمہارے ہاں آئے گا۔ تم منتظر رہے آخر ایک انصاری آیا۔ دوسرے

دِن بھی فرمایا اور یہی انصاری آیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں مجھے شوق ہوا کہ اُس خاص عمل کا جائزہ لوں جس کے باعث جنتی ہے مگر کوئی خاص عمل معلوم نہ ہوسکا آخری انصاری صاحب سے پُوچھا کہ آپ کس عمل کے باعث جنتی ہیں؟ جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں البتہ ایک بات مجھ میں ضرور ہے۔ کسی بھائی کی نعمت پر خوش ہوتا ہوں حسد نہیں کرتا۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا بس یہی بات ہے — ملّت اسلامیہ کے عظیم فلاسفر، امت محمدیہ کے روحانی پیشوا امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں رُوایت بیان کی ہے — جب موسٰی علیہ السّلام ربِّ قدوس سے ہمکلام ہوئے تو ایک آدمی کو عرش کے نیچے کھڑا دیکھ کر تعجب فرمایا۔ عرض کی۔ الٰہی اس کا کون سا عمل اسے یہاں تک لایا۔ فرمایا اس میں تین صفات تھیں۔ حاسد نہیں تھا، چغلخور نہیں تھا، ماں باپ کا گستاخ نہیں تھا۔

ایک اور مقام پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "مجھے زیادہ تر خوف اپنی اُمّت پر اس بات کا ہے کہ اس کے پاس مال کی کثرت ہو اور آپس میں حسد کر کے کشت وخون کرے" — اِسی ضمن میں شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وہ ارشاد بھی ذہن میں رہے۔ فرمایا — "کچھ لوگ حساب سے پہلے ہی جہنم میں چلے جائیں گے پہلا امیر ظالم۔ دوسرا زمیندار متکبّر۔ تیسرا تاجر خائن۔ چوتھا عالم حاسد"

بعض متقدمین کا قول ہے — پہلی خطا جو ظہور میں آئی وہ حسد ہی تھا کہ ابلیس لعین نے سیّدنا آدم علیہ السّلام کے کمال کو دیکھ کر حسد کیا — اِس خطۂ ارضی پر جو پہلا انسانی خون بہا۔ قابیل نے ہابیل کو مارا وہ حسد کے ہی باعث تھا۔

حسد کے چار درجے ہیں

پہلا درجہ یہ کہ حاسد دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے۔ اُسے ملے یا نہ ملے مگر دوسرے کے پاس سے جاتی رہے۔ یہ حسد مسلمانوں پر گناہ کبیرہ اور کافر اور ظالم کے حق میں جائز مثلاً کوئی کافر ظالم اپنی دولت سے مخلوق کو تنگ کر رہا ہے تو اس کے مال

Marfat.com

کی بربادی چاہنا کہ دنیا کفر اور ظلم سے بچ جائے جائز ہے۔

دوسرا درجہ یہ کہ حاسد دوسرے کی نعمت خود لینا چاہے یہ حسد بھی مسلمانوں کے حق میں حرام ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ حاسد خود تو اس نعمت کے حصول سے عاجز ہے مگر دوسرے کے پاس بھی پسند نہیں کرتا۔

چوتھا درجہ یہ ہے کہ تمنّا رکھے دوسرے کے پاس بھی نعمت رہے اور اسے بھی مل جائے یعنی دوسرے کا زوال نہیں چاہتا۔ اپنی ترقی کا خواہشمند ہے اسے غبطہ یا تنافس کہتے ہیں۔ حسد کے اسباب چند ہیں:

پہلا سبب عداوت اور بغض ہے۔

دوسرا سبب تکبّر ہے۔

تیسرا سبب سرداری کی خواہش

چوتھا سبب عُجب و بڑائی ہے۔

پانچواں سبب حاسد کی کم ظرفی ہے۔

حسد کا علاج

چونکہ حسد ایک عالمگیر مرض ہے اس کا علاج بہت ضروری ہے۔ صوفیاءِ کرام نے اس کے علاج دو بتائے ہیں۔ پہلا علمی دوسرا عملی۔ علمی یہ ہے کہ حاسد یہ عقیدہ رکھے کہ ہر شئ تقدیر سے ہوتی ہے وہ حسد کرکے اپنی بدنصیبی اور دوسروں کی نیک بختی کو بدل نہیں سکتا۔ یہ بھی خیال رکھے کہ حسد ایمان کی آنکھ کا تنکہ اور خاک ہے۔

عملی علاج یہ ہے کہ حاسد محسود کی طبیعت کے خلاف برتاو کرے۔ اگر دل چاہتا ہے کہ محسود کی غیبت کرے تو فوراً تعریف کر دے تکبّر کو جی چاہے تو نیاز مند بن جائے امید ہے کہ ان دو علاجوں سے مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

Marfat.com

عارف رومی علیہ الرحمہ نے اپنی اس کتاب میں پڑھے گئے شعر میں تیسرا علاج بتایا ہے فرماتے ہیں:

خاک شو مردان حق را زیر پا ٭ خاک بر سر کن حسد را ہمچوں ما

"تمہیں چاہیئے کہ مردانِ خدا کی خاک پا بن جاؤ اور حسد کے سر پہ خاک ڈالو جس طرح ہم نے خاک ڈال دی ہے کہ باوجود علم و فضل کے حضرت شمس تبریز کی بیعت حاصل کی اور متابعت اختیار کی۔"

اب دوسرے شعر میں اس علاج کا فلسفہ بیان فرما رہے ہیں:

چوں کنی بر بے حسد مکر و حسد ٭ زاں حسد دل را سیاہیہا رسد

"کہ اگر تو نے اہل اللہ کے ساتھ ہی حسد شروع کر دیا تو یاد رکھ ایسے حسد سے دل پر سیاہی جمنے کے بغیر کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں پر حسد کرنا تو خسران عظیم ہے کیونکہ جب ایسے شخص پر حسد کروگے جو خود بے حسد ہے تو دل میں ظلمتیں پیدا ہوں گی۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ مردانِ حق کے خاکِ پا بن جاؤ۔

عارف رومی علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ اہل اللہ کی نیازمندی حسد ایسے قبیح مرض سے نجات دلا دیتی ہے۔ حسد کئی بیماریوں کو جنم دیتا ہے مثلاً غیبت، جھوٹ بہتان۔ الزام تراشی جور و خائنیت کے لئے سم قاتل ہیں غیبت چغلی جس کا اصل حسد ہے خدائے قدوس نے اس کی مذمت فرمائی ھماز مشاء بنمیم۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یدخل الجنۃ نمام چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے ــــ احبکم إلی اللہ احاسنکم اخلاقا وابغضکم الی اللہ المشاؤن بالنمیمۃ ــــ تم میں سے زیادہ پسند اللہ تعالیٰ کو وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور زیادہ ناپسندیدہ وہ ہیں جو چغلخور ہیں

Marfat.com

اِس مضمون کو خدائے قدوس جل مجدہ نے قرآنِ حکیم میں اِس طرح بیان فرمایا — ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتاً فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم — کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اُپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہوگا۔ اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رُوحانی اور جسمانی بیماریوں سے پناہ دے۔ آمین

Marfat.com

درسِ مثنوی شریف

"اسبابِ زوالِ اُمّت"

۵۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوا

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابر نآید از پئے منعِ زکوٰۃ ✤ وز زنا افتد وبا اندر جہات

ہرچہ آید بر تو از ظلماتِ غم ✤ آں ز بیباکی و گستاخی ست ھم

عارف رومی علیہ الرحمہ نے اِن اشعار میں ہم پر آنے والی مصائب و مشکلات اور تکالیف کے اسباب بیان کئے ہیں تاکہ ہم محتاط رہ کر اپنا دفاع کر سکیں۔ پہلے مصرع میں بارش نہ ہونے اور قحط سالی کی وجہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ احکام خداوندی سے رُوگردانی شروع کر دیتے ہیں تو مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اِس حقیقت کو قرآنِ مقدّس نے دوسری جگہ اس طرح بیان فرماتا ہے۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃ ضنکا ونحشرہٗ یوم القیٰمۃ اعمیٰ۔ جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیر لیا اس پر زندگی تنگ ہے۔ اور ہم اُسے قیامت کو اندھا اٹھائیں گے ـــــ عارف رومی علیہ الرحمہ نے اگرچہ اپنے کلام میں بارش نہ ہونے اور قحط سالی کا سبب زکوٰۃ نہ دینا فرمایا ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ باقی احکام و فرائض کا ذکر کیوں نہیں ـــــ عارف رومی علیہ الرحمہ نے لفظ زکوٰۃ کا ذکر فرما کر اجمالاً تمام بنیادی اصولوں کا ذکر فرما دیا ہے کہ فرضیت نماز میں بھی بدنی زکوٰۃ ہے گرمی سردی کی پرواہ کئے بغیر نماز کے لئے آنا۔ رکوع و سجود۔ تشہد کا بجالانا

پھر پنجگانہ اسی عمل کا دُہرانا بدن کی زکوٰۃ ہے۔ لہٰذہ اس میں زکوٰۃ کا مفہوم بھی موجود ہے اسی طرح روزہ کے اندر صبح سے شام تک بغیر کھائے پئے حلال چیزوں کو اپنے پر حرام کئے دن گذارنا اور مسلسل ایک مہینہ اسی عمل کا جاری رکھنا جسم کی زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا روزہ کے اندر بھی زکوٰۃ کا مفہوم موجود ہے ۔ فریضہ حج پر نگاہ ڈالئے تو اس میں مال اور جسم دونوں کی زکوٰۃ کا مفہوم موجود ہے ۔ اسی جامعیت کے پیش نظر عارف رومی علیہ الرحمہ نے لفظ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا نتیجہ یہ نکلا آلام ومصائب دُکھ وتکالیف کا سبب ہمارا اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ پھیر لینا ہے ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ آلام ومصائب کے بادل چھٹ جائیں تو ذکر وفکر کے ساتھ خدائے قدوس کے حضور جھکنا ہوگا ۔

اسی شعر کے دوسرے مصرعہ میں مصائب کے جہان میں پھیل جانے کا سبب زنا کا عام ہونا فرما رہے ہیں ۔ یہ ایسی قبیح حرکت ہے جس سے نہ صرف کرنیوالا مبتلاء عذاب ہوتا ہے بلکہ اس لعنت میں پورا خطہ اور علاقہ گرفتار عذاب ہوتا ہے اور لعنت دور دراز تک پھیل کر ہلاکت وتباہی کا سبب بن جاتی ہے ـــــ جیسا کہ مسند امام احمد رضی اللہ عنہ میں روایت ہے ـــــ "عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن قوم یظهر فیهم الزنا الا اُخذوا بالقحط ومامن قوم یظهر فیهم الرشا الا اُخذوا بالرعب"

"عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے فرماتے ہیں جب کوئی قوم بدکرداری اور زنا میں مبتلا ہو جاتی ہے تو قحط سالی ۔ گرانی معیشت کی تنگی اس پر مسلط کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم رشوت ستانی میں پھنس کر اپنی منزل کھو بیٹھتی ہے تو اس پر غیروں کا رعب چھا جاتا ہے ۔"

کائنات کے شہنشاہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ۱۴ سو برس قبل یہ ارشاد فرمایا ہے محسوس یوں ہو رہا ہے کہ آپ نے ہماری زبوں حالی کو ملاحظہ فرما کر ارشاد

Marfat.com

جاری فرمایا۔ آج اِس امت مسلمہ میں دونوں مرض بدرجہ اتم موجود ہیں اور آئے دن بڑھ رہے ہیں تو نتیجتہً ہم گرانی کی چکی میں پسے جا رہے ہیں اور بڑی طاقتوں کے رعب میں دبے جا رہے ہیں۔

اِسلام نے زنا کو حرام قرار دیا اور اس کی حرمت کو مستحکم کرنے کے لئے جو حکم دیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں — ولا تقربوا الزنا — زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اِس حکم سے اُن اسباب و وسائل کو بھی حرام کر دیا گیا ہے جو زنا تک لے جانے والے ہیں۔ جیسا کہ مردوں اور عورتوں کا اختلاط۔ غیر محرم مرد و زن کی بود و باش۔ اِسی حرمت کو مضبوط کرنے کے لئے فرمایا — ساءَ سبیلا — جو بدکرداری کا ارتکاب کرتا ہے وہ اپنے گھر تک بدکرداری کے لئے سڑک بناتا ہے۔ وہ جس سڑک پر چل کر دوسروں کے گھر پہنچتا ہے اُسی سڑک پر چل کر دوسرے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں قرآن مقدس نے واضح ارشاد فرمایا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن کہ فحش و بے حیائی کی کھلی چھپی سب قسمیں حرام کر دی گئیں۔ اِس حکم کے لحاظ سے فواحش حرام ہوئے لیکن ابتدائی مراتب میں جبکہ فحش اقدام کی تیاریاں ہوتی ہیں اُسے اِسلام نے لفظ اِثم سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی بابت یہ حکم ہوا وذروا ظاهر الاثم وباطنه چونکہ اسلام نیکی پارسائی تقوی پرہیزگاری حیاء اور خدا خوفی کا درس دیتا ہے جیسا کہ متعدد آیات قدسیہ ولکن البر من اتقی — وتعاونوا علی البر والتقوی۔ واوحینا الیهم فعل الخیرات میں واضح ہے — عارف رومی علیہ الرحمہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی زندگی اسلامی ڈھانچہ میں ڈھلے اسی بنا پر آنے والے خطرات سے آگاہ فرما کر اُمت مسلمہ کو برائی و بے حیائی سے روکتے ہیں۔

دوسرا شعر — ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم ✻ آں ز بیباکی و گستاخی است ہم

پہلے اجمال کی تفصیل اور اشارہ کی وضاحت اِس شعر میں قرآن مقدس کی آیہ کی

طرف اشارہ ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوعن کثیر جو مصیبت تم پر آتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے ہے اور اکثر تو معاف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ اس مقدس مہینہ کا صدقہ ہم سب کو توفیق دے کہ اپنے اعمال وحالات کی اصلاح کر سکیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

درسِ مثنوی شریف

"ایفائے عہد"

۷ دسمبر ۱۹۷۳ء کو نشر ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر ⁂ وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر

وعدہ اہل کرم گنج روان ⁂ وعدۂ نا اہل شد رنج روان

وعدہا باید و ناکردن تمام ⁂ در نخواہی کرد باشی سرد خام

وعدہ کردن را وفا باشد بجاں ⁂ تا بہ بینی در قیامت فیض آں

عارف رومی علیہ الرحمہ ان اشعار میں ایفائے عہد کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں سچے وعدے دِل پسند ہوتے ہیں اور جھوٹے وعدے دِل کو بے قرار کرتے ہیں۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ نے پہلے شعر میں سچے اور جھوٹے وعدے کا فرق بیان فرمایا ہے اور اُس حدیث پاک کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت ترمذی درج ہے کہ امام حسن ابن علی علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ کلمات طیبات سُن کر یاد کرلئے۔ دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَىٰ مَا لَا يَرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ یعنی شک کو چھوڑ کر غیر شکی بات اختیار کرو کیونکہ سچائی دِل کا اطمینان ہے اور جھوٹ شبہ کی بات ہے۔

دوسرے شعر میں فرماتے ہیں۔ اہل کرم کا وعدہ وہ خزانہ ہے جس کا فیض ہمیشہ جاری رہنے والا ہے نالائق کا وعدہ رنج جان ثابت ہوتا ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمہ نے ان دونوں اشعار میں شیخ کامل اور شیخ ناقص کے وعدوں کا فرق واضح کیا ہے کہ شیخ کامل کے

Marfat.com

وعدے خواہ تعلیم و تربیت سے متعلق ہوں یا بطور بشارات سب سچے اور طمانیتِ قلب کا باعث ہوتے ہیں مگر شیخ ناقص کے وعدے پورے نہ ہونے کے سبب پریشان کرنیوالے ہوتے ہیں گویا فرمایا جا رہا ہے کہ شیخ کامل ہی آنکھوں کا مداوا ثابت ہو سکتا ہے۔

تیسرے شعر میں عارف رُومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام وعدوں کو پورا کرنا چاہیئے وعدُں کو پورا نہ کرنا سرد مہری اور خام کاری ہے۔ مولانا علیہ الرحمہ نے وعدہ خلاف آدمی کو سرد دِل یا سرد مہر اس لئے فرمایا کہ اس میں اپنی صداقت کو قائم رکھنے کی سرگرمی نہیں ہوتی۔ خام کار اس لئے کہ وہ اپنے وعدوں کی بنا پر جو کام کرتا ہے اُس میں دوام اور پختگی نہیں ہوتی کہ اُس کا اعتبار جاتا رہتا ہے اور کام بنتے بنتے بگڑ جاتا ہے۔ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ تو اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر اور نہ اُس سے ایسا مزاح کر جس سے اُسے تکلیف پہنچے اور نہ اُس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کی وفا نہ ہو سکے۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایفائے عہد کی ایسی مثالیں قائم فرمائی ہیں جو رہتی دُنیا تک راہ نمائی کرتی رہیں گی۔

و ایفائے عہد آپ کی ایسی عام خصوصیت تھی کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے تھے چنانچہ قیصر نے اپنے دربار میں آپ کے متعلق ابو سفیان سے جو سوالات کئے اُن میں ایک یہ بھی تھا کہ کیا کبھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بدعہدی بھی کی ہے۔ ابو سفیان کو مجبوراً یہ جواب دینا پڑا کہ نہیں۔

و وحشی جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا ڈر سے شہر بہ شہر پھرا کرتا لیکن خود دشمنوں نے اُسے یقین دلایا کہ تم بے خوف ہو جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سُفرا کو قتل نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ اس اعتماد پر دربارِ نبوّت میں حاضر ہوا اور اسلام لایا۔

و صفوان بن اُمیّہ شدید دُشمن تھے جب مکہ مکرّمہ فتح ہوا تو بھاگ کر جدّہ چلا گیا

Marfat.com

عمیر بن وہب نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے اس کی امان چاہی تو آپ نے عمامہ مبارک دیا کہ یہ صفوان کی امان کی نشانی ہے چنانچہ صفوان جب واپس آیا تو اسے کچھ نہ کہا گیا۔

و حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ایفائے عہد کی چوتھی مثال ابورافع کا واقعہ ہے جو حالتِ کفر میں سفیر بن کر مدینہ منوّرہ آئے حضور انور کے چہرۂ اقدس پہ نگاہ پڑی تو بے اختیار اسلام کی صداقت اُن کے دِل میں جاگزیں ہوگئی۔ عرض کی یارسول اللہ اب میں کفار کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ ارشاد ہوا نہ میں عہد شکنی کر سکتا ہوں اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں۔ تم اس وقت واپس جاؤ اگر وہاں پہنچ کر بھی تمہارے دِل کی یہی کیفیت باقی رہے تو آجانا چنانچہ وہ اس وقت واپس گئے اور پھر اسلام لائے۔

و صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ رکھی گئی تھی مکہ سے جو مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا وہ اہلِ مکہ کے مطالبہ پر واپس کر دیا جائے گا۔ عین اس وقت جب معاہدہ کی یہ شرطیں زیرِ تحریر تھیں ابوجندل پابہ زنجیر اہلِ مکہ کی قید سے بھاگ کر آئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے فریادی ہوئے۔ تمام صحابہ اِس دردانگیز منظر کو دیکھ کر تڑپ اُٹھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے ابوجندل صبر کرو ہم بدعہدی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے لئے کوئی راستہ نکالے گا۔

و یہ مثالیں تو اعلانِ نبوّت سے بعد کی ہیں۔ اِسی سلسلہ میں قبل از نبوّت کا ایک حیران کن واقعہ بھی یاد رہے۔ عبداللہ بن ابی الحمساء نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے کچھ معاملہ طے کیا اور آپ کو کہیں بٹھا کر کہیں چلے گئے کہ آکر حساب صاف کر دیتا ہوں اتفاق سے اُن کو خیال نہ رہا۔ تین دِن کے بعد آئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اُسی جگہ تشریف فرما تھے۔ بس اتنا فرمایا۔ میں تین دِن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ والا عہد نبھائیں اور کئے گئے وعدوں کی وفا کریں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ اجمعین

Marfat.com

حقوق العباد

Marfat.com

دینی تعلیم اور خواتین

خاتون اور دینی تعلیم کا عنوان قرآنِ مقدس میں متعدد مقامات پر نظر آتا ہے۔ سورہ ممتحنہ میں ہے اے نبی کریم جب عورتیں آپ کے پاس بیعت کیلئے آئیں کہ وہ اللہ کیساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی۔ اور نہ چوری کریں گی، نہ زنا کا ارتکاب کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ کسی پر بہتان تراشی کریں گی، ولا یعصینک فی معروف نہ آپکے کسی امر معروف کی نافرمانی کریں گی، فی امر معروف کے فقرہ میں اسلامی تعلیمات کو بھر دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر معروف کی نافرمانی نہ ہو یہ بغیر دینی تعلیم کے ممکن ہی نہیں

خواتین کے اندر دینی تعلیم کے حصول کا کسقدر جذبہ تھا اس کا ذکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مقام پر یہ فرمایا نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین (مسلم کتاب الحیض)

"انصاریہ خواتین بہت اچھی ہیں کہ علم دین سیکھنے میں انہیں ان کا حیاء رکاوٹ نہیں بنتا"۔ ایک انصاریہ خاتون نے حضور علیہ السلام سے حیض و غسل کے مسائل دریافت کئے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ سے یہ فرمایا۔

سیدنا فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو فہ والوں کو عموماً تاکیدی لکھا کرتے تھے۔ علموا النساء کم سورہ نور (تفسیر مظہری سورہ نور)

ایک اور حدیث میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس زمانہ کی خواتین کا دینی تعلیم سے شغف کا ذکر اس طرح فرماتی ہے کانت تنزل علینا الآیۃ فی

Marfat.com

عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنحفظ حلالہا وحرامہا وامرہا ونواہیہا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں جو بھی آیہ مبارکہ نازل ہوتی ہم اُس سے متعلق حلال وحرام امر ونواہی کو یاد کرلیا کرتی تھیں۔ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے خواتین کو کس قدر دینی شغف تھا۔

مسلم اور ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے جس کی روایت حارثہ بن نعمان کی ایک صاحبزادی سے ہے ما حفظت ق الا من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب بہا کل جمعۃ۔ میں نے سورہ ق کو حضور علیہ السلام سے سُن سُن کر ہی یاد کر لیا۔ آپ ہر جمعہ کو اس کو تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا خواتین کے اندر حفظ القرآن کا جذبہ بھی وافر تھا۔

بخاری شریف کتاب العلم میں اِسی عنوان وجذبہ اور دینی پیاس کا اس طرح ذکر ہے۔

قال النساء للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک۔ حضور وعظ ونصیحت کے معاملہ میں مرد آپ پر غالب آگئے ہیں اس سلسلہ تعلیم میں ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمادیجئے۔

چند اہلِ علم خواتین

خواتین نے اعلیٰ علم سیکھا بھی ہے اور سکھایا بھی

ابن تیمیہ علم حدیث میں ایک عورت کے شاگرد ہیں

امام طحاوی کی بیٹی اپنے زمانہ کی عظیم محدثہ تھیں۔

صاحب البدائع کی اہلیہ زبردست فقیہہ تھیں، ابورجاء کی بیٹی حضرت خدیجہ زبردست فاضلہ تھیں ۳۷۰ھ میں وصال ہوا، محمد بن علی کی صاحبزادی محدثہ تھیں العبر للذہبی

شہدہ بنت ابی نصر اپنے وقت کی عابدہ زاہدہ فاضلہ تھیں (مراۃ الجنان صفحہ ۴ ج ۳)

Marfat.com

ابو منصور سمرقندی کی صاحبزادی فاطمہ عظیم مفسرہ تھیں (الجواہر المضیئہ ص۲۶ مفتاح السعادہ ص۱۳۶ ج۲)
مفتی محمد بن محمود کی بیٹی خدیجہ اپنے دور کی بے مثال فقیہہ تھیں
(مرۃ الجنان ص۲۳۱ ج۲)

سیّدہ خدیجہ بنت یوسف بلند پایۂ فقیہہ تھیں (العبر للذہبی ص۳۹۷ ج۲)
صاحب مجمع البحرین کی بیٹی جلیل القدر فاضلہ تھیں ۔(الجواہر المضیئہ ص۳۷۷ ج۵
شہدہ بنت الصاحب الکمال عظیم محدثہ تھیں آپ امام ذہبی کی استاد ہیں۔
(مراۃ الجنان ص۲۴۷ ج۲)

سب الوزراء اپنے دور کی فقیہہ تھیں صاحب فتویٰ تھیں۔ (الجواہر ص۲۷ ج۲)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور علم حدیث

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دین متین کی خدمت اور اُمتِ مسلمہ کی روحانی تربیت میں زبردست حصہ لیا کتب احادیث میں ام المومنین عائشہ صدیقہ کی مرویات احادیث کی تعداد تعداد ۲ ہزار تین سو بارہ ہے یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت نہیں ۔ مثلاً سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی بھی ہیں اور خلیفۃ المسلمین بھی مگر احادیث جو روایت فرمائیں ۵۳۷ ہیں جیسا کہ ابو محمد علی ابن احمد بن خرم الظاہر المتوفی ۴۵۷ھ نے وضاحت فرمائی (مدینۃ الرسول ص۲۰۱)

خدیجۃ الکبریٰ کو خدا کا سلام

بخاری و مسلم میں ہے ایک مرتبہ دربارِ نبوی میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی حضور خدیجۃ الکبریٰ دسترخوان لا رہی ہیں جب آئیں تو انہیں خدا کی طرف سے اور پھر میری طرف سے سلام دیجیے (مدارج النبوۃ ص۴۹۸ مدینۃ الرسول ص۱۹۷)

Marfat.com

عائشہ صدیقہ کو جبرئیل کا سلام

بخاری و مسلم شریف میں ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا یا عائشہ ھذا جبریل یقرئک السلام، اے عائشہ یہ جبرئیل حاضر ہے تجھے سلام کہہ رہا ہے۔ قالت ام المومنین وعلیہ سلام فرمایا۔ (ان دونوں روایات سے خواتین کی عظمت بارگاہ قدس کا قرب نمایاں ہو رہا ہے۔)

جزا و سزا میں یکسانگی

اسلام نے والدین کے فرائض میں اولاد کی رہائش خوراک، لباس، علاج وغیرہ کے ساتھ اس کی باطنی روحانی تربیت بھی لازمی رکھی ہے اور اولاد میں لڑکا لڑکی دونوں شامل ہیں۔

احکام شرعیہ کی اتباع پر مرد و عورت دونوں انعامات الہیہ کے یکساں مستحق ہیں۔ قرآن مقدس نے وضاحت سے ارشاد فرمایا۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔ سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں، عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں۔ خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اپنی پارسائی کی حفاظت کرنیوالے مرد اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنیوالی عورتیں، خدا کو یاد کرنیوالے مرد اور خدا کو یاد کرنیوالی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲)

دین سے سرکشی کی سزا میں مرد عورت دونوں کو یکساں سزا کی وعید ہے۔

احکام شرعیہ اوامر نواہی کی پابندی میں دونوں جواب دہ ہیں (تربیۃ الاولاد ج ۱ صہ ۲۹۸)

جیسے مرد پہ دین سیکھنا ضروری ہے عورت پر بھی لازم ہے (تربیۃ صہ ۲۶۸ ۲۷۰)

جب اہل اسلام میں علوم شرعیہ رائج تھے تو جس علمی گھرانے سے فتویٰ صادر ہونا تھا اس

Marfat.com

یو صاحبِ خانہ عالم اس کی لڑکی، بیوی یا بہن کے دستخط بھی ہوتے تھے۔

(الجواہر المفتیہ ص۲۷۷ ج۲)

قرونِ اولیٰ میں خواتین کے اندر قرآن وحدیث فقہ و تفسیر سیکھنے کا جذبہ تھا زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ جیسے والدین دین سے بے بہرہ ہوتے چلے گئے خواتین بھی محروم ہوتی گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ایک نگران ہے اور اُس سے رعیت کے بارہ میں سوال ہوگا۔ اس ضابطہ کے تحت والدین سے اولاد کے بارہ میں بھی سوال ہوگا۔

ترمذی اور ابوداؤد نے ملتے جلتے الفاظ سے بیان کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی ایک بھی بچی ہو اور وہ اُسے تعلیم دلائے ادب سکھائے نکاح کر دے اُس کیلئے جنت ہے

(تربیۃ الاولاد ص۲۷۲ ج۱)

نوٹ:۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ دو تین ہوں تو تعلیم نہ دلائے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کو شریعت مطہرہ نے حرام قرار دیا۔

(تربیۃ الاولاد ص۲۷۴ ج۱)

Marfat.com

مزدور اور آجر کا باہمی ربط

• مزدور اور آجر کا باہمی تعلق آج کا نہیں بلکہ صدیوں پرانا ہے۔ جس کا انکار حقیقت کا انکار ہوگا۔ ہمیشہ سے دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت رہی ہے اور رہے گی دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے بے نیازی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ کسی ایک کی بے نیازی اس کے لئے کئی مشکلات کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ تاریخ انسانی میں مزدور اور آجر کے تعلقات اس قدر کشیدہ کبھی نہ تھے جس قدر آج ہیں۔ جس وقت سے طاقت اور کمزوری کا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ اسی وقت سے مزدور اور آجر کا باہمی تعلق بھی ثابت ہوتا ہے یہ صدیوں پرانا تعلق نہ ختم ہو سکا ہے نہ ہوگا بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کہ مزدور اور آجر کا مسئلہ اسلام کے قانون فطرت کے سائے میں پروان چڑھا ہے جس طرح کہ ارشاد خداوندی سے مترشح ہے اللّٰہ یبسط الرزق من یشآء و یقدر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے رزق کی فراخی عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم عطا کرتا ہے۔ اس ابتدائیہ میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے مقالہ میں جہاں مزدور اور اس کے اوصاف اور اس کی جزا و سزا کا ذکر آئے وہاں کسی بھی محکمہ کے ملازم کو بھی شامل رکھا جائے جہاں سرمایہ دار، کارخانہ دار، فیکٹری یا ادارہ کے مالک اور اس کی جزا و سزا کا ذکر ہو تو کسی بھی محکمہ کا سربراہ بھی متصور ہو

محنت کشی نگاہِ نبوّت میں

• کم و بیش بھی انبیاء علیہم السلام نے خود محنت کر کے محنت کش کی عظمت کو نمایاں کیا ہے

Marfat.com

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا آٹھ سال تک سیدنا شعیب علیہ السلام کی مزدوری کرنا سیدنا داؤد علیہ السلام کا اپنے ہاتھ سے زرہیں بنانا۔ کسب معاش میں مصروف رہنا، خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ شغل قائم رکھنا واضح شواہد ہیں۔ (بخاری، کتاب البیوع وکتاب الاطعمہ) اس سے واضح ہوتا ہے کسب معاش کے لئے کام کرنا شان نبوت کے منافی نہیں۔ نگاہ نبوت میں محنت کش کا مقام اس سے بھی واضح ہو رہا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک صحابی کے ہاتھ پر مزدوری کرتے کرتے گرہیں بندھ گئیں تو ارشاد فرمایا:

"تلك يد يحبها الله و رسوله" یہ وہ ہاتھ ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیارا ہے۔

و سیدنا انس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں ایک محنت کش درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی حضور علیہ السلام نے بڑی محبت سے اس کی دعوت قبول فرمائی میں بھی ساتھ تھا میں نے دیکھا حضور علیہ السلام پیالے سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر رہے ہیں۔ اُسی دن سے مجھے کدو سے پیار ہے۔ عرش نشیں آقا کا بوریا نشیں غلام، محنت کش کے گھر جانا اس کے مقام کو واضح کر رہا ہے۔

و حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہٗ کو مدینۃ الرسول کے ایک محنت کش کی بیوی ام سیف کو رضاعت کے لئے دینا بھی محنت کش کی عظمت کو نمایاں کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام جب اپنے صاحبزادہ کو دیکھنے جاتے تو میں بھی ساتھ ہوتا تھا گھر میں دھواں بھرا ہوتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے، سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہٗ کی رضائی والدہ کے شوہر لوہار کا کاروبار کرتے تھے۔

و حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر اس طبقہ میں شامل ہو کر ان کو سربلند فرمایا۔ مسجد نبوی شریف کی تعمیر میں کام کرنا اس کی واضح دلیل ہے حضور علیہ السلام کو کام کرتے دیکھ کر صحابہؓ نے کہا "نحن قعدنا والرسول يعمل" حیرت ہے ہم بیٹھے

Marfat.com

ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کام کر رہے ہیں۔

مزدوری کی ادائیگی عبادت ہے

• بخاری شریف میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تین مسافر ایک غار میں ٹھہرے اور اتفاق سے ایک چٹان دروازے پر گری جس سے راستہ بند ہو گیا اب ان تینوں نے اپنے اپنے عمل صالح کے وسیلہ سے بارگاہ قدس میں دعا کی۔ ایک نے کہا یا اللہ! تو جانتا ہے میں ایک رات گھر آیا تو میرے والدین سو چکے تھے۔ جگانا پسند نہ کیا ساری رات دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا۔ اگر یہ کام تیری خوشنودی کے لئے ہے تو پتھر ہٹا دے۔ پتھر دروازے سے سرک گیا۔ دوسرے نے کہا یا اللہ میں گناہ پر قادر تھا لیکن عین وقت پر تیرا ڈر چھا گیا۔ گناہ سے توبہ کر لی اس عمل صالح کے باعث پتھر ہٹا دے۔ تیسرے نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے میں نے مزدور رکھا تھا وہ کام کر کے چلا گیا مزدوری چھوڑ گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کی حفاظت کی اُسے بڑھایا دیر کے بعد پہنچا اور مزدوری مانگی۔ میں نے اونٹ، بکریاں اُس کے سپرد کر دیں۔ اُس نے کہا مذاق نہ کریں۔ میں نے یقین دلایا کہ یہ تیری رقم سے اضافہ ہوا ہے۔ اے اللہ اگر یہ تیری رضا کے لئے تھا تو پتھر ہٹا دے۔ چنانچہ سارا پتھر ہٹ گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مزدوری کی ادائیگی میں مشکلات کا حل بھی ہے۔

مزدوری کی فوری ادائیگی

• اسلام نے مزدور اور آجر کے درمیان امن قائم رکھنے کے لئے بھی حکم دیا ہے کہ مزدور کو فوری ادائیگی ہو۔ قرآن مجید میں سیّدنا شعیب علیہ السّلام کی بیٹی کا اس طرح ذکر موجود ہے "ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا" میرے والد آپ کو بلاتے ہیں کہ آپ کو ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کی اُجرت دیں۔ اس آیۂ مبارکہ سے واضح ہوا

Marfat.com

مزدور کو مزدوری طلب کرنے سے پہلے ادا کر دی جائے۔ اس عنوان کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا مزدور کی اُجرت اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو (ابن ماجہ ۱۷۵)

مزدوری نہ دینے پر وعید

و مزدوری کی جلد ادائیگی پر جس قدر اہتمام فرمایا گیا ہے۔ مزدوری نہ دینے پر وعید بھی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا ایک وہ جس نے میرے نام پر عہد کیا اور توڑ ڈالا، دوسرا وہ جس نے آزاد انسان کو بیچ دیا تیسرا وہ جس نے مزدور کو کام پر لگایا۔ اُس نے پورا پورا کام کیا پھر اُسے مزدوری نہ دی۔ اُجرت کی بہت کم ادائیگی کے ضمن میں آسکتی ہے

مزدور کے فرائض

و قرآن مقدس نے مزدور کے محنتی اور دیانت دار ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے "یابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین"۔ شعیب علیہ السّلام کی صاحبزادیوں میں سے ایک نے اپنے والدِ گرامی سے کہا۔ بہترین مُلازم وہی ثابت ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔ اس آئیہ مقدسہ کی روشنی میں مزدور کے لئے لازم ہے کہ وہ صحت مند ہو کہ صحیح کام نبھا سکے، دیانت دار ہو کہ آجر سے وفاداری کا مظاہرہ کر سکے جو اس کی نجات کا باعث بھی ہے۔

مزدور اور آجر کیلئے پانچ راہنما اصول

و اسلام نے دونوں طبقوں کو باہمی محبت سے رہنے کے لئے کئی اصول وضع کئے ہیں۔ اگر اُس

Marfat.com

پر عمل ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ہڑتال ہو یا تالہ بندی تک نوبت پہنچے۔

پہلا اصول

و "ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان" اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ اگر فریقین عدل و احسان کے اصول کو اپنائے رکھیں تو اختلافات کی گنجائش نہیں رہتی۔

دوسرا اصول

و "الخلق عیال اللہ فاحبُّ الخلق الی اللہ مَن احسن الی عیالہ (مشکوٰۃ) مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اس کی مخلوق میں پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ سے اچھا سلوک کرے۔

تیسرا اصول

و "رحماء بینھم" آپس میں مشفق و مہربان ہوں۔ اگر مزدور اور آجر اس اصول پر کاربند رہیں تو لڑائی جھگڑے کا تصور بھی نہیں ہوگا۔

چوتھا اصول

و حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا یؤمن احدکم حتیٰ یُحِبّہ لاخیہ مایحبہ لنفسہ" تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جتنی کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی شئی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

Marfat.com

پانچواں اصُول

و حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ" مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں مزدور اور آجران پانچ اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو ہڑتالوں تالہ بندیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

مزدُور اور آجر میں جھگڑے کی وجُوہات

- و مزدوروں میں کسی ایک پر گرفت اور دُوسرے سے نرمی
- و ایک ہی کارخانہ کے ایک ہی کام کرنے والے ایک ہی حیثیت کے مالک اور ایک جیسے سرٹیفکیٹ کے حامل مزدُوروں میں اُجرت کا تفاوت
- و کارخانہ دار کی ناانصافی اور طرف داری
- و جو مزدُور اپنے حق کے لئے کوشش نہ کر سکے اس کا محروم رکھنا اور جھگڑالو قسم کے مزدُور، ہنگامہ کرنے والے ملازم کو ترقی اور قرب سے لوازنا۔
- و کارخانے کا مالک تو مزدور کو موزوں اُجرت دینا چاہتا ہے مگر منتظم ادارہ مالک کی بے معنی خوشنودی کے لئے آئینی موشگافیاں پیدا کر کے مُلازم / مزدُور کو محرُوم رکھنے کی کوشش کرے۔
- و کسی ملازم / مزدُور کا سیاسی قوت کے ساتھ مطالبہ منوالینا اور دُوسرے کا محرُوم ہو جانا۔
- و محکمہ، کارخانہ کے سربراہ کا سنیارٹی لسٹ کو نظر انداز کر کے دوسرے کو لوازنا۔
- و بڑی اور چھوٹی جگہ کی نسبت سے اُجرت میں تفاوت جبکہ وقت اور کام کی نوعیّت ایک جیسی ہو۔
- و کارخانوں، فیکٹریوں اور محکموں کے سربراہوں پر لازم ہے کہ وہ ملازم / مزدور کے حقوق

Marfat.com

کو پامال ہونے سے بچائیں ورنہ بارگاہِ قدس میں جوابدہی کے لئے تیار رہیں۔

و کارخانے کا مالک، محکمہ کا سربراہ، ادارہ کا ذمہ دار اِس قسم کی ناجوازیاں کر کے جہنم کا ایندھن اور اسلامی اصولوں کی پابندی کر کے جنت کا مالک بن جاتا ہے۔

Marfat.com

عائلی عدل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ الحمد للّٰہ واحد والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

عنوان سے قبل افتتاحیہ کے طور پہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلام سے پہلے ادیان میں عائلی تعلقات کو روحانیت کے منافی سمجھا جاتا تھا۔ ہندوستان میں جو لوگ ویدانت، جین، بدھ مت، سادھوپن کے تمام پیرو اسی نظریہ کے پابند تھے۔ اسلام نے اس نظریہ کو باطل قرار دیا اور بتایا کہ جس طرح تجرد روحانی ترقی کے منافی نہیں اُسی طرح عائلی تعلقات بھی رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ ربِ قدوس جل مجدہٗ نے عائلی تعلقات کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔

ومن آیاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا۔ اس کے نشانات میں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری جانوں سے بیویاں پیدا فرمائیں۔ اس ضمن میں کچھ کہنے سے قبل لفظ عائلی پر غور کرنا ضروری ہے کہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کون کون سے افراد شامل ہیں جن کے ساتھ عدل و انصاف کی تاکید کی گئی ہے۔ لغت کی مشہور کتاب المنجد کے پیش نظر عائلہ گھر کے اُن افراد کو کہا جاتا ہے جن کا نان و نفقہ صاحبِ خانہ پر لازم ہو۔ لہٰذا عائلی عدل سے مراد بیوی اور بچوں سے انصاف کرنا ہوا۔ ہمارے ہاں مروجہ عائلی قوانین کی دستاویز بھی اسی موقف کی مؤید ہے مشہور ماہر لغت الیاس انطون الیاس مصری نے اپنی مشہور کتاب لغت قاموس العصری میں عائلہ بمعنی اہل

Marfat.com

عائلہ بمعنی اہل البیت

عائل بمعنی اہل بیتی

کیا ہے اب عائلی عدل کا معنی ہوگا گھر والوں سے عدل اہل بیت سے انصاف۔ اب ہم قرآنِ مقدس کے متعدد ارشادات سے لفظ اہل کے معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ کن کن افراد پر مستعمل ہے۔ یا یہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ایمان والو اپنے کو اور اپنے اہل کو جہنم سے بچاؤ۔ اب لفظ اہل میں سبھی افرادِ خاندان شامل ہوں گے کہ خدا خوفی اور جہنم سے بچنے کی تبلیغ کسی ایک طبقہ کیلئے نہیں بلکہ ہر ایک کیلئے ہے۔

فقال لاھلہ امکثوا انی انست نارا

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل سے کہا ٹھہریے میں آگ لاتا ہوں یہاں اہل سے مراد آپ کی بیوی صفورہ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے اہل کو طوفان سے بچانے کا ذکر اس طرح ہوا فنجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم ہم نے نوح اور اس کے اہل کو دردناک عذاب سے بچایا یہاں اہل سے مراد بیوی بھی ہے اور دوسرے ۸۵ افراد خدام بھی۔

سیدنا لوط علیہ السلام کو رات سفر کرنیکا حکم ان الفاظ میں ملا فاسر باھلک بقطع من اللیل یہاں اہل سے مراد بیوی ہے۔

جنگ احد شریف کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لائے واذ غدوت من اھلک یہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہے۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا ماعلمت علی اھلی الاخیرا (بخاری) میرے گھر والوں میں بہتری ہی بہتری ہے۔ یہاں بھی اہل سے مراد

Marfat.com

بیوی ہے ۔

سیدنا نوح علیہ السلام فرماتے ہیں ان ابنی من اھلی یا اللہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے جواب ملتا ہے انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح وہ تیرے اہل سے نہیں کہ اُس کے اعمال اچھے نہیں معلوم ہوا اولاد اہل بیت میں تو شامل ہے بشرطیکہ مومن ہو ورنہ اہل بیت سے نکل جائے گی۔ ان چند سطور سے پتہ چلتا ہے عائلی عدل کا تعلق ازدواجی زندگی سے بہت قریب ہے پھر اولاد پھر خدام یہ تین طبقے ایسے ہیں جو براہ راست متاثر ہوتے ہیں لہٰذا میں اپنے مقالہ کو انہیں طبقاتِ ثلاثہ پر ہی منحصر رکھوں گا اگرچہ عائل کا معنی خاندانی کرنے سے والدین، بہن بھائی عزیز رشتہ دار سبھی ہو جاتے ہیں عائلی عدل کے ضمن میں آنے والا

پہلا طبقہ بیویاں ہیں

اس ضمن میں ارشاداتِ ربانی ملاحظہ ہوں

خلاق کائنات جل مجدہٗ نے ان کے سلسلہ میں مردوں کو حکم دیا ہے واتوھن اجورھن بالمعروف عورتوں کے حق مہر ٹھیک ادا کرو۔ ازدواجی تعلقات کی پہلی کڑی حق مہر کی ادائیگی ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلام نے اس عائلی عدل کو اس حد تک لازم قرار دیا ہے کہ نکاح اور طلاق دونوں حالتوں میں انصاف قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے فامساک بمعروف او تسریح باحسان بیوی کو بھلائی اور اچھائی کے ساتھ رکھو خدانخواستہ طلاق ہو تو بھی اچھائی اور بھلائی سے ہو۔

عورتوں سے ناانصافی روکنے کے بارہ میں ایک مقام پر فرمایا ولا تمسکوھن ضرارًا لتعتدوا ومن یفعل ذٰلک فقد ظلم نفسہ عورتوں کو محض

Marfat.com

نقصان پہنچانے کیلئے نہ روک رکھو کہ اُن پہ زیادتی کرو جس نے ایسا کیا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

اِس عائلی عدل کو قائم رکھنے کیلئے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا فلا تمیلو کل المیل فتذروھا کالمعلقہ متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں کسی ایک کیطرف بالکل نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو معلق رکھ چھوڑ دو

عائلی عدل کا مسئلہ اتنا بڑا اہم ہے کہ تعداد ازداج کی اجازت بھی عدل کی شرط کے ساتھ دی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص بیویوں میں عدل نہ کر سکے تو اِس مشروط اجازت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

خلاق کائنات جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ اگر تمہیں ڈر ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو ایک ہی بیوی رکھو اِس ارشاد سے ظاہر ہے عدل نہ کرنیوالے شوہر کو ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں۔ ان ارشادات خداوندی کے بعد اب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان کلماتِ طیّبات پر نگاہ ڈالئے جن سے عائلی عدل کی ساکھ مزید مضبوط ہوتی ہے۔

آئمہ حدیث ، ترمذی ۔ دارمی ۔ ابن ماجہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِس ارشاد کو سراہا ہے۔ خیرکم خیرکم لاھلہ اوکما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں بہتر انسان وہ ہے جو اپنے اہل سے بہتر سلوک کرتا ہے

دوسری جگہ یہ الفاظ ملتے ہیں خیرکم من خیرکم باھلہ وانا خیرباھلی تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے بہتر سلوک کرے اور میں اپنے گھر والوں سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

تیسری جگہ پہ اِسی عنوان کو اس طرح فرمایا گیا خیارکم لنساءھم تم میں پسندیدہ وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں جو گھر والوں سے بہتری نہیں

Marfat.com

کرسکتا اس سے دوسروں کو کیا اُمید ہو سکتی ہے۔

حجۃ الوداع کے اہم ترین خطبہ میں بھی اس عائلی عدل کے متعلق فرمایا گیا۔ واتقوا للہ فی النساء بیویوں کے معاملات میں خدا سے ڈرو

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بخاری شریف کتاب النکاح میں اُس عابد صحابی کا واقعہ بیان کیا ہے جو اپنے گھر کی پرواہ نہیں کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تنبیہ کے انداز میں فرمایا ولزوجک علیک حقا ان کی بے نیازی عائلی عدل کے منافی تھی تو فوراً اصلاح فرما دی۔

امام بخاری نے بخاری کتاب الاذان میں سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے مرض الوصال کے آخری دنوں حضورؐ نے چاہا کہ میرے گھر میں قیام فرمائیں تو باقی ازواج مطہرات سے ایسا کرنے کی اجازت چاہی پھر قیام فرمایا۔ اس سے عدل عائلی کی جھلک واضح ہو رہی ہے۔

اس عائلی عدل کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ بیویاں بھی اپنے شوہروں پہ ظلم سے باز رہیں عورتیں بھی مردوں کے حق میں بہت سے شرعی اخلاقی ضابطوں کی پابند ہیں۔ عورت پر بھی لازم ہے وہ اپنے شوہر کی عزت، غیرت، مال۔ اولاد کی صحیح معنوں میں نگران ثابت ہو اور حفظلت اللغیب کی عملی تصویر بنے۔

عورت کے زائد از ضرورت مطالبات شوہر پہ ظلم ہے۔

گھر کو فضول خرچی کی نذر کرنا شوہر پہ ظلم ہے۔

شوہر کی آمدن سے زائد اخراجات کا مطالبہ ظلم ہے۔

عائلی عدل کے ضمن میں آنیوالا دوسرا طبقہ اولاد ہے

اولاد میں عدل و انصاف کو قائم رکھنا اسلام کی اہم تعلیم ہے اگر یہ انصاف نہ ہوتا تو گھر کا امن و سکون قتل و غارت میں بدل جاتا ہے باپ کے فرائض میں اہم فرض اولاد میں

Marfat.com

عدل ہے ناانصافی انسانی زندگی میں زہر قاتل ثابت ہوتی ہے۔

اولاد سے عدل وانصاف کیصورت کا مزید جائزہ لینے کیلئے بخاری کتاب الاذان کی وہ حدیث پیش نظر رہے ۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نماز لمبا کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر بچوں کے رونے کی آواز سن کر تخفیف کرتا ہوں کہ ان کی ماؤں پہ ان کا رونا شاق گزرے اور اس کے ناخوشگوار نتائج پورے خاندان کو برباد کر دیتے ہیں۔

آئمہ حدیث امام احمد ۔ ابوداؤد، امام نسائی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ۔جناب نعمان بن بشیر کی اہلیہ نے اُن سے کہا میرے لڑکے کو فلاں غلام بخش دو اور اس پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بناؤ ۔حضرت نعمان بن بشیر نے یہ سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اور لڑکے ہیں عرض کی جی ہاں بیٹے تو اور بھی ہیں مگر ہر ایک کو دینے کی استعداد نہیں ۔فرمایا پھر میں ناحق پہ گواہ نہیں بن سکتا اور اس ارشاد کو تین مرتبہ دہرایا اتقوا اللہ واعدلوا فی اولادکم خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ اس ضمن میں اور بھی صحیح احادیث موجود ہیں جو ثابت کرتی ہیں کہ یہ سراسر ظلم ہے اور اس پہ حضور نے گواہی نہیں کی جن جن اشخاص نے ایسا کیا تھا انہیں اس فیصلہ سے رجوع کا حکم دیدیا تھا نبوت کی دوررس نگاہ نے اس کے تباہ کن نتائج کو دیکھ لیا تھا اس لئے اُن کے اس تصرف کو حرام قرار دیا۔

عائلی عدل کے ضمن میں آنیوالا تیسرا طبقہ خدام ہیں

خدام، غلاموں سے عدل کرنیکا ذکر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مرتبہ ارشاد فرمایا ہے۔

یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ۔

Marfat.com

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود غلاموں سے انصاف اور حسنِ سلوک کا ایسا مظاہرہ فرمایا ہے کہ اُنہیں اپنے والدین تک بھول گئے۔ حضرت زید بن حارثہ کو آزاد فرما دیا۔ اُن کے والد اُنہیں لینے آئے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عدل و انصاف اور شفقت و محبت پر اپنے والد کو ترجیح نہیں دی اور ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

حضور سیّدنا عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی آخری وصیّت میں فرمایا غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب المعاصی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ ارشاد نقل فرمایا ہے جو آپ نے سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے غلاموں کے بارہ میں فرمایا غلاموں کو ستایا نہ کرو جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ۔

ایک دفعہ سیّدنا ابو مسعود انصاری اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ آپ نے مڑکر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ عرض کی حضور میں نے اسے آزاد کر دیا۔ فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں دوزخ کی آگ پکڑ لیتی۔

ابو داؤد شریف کتاب الادب میں ہے ایک شخص نے عرض کی حضور غلام کا قصور کتنی مرتبہ معاف کیا جائے۔ آپ خاموش رہے اس نے پھر پوچھا۔ آپ خاموش رہے۔ اُس نے پھر تیسری بار عرض کی آپ نے فرمایا دن میں ستّر بار یہ ہیں وہ چند سطور جو عائلی عدل کے سلسلہ میں پیش کر سکا۔ عائلی عدل سے براہ راست متاثر ہونیوالے تینوں طبقات بیویاں اولاد، غلام اور دوسرے خاندانی تعلقات میں عدل و انصاف کے لئے قرآن مقدس کے جامع ارشادات پیش نظر رہیں۔

۱۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

۲۔ فات ذالقربی حقہ

۳۔ فات ذالقربی حقہ کافی مؤید ہیں

میرے اس عنوان عائلی عدل کا تقاضا ہے کہ میں اس اہم کانفرنس میں

Marfat.com

ملک کے اندر مروجہ عائلی قوانین کا بھی ذکر کر دوں۔ ایوب خاں مرحوم کے دور سے ہمارے اس قانون میں متعدد خلاف اسلام شقیں آرہی ہیں جو ہر دور کے حکمران سے بار ہا کہا گیا مگر نہ معلوم اللہ اور اس کے رسول سے اتنی طویل جنگ کیوں لڑی جا رہی ہے۔ اور اس بغاوت کے انجام سے کیوں ڈر نہیں آرہا۔ موجودہ حکومت سے پھر توجہ کی درخواست کی جاتی ہے کہ ان خلاف اسلام شقوں کو فی الفور حذف کرنے کا حکم جاری کیا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم

Marfat.com

نظامِ مصطفےٰ میں ذمیوں کا تحفّظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

مجھے آج مسیحی برادری کے اس کنونشن میں شامل ہو کر مسرت ہوئی ہے کہ ان کے سامنے نظامِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے عنوان پر کہنے کا موقعہ ملا۔ میں نے اپنے اس مقالہ میں کوشش کی ہے کہ مختصر اور جامع عبارت میں ساہیوال کے ایک مسیحی رہنما چوہدری جے اے قادر بخش ایڈووکیٹ کے اس سوال کا جواب پیش کر دوں کہ "اسلام میں اقلیتوں کا تحفّظ کیا ہے"؟ انہوں نے تحریری طور پر اس سوال کا جواب دینے کو کہا تھا اور ساتھ ہی مسیحی کنونشن میں اس مقالہ کو پڑھنے کی دعوت بھی دی تھی۔

نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مقصد

کسی بھی مملکت میں اسلامی نظامِ حیات قائم کرنیکا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے دائرہ مملکت کے اندر مکمل غلبہ حاصل کرے اور اسی نظام کو ہی عروج ہو۔ قرآنِ مقدس ارشاد فرماتا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۔ وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے رسُول کو ہدایت اور دینِ دیگر بھیجا کہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ۔ وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ ۔ دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔ تیسری جگہ ارشاد ہوتا ہے — اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔ جنہیں ہم زمین میں غلبہ دیں تو نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں

Marfat.com

اچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اِن تینوں ارشاداتِ ربانی سے ظاہر ہے اِسلام اپنی ریاست میں اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ اسلام اپنے دائرہ میں نماز و زکوٰۃ کی پابندی اچھی باتوں کا حکم بری باتوں سے رکنے کا فرماتا ہے۔ مسیحی فضلاء ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ نظام مصطفٰے کے بنیادی اصول میں کون سی بات اُن کے خلاف ہے جس سے پریشانی ہو۔ نظام مصطفٰے نے غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دی ہے اور جزیہ کے معاوضہ میں ان کی جان و مال کا تحفظ اپنے ذمّہ لیا ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر مسلم اسلامی ریاست میں اپنے نظریات کو غالب کرنے کی کوشش کرے گا تو حکومت مزاحمت کرے گی۔ قرآنِ مقدس ارشاد فرماتا ہے حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن یدٍ و ھم صاغرون وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور بڑا بننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی اسلامی اصولوں کی مخالفت کرے اور بڑا بننے کی کوشش کرے گا تو خلافتِ راشدہ کا عمل واضح ہے مسیلمہ کذاب، اسود، طلحہ اسدی، سجاح، لقیط بن مالک ان کے علاوہ جو بھی اسلام کے مقابلہ میں اُٹھا۔ اس کی شدید مزاحمت ہوئی۔ دنیا کا کوئی دین بھی یہ گوارہ نہیں کرتا کہ وہ اپنے دائرہ مملکت میں دوسرے دین کو کھلی چھٹی دے دے اور اس کی مخالفت و دشمنی کا نوٹس نہ لے۔

حقوق اور اُن کا تحفظ

نظامِ مصطفٰے میں اقلیتوں کے حقوق اور ان کے تحفّظ کا ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِسلام میں انسانی حقوق پر تبصرہ ہو جس سے اقلیّت اور اکثریت دونوں پر اپنی حقیقت واختیار واضح ہو جائے۔ انسانی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے خود انسانوں کو عطا فرمائے نہ کہ دنیا کی کسی قانون ساز اسمبلی یا اداروں اور اسمبلیوں کو دیے ہوئے حقوق ختم ہوتے رہتے ہیں۔ بدلتے رہتے ہیں۔ زبانی تسلیم اور کاغذی کارروائی کی تکمیل کے باوجود لوگوں کو محروم رکھا جاتا ہے۔ مگر ربّ قدوس کے عطا کردہ حقوق وہ ناقابلِ تنسیخ ہیں، ان کے سلب کرنے کا کوئی حق نہیں یہ بات اچھی طرح ذہن میں رہے کہ خدا کے عطا کردہ حقوق کو سلب کرنیوالے حکمران کافر ہیں۔ قرآنِ

Marfat.com

مقدس ارشاد فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکٰفرون ○ جو لوگ خدا کے اُتارے ہوئے ضابطہ کے مطابق فیصلہ نہیں دیتے وہ کافر ہیں"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے فاولٰئک ھم الظّٰلمون ۔ وہ ظالم ہیں، تیسری جگہ ارشاد ہوتا ہے فاولٰئک ھم الفٰسقون ○

پہلا حق

اسلام نے ہر انسان کو اِس دنیا میں زندہ رہنے کا حق دیا ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ خدا کا دیا ہوا حق کسی سے چھین لے۔ اس کی زندگی دوبھر کر دے، اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دے ایسا کرنیوالا انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب و ناپسندیدہ ہے۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے۔ من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا"، جس شخص نے کسی کو قتل کیا (بغیر اس کے کہ اُس سے کسی جان کا بدلہ لینا ہو) یا وہ زمین پر فساد برپا کرنیکا مجرم ہو، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ دوسری جگہ پر قرآن مقدس نے اس عنوان کو یوں بیان فرمایا لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق کسی جان کو ناحق نہ قتل کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قتل کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ اکبر الکبائر الاشراک باللہ وقتل النفس ۔ ان آیات واحادیث سے واضح ہے، اسلام میں قتل کس قدر بدترین جرم ہے وہ ذمی ہو یا غیر ذمی، جب عام آدمی کے قتل کی مذمّت ہے تو وہ جس کا ذمی بھی اسلام نے لے رکھا ہے اس کا قتل کس قدر جرم شنیع ہو گا۔ جب ملک میں صحیح نظام اسلام رائج ہو گا۔ تو قاتل معاشرے کا بدترین مجرم قرار پائے گا اور اُسے اسلام کے مقدس نظام میں ان عادات کے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

Marfat.com

دوسرا حق

ہر قوم، ہر طبقہ کے لوگوں کو اپنی خواتین کی عصمت کا تحفظ ان کا اہم ترین حق ہے۔ اسلام نے عورت کی عصمت کے تحفظ کی ضمانت دی ہے وہ عورت مومنہ ہو یا کافرہ، ذمیہ ہو یا غیر ذمیّہ اسی تحفظ کے پیشِ نظر زنا کو حرام قرار دے دیا گیا۔ اس کی حرمت کو مضبوط کرنے کے لئے جو حکم دیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "لا تقربوا الزنا" "زنا کے قریب بھی نہ جاؤ" اس حکم سے ان اسباب و وسائل کو بھی حرام کر دیا ہے جو زنا تک پہنچانے والے ہیں۔ مزید مستحکم کرنے کے لئے فرمایا "ساء سبیلا" بری راہ ہے۔ جو کوئی زنا کرتا ہے وہ اپنے گھر تک زنا کے لئے ایک سڑک بناتا ہے جس سڑک پر چل کر وہ دوسروں تک پہنچتا ہے اسی سڑک پر چل کر دوسرے اس کے گھر آجاتے ہیں۔ نظامِ مصطفےٰ میں ذمیہ کی عصمت کا وہی مقام ہے، وہی آبرو ہے، وہی تحفظ ہے جو مومنہ کی عصمت کا ہے۔

تیسرا حق

ہر انسان کا فطری حق ہے کہ اُسے انصاف ملے۔ نظامِ مصطفےٰ نے اس مسئلہ کو جس احسن طریقہ سے حل کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے "یا ایھا الذین اٰمنو کونو قوامین بالقسط" اے ایمان والو حق و انصاف کے علمبردار بنو۔ اس ضابطہ سے واضح ہے اسلام کسی سے ناانصافی نہیں چاہتا اور یہ دعوت انصاف دنیا بھر کے سب انسانوں کے لئے ہے اسی ضابطے کو دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوھو اقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی تمہیں مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو، عدل کرو یہی تقوی کے قریب تر ہے۔ تیسری جگہ اس ضابطے کو ان الفاظ سے بیان فرمایا لا یجرمنکم شنان قوم ان تعتدو۔ کسی قوم سے ناراضگی تمہیں اس پر برانگیختہ نہ کر دے کہ تم زیادتی کرنے لگو۔ ان ارشادات سے ظاہر ہے اسلام کسی سے

Marfat.com

بھی ناروا سلوک کو ناجائز و حرام قرار دیتا ہے تو جن کا ذمہ خود اسلام نے لیا ہے ان سے ناانصافی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

چوتھا حق

ہر شخص کا طبعی حق ہے کہ وہ جس ملک کا باشندہ ہے، جس قانون کے تحت وہ زندگی بسر کر رہا ہے وہاں پر صحیح مساوات کے اصول سے استفادہ کرے۔ قانون میں کوئی بڑا نہ ہو اور نہ ہی کوئی چھوٹا ملکی مراعات سے سبھی استفادہ کریں۔ اسلام نے اس اصول کو مستحکم کرنے اور غرور و تکبر کو توڑنے کے لئے ضابطہ فرمایا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں مذکر و مونث سے پیدا کیا اور قبائل میں تقسیم کر دیا کہ ایک دوسرے سے متعارف رہو۔ زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ خدا ترس ہے۔ اس عنوان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بیان فرمایا "لا فضل للعربی علی عجمی ولا عجمی علی عربی"۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، اور نہ کسی گورے کو کالے پر نہ کسی کالے کو گورے پر۔ الا بالتقوٰی۔ مگر تقوٰی سے۔ اس نظام میں تمام افراد کو یکساں مواقع دیے گئے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کو مانگتے دیکھا تو فوراً اس کا جزیہ معاف کر دیا بلکہ بیت المال سے اس کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا اور ناظم مالیات سے فرمایا واللہ ما انصفناان اکلنا شبیبہ ثم نخزلہ عند الھرم"۔ ہم نے انصاف نہیں کیا جوانی میں اس سے فائدہ اٹھائیں اور بڑھاپے میں ذلیل کریں۔ مسیحی علماء فاروق اعظم کے اس ارشاد سے اندازہ کریں کہ ذمیوں سے کس قدر کمال محبت ہے۔

پانچواں حق

زندگی بسر کرنے کیلئے انسانوں کا ایک دوسرے سے تعاون اہم ترین مسئلہ ہے۔ ذمی

Marfat.com

اور غیر ذمی دونوں ایک ملک کے باشندے ہیں۔ ان دونوں کو آپس میں میل جول کے ساتھ زندگی گزارنا ہے۔ اس ضابطے کو اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس طرح بیان فرمایا تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ نیکی اور پرہیزگاری میں تعاون کرو لڑائی میں تعاون نہ کرو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام اچھائی سے تعاون کا حکم دیتا ہے خواہ وہ ذمی ہی سے کیوں نہ ہو اور لڑائی سے عدم تعاون کا حکم دیتا ہے خواہ وہ مسلمان سے ہی کیوں نہ ہو۔ اب آپ خود ہی سوچ لیں کیا آپ سے ناانصافی کا امکان ہوسکتا ہے

چھٹا حق

ہر شخص کا فطری حق ہے کہ اُسے اس کی انفرادی ملکیّت کا تحفظ حاصل ہو کہ وہ اپنی ریاست میں امن کی زندگی بسر کر سکے۔ اسلام نے اس کے تحفظ کی ضمانت اس طرح دی ہے۔ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ ۔ اس حکم کے مخاطب سبھی انسان ہیں جس سے ظاہر ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مال کو، یا ذمی کے مال کو یا ذمی کسی ذمی کے مال کو باطل طریقہ سے نہ لے۔ اس حکم کے بعد آپ خود سوچ لیں کہ اسلام نے تحفظِ ملکیّت کا کتنا واضح حکم دیا ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرامٌ کحرمة یومکم ھذا تمہاری عزتیں، تمہارے مال، تمہاری جانیں ایسی ہی عزت والی ہے جیسے آج کے دن کی عزت ہے۔ سبھی علماء غور کریں کس قدر مضبوط الفاظ میں ذمیوں کے حقوق کا درس دیا گیا ہے۔ اور ان کا احترام کیا گیا۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے گا تو اس کا قصاص (بدلہ) بھی مسلمان کے بدلہ کی طرح ہی لیا جائے گا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا حضور علیہ السلام نے اس کے قتل کا حکم نافذ فرمایا اور فرمایا انا احق من وفی بذمته (عنایہ) اس کے ذمہ کو پورا کرنے کا زیادہ حقدار

Marfat.com

میں ہوں"۔

عدالتِ فاروقی کا فیصلہ کبیر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ جب یہ مقدمہ خلیفہ ثانی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچا تو عدالتِ فاروقی سے حکم جاری ہوا کہ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے چنانچہ وہ مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا گیا اور انہوں نے اُسے قتل کر دیا۔

عدالتِ علوی کا فیصلہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مسلمان نے ذمی کو قتل کر دیا۔ دلائل و گواہ مکمل ہو جانے پر عدالت علوی نے قتل کا حکم دے دیا۔ مقتول نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور! معاف کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا لعلھم فزعوک او ھددوک شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرایا، یا مرعوب کیا ہو، پھر اس نے عرض کی حضور! مجھے خون بہا مل چکا ہے۔ تب آپ نے رہائی کا حکم جاری فرمایا۔

اسلام نے ایک دوسرے کی عزت کے تحفظ کے لئے جو ضابطہ فرمایا وہ سبھی کے لیے ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے لئے۔ لا یسخر قوم من قوم کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے ولا تنابزوا بالالقاب ایک دوسرے کو بُرے القاب سے نہ بلایا جائے۔ نظامِ مصطفےٰ نے ہر شخص کو حق دیا ہے کہ وہ اپنی نجی زندگی کو محفوظ بنائے۔ وہ ذمی ہو یا مسلمان۔ ارشاد ہوتا ہے لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے اسلام چاہتا ہے کہ ہر شخص کی گھریلو اور بے تکلف زندگی دوسروں سے محفوظ رہے۔ اگر اسلامی ریاست میں کسی پر کسی قسم کی زیادتی ہو تو اُسے اسلام حق دیتا ہے کہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ لا یحب الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ کوئی شخص برائی، یا بیہودہ گوئی پر زبان کھولے مگر یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔

Marfat.com

ساتواں حق

ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ریاست وملک میں اپنے نظریات کی آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر سکے اور کسی قسم کے جبر و تشدد کے بغیر اپنے نظریات و موقف پر کاربند رہ سکے۔ اسلام نے اس امر کی ضمانت بطریقِ احسن دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین اسلام مجبور نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے نظریات کو ترک کرے اور اسلام میں داخل ہو۔ ہاں! داخل ہونے کے بعد نکلنے کو بد ترین جرم قرار دیتا ہے۔

نظامِ مصطفےٰ ذمیوں کو مکمل طور پر آزادی دیتا ہے۔ اگر کوئی ذمی اپنے ماحول میں اپنے خیالات کا اظہار و پرچار کرتا ہے تو اسلامی نقطۂ نگاہ سے وہ مجرم قرار نہیں پاتا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا لا نبدء کم تقبال مالم تحد ثوا فساداً (اگر تمہاری طرف سے فساد نہ ہوا تو ہم بھی لڑائی نہیں کریں گے۔

آٹھواں حق

شخصی آزادی ہر فرد کا بنیادی حق ہے۔ اِس مقدس نظام میں کسی ذمّی کی شخصی آزادی سلب نہیں کی گئی نہ ہی اُسے ذاتی ملکیت سے محروم کیا گیا ہے۔ کسی شخص کو محض شبہ کی بنا پر سزا نہیں دی جاتی۔ جرم ثابت کئے بغیر اور صفائی کا موقعہ دیے بغیر اُسے آزادی کی نعمت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

حدیث شریف میں ہے ۔ مدینہ منورہ کے کچھ لوگ شبہ کی بناء پر گرفتار کئے گئے۔ ایک جمالی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے ہمسائے کو کس جرم میں پکڑا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے سکوت فرمایا کہ ناظم الامور کوئی وجہ معقول رکھتا ہے تو بیان کرے۔ الیسا نہ ہونے پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ (ابو داؤد شریف)

Marfat.com

مِلّتِ اسلامیہ نے ذمّیوں کا ساتھ دیا

تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی مسلمان حکمران سے ذمّیوں پہ زیادتی ہوئی تو پوری ملّتِ اسلامیہ نے ایسے حکمران کو ملامت کی اور ذمیّوں کا کھُل کر ساتھ دیا۔ ولید بن یزید نے قبرص کے ذمّیوں کو جلا وطن کیا تو پوری ملّتِ اسلامیہ اس کے خلاف سراپا احتجاج بن گئی اور اس کے اس اقدام کو شدید ترین گناہ اور اس فیصلے کو بدترین ظُلم قرار دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تحریکیں چلتی ہیں تو بڑی سے بڑی تولوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جاتی ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کی اس تحریک سے ولید کے پاؤں اکھڑ گئے، تخت ہل گیا، وہ اپنے فیصلے پر نادم ہوا اور اُسے ذمیوں کو معذرت کے ساتھ واپس لاکر قبرص میں آباد کرنا پڑا ـــ آپ یقین کریں۔ اسلامی نظام نافذ ہونے کے بعد آپ سے کوئی زیادتی ہوئی تو پوری ملت اسلامیہ آپ کے ساتھ ہوگی۔

عمر بن عبد العزیز کا اہم فیصلہ

تاریخ اسلام کا یہ اہم واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ ولید بن عبد الملک نے دمشق کے یوحنا گرجا پر قبضہ کر کے مسجد میں شامل کر دیا تھا۔ ذمّیوں نے ولید کے اس اقدام کے خلاف عمر بن عبد العزیز کے سامنے شکوہ کیا تو آپ نے مسجد کا وہ حصہ جو گرجا کی زمین پہ تعمیر تھا گرا کر عیسائیوں کے سپرد کر دیا۔ غور کریں مسجد کا گرانا کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے مگر ذمیوں سے حق و انصاف اُن کی دلجوئی اور ان کے حقوق کا تحفظ پیش نظر تھا۔

وصولی جزیہ پر نرمی کا حکم

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جزیہ وصول کرنیوالے حکام کو ہدایت کی کہ ذمیوں سے جزیہ وصول کرتے وقت ان سے نرمی کی جائے۔ لا یکلفوا فوق طاقتھم انہیں اپنی

Marfat.com

طاقت سے زیادہ ادا کرنے پر تنگ نہ کیا جائے۔

★ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حکام کو ہدایت فرمائی تھی کسی ذمی کے پاس جزیہ نہ ہو تو اس کے بدلہ میں اس کا مال نیلام نہ کیا جائے، ان کے گرمی کے کپڑے، ان کے کھانے کا سامان، ان کے جانور جن سے وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں جزیہ یا خراج وصول کرنے کی خاطر ہرگز نہ بیچے جائیں۔

★ نہ کسی کو کھڑا کر کے سزا دی جائے۔ ہم حکام کا کام نرمی کرنا ہے اگر تم نے میرے حکم کے خلاف کیا تو اللہ کے ہاں جواب دہ تم ہی ہو گے۔ اگر مجھے تمہاری خلاف ورزی کی اطلاع ملی تو تمہیں معزول کر دوں گا۔ (کتاب الخراج)

★ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے شام کے حکام کو لکھا، وصولی جزیہ پر سختی مت کرنا ورنہ قیامت کو عذاب میں مبتلا ہو گے۔ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں انہیں عذاب دیگا۔ (کتاب الخراج)

★ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا معاملہ ہے کہ خلفاء راشدین نے ذمیوں کو محرمات سے نکاح، شراب اور خنزیر کے معاملہ میں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا اسی لیے تو انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا ہے کہ انہیں ان کے عقیدہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دی جائے آپ کا کام پچھلے طریقہ کی اتباع کرنا ہے نہ کہ نیا طریقہ جاری کرنا

الغرض

یہ مقدس نظام

★ یہ مقدس نظام ذمی کو بھی وہی مراعات دیتا ہے جو مسلمان کو حاصل ہیں

★ یہ مقدس نظام ملازمتوں کے دروازے اُن پر بھی کھلے رکھتا ہے۔

★ یہ مقدس نظام معاشی معاملات میں ذمیوں کو مسلمانوں سے الگ نہیں رکھتا۔

★ یہ مقدس نظام فوجداری اور دیوانی قوانین میں مسلمان اور ذمی کے درمیان کوئی تفاوت روا نہیں رکھتا

Marfat.com

★ یہ مقدس نظام ذمیوں کو اپنے حلقہ میں مذہبی تہوار منانے کی کھلی اجازت دیتا ہے۔

★ یہ مقدس نظام ذمیوں کے تمام شخصی اور مذہبی پرسنل لاء کے تحت عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

★ یہ مقدس نظام ذمیوں کو حق دیتا ہے کہ حکومت کے نظم و نسق میں جس بات کو حق سے دور پائیں اس پر شکایت و تجاویز آزادی سے دیں۔

★ یہ مقدس نظام ضمانت دیتا ہے کہ ذاتی معاملات اُن کے عقیدہ کے مطابق ہوں گے۔ خواہ وہ اسلامی نظریہ کے منافی ہی کیوں نہ ہوں۔

★ یہ مقدس نظام غیر مسلموں کو جو حقوق دیتا ہے وہ یہ لحاظ کئے بغیر دیتا ہے کہ غیر مسلم حکومتیں اور قوانین مسلمانوں کو کیا کچھ دیتے ہیں یا دیتے ہی نہیں غیر مسلم انصاف کریں تو مسلمان انصاف کریں۔ وہ ظلم کریں تو یہ بھی ظلم کریں۔ ایسا نہیں بلکہ اس نظام کے اصول اٹل ہیں جو بن چکے ہیں۔

Marfat.com

تذکرہ اولیائے کاملین

Marfat.com

بابا کی نگری سے خواجہ کی گلی تک ایک

یادگار مگر پُر کیف سفر

خواجہ کے دیوانے اشکوں کے نذرانے

یہ میری انتہائی سعادت تھی کہ مجھے امسال پھر ایک مرتبہ سلطان الاولیاء مرکزِ دہر و فانائبِ رسول اللہ فی الہند حضور سیدنا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

۳ر مارچ کی مبارک صبح تھی ـــــ میرے غریب خانہ پر میرے درویش سفر کے ساتھی برادرم حاجی سردار علی صاحب صدر جامعہ فریدیہ۔ حاجی محمد اسلم صاحب مہتاب فلور ملز۔ حاجی فیض محمد صاحب (مرحوم) کے صاحبزادے محمد یوسف۔ عزیزی محمد سعید فریدی جنہوں نے میری حاضری کا اہتمام کیا موجود تھے۔

لاہور تک جانے کے لئے عزیزی حاجی احسان الحق فریدی۔ محمد سلیم۔ محمد اسماعیل فریدی۔ پیر محمد اسلم الفریدی، عبدالقدیر فریدی تیار تھے۔ نمازِ صبح ادا کی۔ والدین کریمین کے مزار پر حاضری کے بعد سفر کا آغاز کیا۔ آستانہ ہجویری پر پہنچے تو میرا نام پکارا جا رہا تھا۔ چند منٹ تاخیر سے پہنچے کہ راستہ میں دھند کے باعث گاڑیاں آہستہ چلیں۔

Marfat.com

آستانہ ہجویری پر مجھے چند منٹ تقریر کرنے کے لئے کہا گیا۔ میں نے اپنی تقریر میں اس مبارک سفر کا ذکر کیا کہ ہمیں بلایا جارہا ہے خواجہ بلا رہے ہیں اور داتا بھجوا رہے ہیں۔ حاضرین پر رقت طاری تھی۔ زائرین کی دستار بندی کرائی گئی اور قافلہ روانہ ہوا۔ بعد نماز ظہر واہگہ بارڈر کراس کیا۔ واہگہ چیک پوسٹ پر چک نمبر ۸۶/ ۶۔ آر ساہیوال سے وابستہ کسٹم آفیسر نے پہچان لیا اور بے پناہ محبت و عقیدت کا مظاہرہ کیا۔ اللہ کریم اسے جزائے خیر دے۔

پاک بارڈر پار کرکے ہم نے اپنے آپ کو محبوس پایا۔ اپنے ملک میں جو خوشی محسوس ہوتی تھی وہ نایاب تھی۔ اگر خواجہ غریب نواز کا آستانہ باعث کشش نہ ہوتا تو میں وہیں سے واپس ہوجاتا۔

بھارتی کسٹم پر اکثریت سکھوں کی ہے۔ نہ معلوم کہ قلی اس دن ہڑتال پر کیوں تھے کیا بعید کہ یہ ہڑتال مصنوعی ہو جس سے صرف ہمیں پریشان کرنا ہی مقصود ہو۔ کسٹم کے عملہ کی سستی اور لاپرواہی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ تین صد افراد کی چیکنگ پر پانچ گھنٹے صرف ہوئے۔ چیکنگ سے فارغ ہوکر بسوں پر اٹاری پہنچے تو رات ہوگئی۔ سیٹیں بُک تھیں رات کو سفر کرایا گیا۔ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ ہمارے اس سفر میں اور ملزموں کو آنکھیں بند کرکے لے جانے میں کوئی فرق نہیں۔ صبح ہوتے ہی ہم دہلی پہنچ گئے۔

دہلی ریلوے اسٹیشن

دہلی ریلوے اسٹیشن سترہ پلیٹ فارموں پر مشتمل ہے جو ساخت

Marfat.com

کے لحاظ سے لاہور ریلوے اسٹیشن سے ملتا جلتا دکھائی دیتا ہے۔ اس اسٹیشن پر اکا دکا مسلمان چہرے دکھائی دیتے ہیں۔ برقعہ پوش خواتین بھی چلتی پھرتی نظر آئیں جس سے اسلامی شعار کی جھلک نمایاں تھی۔ ہمیں ریلوے ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا گیا۔ پولیس کی سنگینوں کے سائے میں مختلف مزارات کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

بس سٹاپ پر رُکی تو معلوم ہوا کہ یہ دربار محبوب الٰہی ہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ رقت و کیف کا عجیب منظر ہے۔ خواجہ محبوب الٰہی کے آستانہ پر فقیروں کا بے پناہ ہجوم ہے اور منگتے قطار در قطار دکھائی دے رہے ہیں۔ بغیر عرس کے عرس کا سماں معلوم ہوتا ہے۔ کمزور آدمی کا گزر محال ہے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے درِ اقدس پر چادر پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ زائرین نے قبرِ انور کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اجتماعی دعا کی سعادت میرے حصہ میں آئی۔ یہی وہ آستانہ ہے جہاں علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

فرشتے پڑھتے ہیں جسے وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری فیض عام ہے تیرا

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے حضور

آستانہ عالیہ خواجہ نظام الدین علیہ الرحمہ کے صحن میں حضور سیدنا امیر خسرو علیہ الرحمہ کا مزار شریف ہے۔ آپ محبوب الٰہی کے محبوب خدام

Marfat.com

میں سے ہیں۔ آپ ۶۵۳ھ (۱۲۵۵ء) میں خاندانِ غلاماں کے عہدِ حکومت میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام ابوالحسن رکھا گیا۔ آپ چونکہ شاعری میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ آپ کا تخلص خسرو تھا اسی لئے آپ امیر خسرو کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت امیر خسرو کو اپنے شیخ حضرت محبوبِ الٰہی سے بیحد محبت تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس وقت حضرت محبوبِ الٰہی کا وصال ہوا اس وقت امیر خسرو سلطان محمد شاہ کے ہمراہ بنگال گئے ہوئے تھے۔ جب آپ کو محبوب مرشد کے وصال کی خبر ہوئی تو دیوانہ وار دوڑتے ہوئے آئے اور مزارِ اقدس پر آگرے روتے جاتے اور یہ کہتے جاتے ؎

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا میروی

حضور خواجہ محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدِ باصفا اور جانباز عاشق امیر خسرو کی درخواست کو سُنا اور جواباً فرمایا ؎

من نے روم بہر محمد مصطفےٰ
آنکہ آمد دینِ ما ایمانِ ما

حضرت محبوبِ الٰہی کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ اگر ایک قبر میں دو شخصوں کے دفن کرنے کی اجازت شریعت نے دی ہوتی تو امیر خسرو کو اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کرتا۔ نیز فرمایا کرتے کہ تیری زندگی میری زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب ہم نہ رہیں گے تو تُو بھی اپنے آپ کو دنیا میں نہ سمجھنا۔ چنانچہ وہی ہوا کہ چھ ماہ بعد آپ بھی محبوب شیخ سے جا ملے اور وصیت کے مطابق حضرت

Marfat.com

محبوبِ الٰہی کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔ آج ہماری نظریں آپ کے مزارِ اقدس کو دیکھ رہی ہیں۔ چادر کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد اجتماعی دعا کی سعادت میرے حصہ میں آئی۔

حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حضور

حضرت محبوب الٰہی کے دربار سے ہمارا قافلہ نم دیدہ نظروں اور لرزیدہ قدموں سے دلّی کے بازاروں سے گزرتا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ پُر انوار کی طرف رواں تھا۔ زبان پر ذکر کلمہ شریف اور قطب صاحب کے حضور ہدیۂ عقیدت لئے قدم قطبِ پاک کے آستانہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جوں جوں منزل قریب آرہی تھی ذوق میں اضافہ ہو رہا تھا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری کے مرید باصفا اور سلطان الاولیاء گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں۔ شیخ الاسلام خواجہ بحر و بر سیدنا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے آقائے نعمت ہیں۔ خاندانِ چشت کے چشم و چراغ ہیں۔ خواجہ اجمیری نے دلی کی ولائیت آپ کے سپرد فرمائی تھی۔

پاکستانی زائرین انہیں مقدس ہستی کے آستانہ پر نظریں جمائے پُرنم آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اژدہامِ خلائق ہے۔ آستانہ عالیہ پر چادر پیش کی اجتماعی دعا ہوئی اور اس سعادت کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔

Marfat.com

حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے حضور حاضری

حضور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی حاضری سے فارغ ہوئے تو حضور سیدنا خواجہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ یہاں بھی کیف و سرور اور ذوق و محبت کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ چادر شریف پیش کی گئی اور اجتماعی دعا کی۔

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خانوادۂ چشت کے درخشندہ چراغ ہیں اور حضرت محبوبِ الٰہی کے جانشین ہیں۔ آپ نو سال کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ تعلیم و تربیت کا سارا بار آپ کی والدہ ماجدہ نے اٹھایا بیس سال کی عمر میں تمام علوم حاصل کر لئے۔ ۴۲ سال کی عمر میں آپ دہلی سے تشریف لائے اور حضرت محبوبِ الٰہی سے بیعت ہو گئے۔ آپ کا شجرۂ بیعت اٹھارہ واسطوں سے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے آپ نے اپنے پیر و مرشد سے ۳۲ سال بعد وفات پائی۔ جس حجرے میں آپ رہتے تھے وہیں آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور

حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار کی حاضری سے فارغ ہو کر حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی طرف قدم بڑھنے لگے۔ راستہ میں سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ اور اس کے ساتھ ہی اس کی تیار کردہ مسجد "قوت الاسلام" سے گزر ہوا۔ یہ مسجد سرزمینِ ہندوستان پر پہلی مسجد ہے۔ یہ وہی سلطان التمش ہیں جنہیں

Marfat.com

حضور قطب الدین کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہے۔ حضورؒ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ پڑھائے جس کی نماز عصر کی سُنتیں بھی قضا نہ ہوئی ہوں۔

زائرین کا یہ قافلہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم رہنما اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد و مربّی حضرت خواجہ باقی باللہ کے دربار گوہر بار میں حاضری ہوئی۔ یہاں بھی چادر کا نذرانہ پیش کیا گیا عجیب کیف و سرور میں اجتماعی دعا ہوئی۔ باہر نکلے تو حضرت ملاّں جیون علیہ الرحمۃ کی قبر شریف کی زیارت ہوئی۔ آپ شہنشاہِ ہند حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔

روانگی اجمیر

۴ بجے شام دہلی سے اجمیر شریف کے لئے روانگی ہوئی اور یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس عظیم اور بین الاقوامی شہر میں لب سڑک خانہ بدوشوں کی جھگیاں دہلی کے باہر بھی کئی میلوں تک پھیلی ہوئی ہیں جو بھارت کی معیشت کی عکاسی کر رہی ہیں۔ اجمیر تک کا سفر بھی رات کو ہی کرایا گیا۔ ۴ر مارچ کی صبح سرزمین اجمیر میں طلوع ہوئی۔

اجمیر شریف

اجمیر شریف پہاڑوں میں گھرا ہوا ایک شہر ہے۔ سبزہ زار اور باغات کی وادی ہے۔ اجمیر شریف کے اندرونی حصہ میں تنگ گلیاں ہیں گویا یہ شہر پہاڑوں کی نسبت سے مکہ مکرمہ کی یاد دلاتا ہے۔ باغات و سبزہ زار

Marfat.com

مدینہ منورہ کا تصور پیش کرتے ہیں اور اندرونِ شہر تنگ گلیاں پاکپتن شریف (بابا کی نگری) کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہاں ہمیں سنٹرل سکول کی عمارت میں ٹھہرایا گیا۔ یہاں غسلخانوں کا انتظام نہایت ناقص اور اخبار سے محرومی رہی۔ کمشنر اجمیر کی طرف سے لکشمی پارک میں زائرین کو استقبالیہ دیا گیا اور کمشنر نے خطبہ استقبالیہ میں امن پر زور دیا جوابی تقریر میں میں نے کہا کہ یہ تین صد افراد صرف زائرین ہی نہیں یہ امن کے سفیر بھی ہیں۔ ہمارا تو نصب العین ہی امن ہے۔ گذشتہ دنوں جنگی مشقوں کے دوران جب سرحدوں کے حالات خراب تھے تو وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو نے راجیو سے فون پر بات کر کے امن کی پہلی اینٹ رکھی۔ اس کے بعد صدر ضیاء الحق نے کرکٹ کے کھیل کے میدان میں بھارت کے صدر ذیل سنگھ سے ملاقات کر کے امن کی دوسری اینٹ رکھی۔ پھر اسلام آباد میں سفراء کی کانفرنس میں امن کی تیسری اینٹ رکھی گئی اور اب میں ان تین صد امن کے سفیروں کے ساتھ چوتھی اینٹ رکھ رہا ہوں۔

اور جو چادر ہم خواجہ کے حضور پیش کرنے کے لئے لائے ہیں درحقیقت یہ امن و آشتی کی چادر ہے جو بھی اپنے دامن کو اس سے وابستہ کرے گا وہ امن میں آجائے گا اور اگر اس امن کو نقصان پہنچانے کے لئے کسی طرف سے کوئی طوفان اٹھا تو ہم اس چادر کے بندھن سے طوفان کا رخ موڑ کر خواجہ کی یاد تازہ کر دیں گے۔ آج بھی اناساگر اور تاراگڑھ جس کی گواہی دے رہے ہیں۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ میں خواجہ غریب نواز کی حکومت میں کھڑا ہوں۔

Marfat.com

خواجہ کے دربار میں

پاکستانی زائرین کا قافلہ چادر شریف کو لیئے ہوئے جلوس کی شکل میں دربارِ خواجہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حضرت خواجہ کے حضور مختلف چادروں کے نذرانے پیش ہوئے لیکن پاکستانی چادر کی دھوم پورے اجمیر شریف میں مچی ہوئی ہے۔ دُور دُور سے آئے زائرین اسی انتظار میں ہیں اور چادر کے اس جلوس میں شامل ہونے کے منتظر ہیں۔ اجمیر شریف میں بسنے والے ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی سبھی دیدار کرنے کے لئے بازار میں کھڑے ہیں اور ہندوستانی پولیس ہمارے لئے راستہ بنا رہی ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر جلوس رکتا رہا اور مختصر سا خطاب اور نظمیہ اشعار کی صورت میں حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا جا رہا ہے جنہیں سنکر ہر آنکھ عقیدت کے موتی بہا رہی ہے۔ ہمارا قافلہ باوقار طریقے سے دربارِ خواجہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ سڑک کے دونوں طرف اور مکانوں کی چھتوں پر ہزاروں لوگ جلوس کا نظارہ کر رہے ہیں۔ راستہ میں جلوس پر پھولوں کی پتیاں نچھاور ہو رہی ہیں اور ایک عجیب سماں ہے۔

ہر چوک میں مجھے تقریر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہندو مسلم سبھی اس تقریر کو سُن رہے ہیں۔ راستہ میں ہر جگہ پھولوں کی بارش اور عطر و گلاب کی شیشیاں انڈیلی جا رہی ہیں۔ نعرۂ تکبیر اور اسلام زندہ باد کے فلک شگاف نعروں میں چھوٹے چھوٹے مسلمان اور ہندو بچے بھی ساتھ دے رہے ہیں۔ جب یہ جلوس دربارِ خواجہ میں پہنچا ۔ آہ و فغاں

Marfat.com

درد و کرب ہا و ہو کا عالم قابلِ دید تھا۔ آستانہ غریب نواز کے سامنے ہر زائر وجد کناں ہے۔ ؎

تیرے دَر کا ہوا آمنا سامنا
تھامنا یا معینِ زماں تھامنا
طعنہ دے گا زمانہ شہا آپ کو
گر بگڑی یہ قسمت ہماری گئی

آخر وہ وقت آ ہی گیا — جس کا انتظار تھا — مسافرِ اجمیر منزلِ شوق تک پہنچا — غلاموں نے اپنے آقا کے حضور سلام پیش کیا — تقریر کی سعادت بھی ہوئی — اور اجتماعی طور پر چادر پیش کی۔

روضۂ انور سے باہر آ کر جو طویل دعا کا سلسلہ شروع ہوا تو ہزاروں ہندو سکھ بھی ہماری دعا میں شریک تھے۔ ان کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر تھیں ؎

کچھ نہ بولوں گا زباں سے ان کی بزمِ خاص میں
آنسوؤں کے ساز پر کہنا ہے افسانہ مجھے

ہندوستانی معیشت

وہ پاکستانی باشندے جو ملک کے خلاف نعرہ بازی اور توڑ پھوڑ اور ہندوستان سے جوڑ توڑ میں مصروف ہیں وہ انتہائی ناشکرے ہیں انہیں چاہیئے کہ ہندوستان کا دورہ کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ وہاں کے عوام پر کیا بیت رہی ہے۔ وہ غربت و افلاس

کے شکنجے میں کس طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر پاکستانی معیشت کا موازنہ کریں۔ وہاں کا مزدور اگر پچیس[۲۵] روپے یومیہ کما لے تو وہ خود کو انتہائی خوش قسمت تصور کرتا ہے جب کہ پاکستانی مزدور سو[۱۰۰] روپیہ یومیہ تک کما لیتا ہے۔ ہندوستان سخت معاشی بدحالی کا شکار ہے۔ ہندوستانی زراعت ہماری زراعت کے مقابلہ میں پچیس[۲۵] اور سو[۱۰۰] کی نسبت سے ہے۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
کے
افکار و تعلیمات

آپ کی یہ تقریر ۱۹ جنوری ۱۹۷۵ء کو نشر ہوئی

★ **مخدوم الاقطاب** حضرت بابا صاحب نے دورِ حیات میں حق گوئی کے اصول کو خود اپنایا۔ اور خدام کو حکم فرمایا۔ اجودھن کے جابر حاکم کو فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے افسر تم سے اچھا سلوک کریں۔ تم بھی اپنے ماتحت عملہ پر ظلم ختم کر دو۔ اور اُن سے اچھا برتاؤ کرو مظلوموں کی فریاد کو فوراً پہنچو ورنہ تمہاری دُعا بھی قبول نہیں ہوگی۔

★ **شیخ العالم** حضرت بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمہ اپنی تعلیمات میں اکلِ حلال اور صدقِ مقال کے اصول پہ کاربند رہنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ پاکیزہ اور سادہ خوراک کو پسند فرمایا کرتے۔ لقمۂ حلال سے باطن میں نور پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے جذبات اُبھرتے ہیں۔ لقمۂ حرام قربِ خداوندی کے لئے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے زبردست رُکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔ اسی احتیاط کے پیشِ نظر فرمایا "نان ہر کس مخور ہر کس را بدہ" ہر ایک کی روٹی نہ کھا تجھے کیا معلوم یہ لقمۂ حلال ہے یا حرام۔

★ **امام الواصلین** حضرت بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمۃ اپنی تعلیمات میں خصوصاً فرمایا کرتے کہ بُری صحبت حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تحفظ سے معذور کر دیتی ہے تو بندہ خدائی حدیں توڑنے لگ جاتا ہے۔" فرمایا کرتے "متکبر دولت مند کی صحبت

Marfat.com

دِل کو مُردہ بنا دیتی ہے۔ اور عاقبت خراب کر دیتی ہے۔ آپ اِس باب میں ارشادِ خداوندی "یا ایُّھا الذِین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصَّادِقِین" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچّوں کا ساتھ دو' پر سیر حاصل تبصرہ فرماتے ہوئے بُری محفلوں اور مجلسوں میں جانے اور بیٹھنے سے منع فرماتے۔

★ **شیخ الاسلام** حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ ۔۔۔ اپنے متوسلین اور معتقدین کو عفو، درگذر کے موضوع پر بھی ارشاد فرماتے رہے ۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ آپ کسی کی اذیت رسانی کے باعث بیمار ہو گئے صحت یاب ہو جانے پر خدام میں سے کسی نے عرض کی حضور تکلیف دہندہ ظالم سے انتقام نہ لیا جائے۔ فرمایا "چوں در حق من خدائے تعالیٰ صحت بخشید من بہ شکرانہ آں صحت عفو کردم" جب اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت سے نواز لیا ہے تو مَیں نے بھی صحت شکرانہ میں اُس شخص کو معاف کر دیا ہے ۔۔۔ ایک مرتبہ اجودھن کے قاضی نے آپ کے صاحبزادہ شیخ شہاب الدّین گنجعلم علیہ الرحمہ کو گالیاں دیں تو صاحبزادہ صاحب نے اپنی دُکھ بھری داستاں حضرت بابا صاحب سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ "جور و جفائے ایشا بکشید کہ کشندہ باشد" اُن کی سختیاں اُٹھاؤ کہ برداشت کرنیوالا غالب ہوتا ہے۔ صبر کرو۔ بُرائی کا جواب برائی نہیں بلکہ عفو و درگذر ہے۔ اجودھن کا یہ قاضی مسلسل ۱۸ برس تک آپ کو تنگ کرتا رہا مگر آپ نے ہمیشہ درگذر فرمایا اور خدام کو اِسی اصُول پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اُورا یار باد ؛ وآنکہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد
ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی ؛ ہر گلے کز باغ عُمرش لشگفد بے خار باد

جو ہمارا خیر خواہ نہیں خُدا اُس پر رحم فرمائے۔ اور جو ہمیں تکلیف دیتا ہے۔ خُدا اُسے آرام دے۔ جو کوئی ہماری راہ میں کانٹے بچھاتا ہے خدا کرے اُس کی عمر کے باغ کا ہر پھُول بے کانٹا ہو۔ آپ نے عفو و درگذر کے باب میں اس ارشاد کی تبلیغ فرمائی ہے "صِل

Marfat.com

مَن قطعکَ واعف عمن ظلمکَ و احسن الیٰ من آساءَ الیکَ"

جو تجھ سے برائی کرے۔ تو اُس سے اچھائی کر۔

بدی را بدی سہل باشد جزا ؛ اگر مردی احسن الیٰ من اساء

★ سلطان الاولیاء حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ ـــ اپنی تعلیمات میں بکثرت فرمایا کرتے ـــ "ہم میں سے ہر ایک کا مرنا جینا اللہ کے لئے ہونا چاہیئے اور زندگی کا ہر لمحہ اپنے خالق و مالک کی یاد میں گزارا جائے" ـــ فرمایا کرتے ـــ

"حیات آنست کہ درویش بذکرِ حق مشغول باشد"

زندگی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے

محبوبِ الٰہی نظام الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔ کہ ایک مرتبہ مجھے سلطان اولیاء بابا صاحب کی دربانی کا شرف نصیب ہوا۔ حضور بابا صاحب پر رقت کا عالم طاری تھا اور وجدانی کیفیت میں فرماتے تھے:

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم ؛ خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصودِ من بندہ ز کونین توئی ؛ از بہر تو میرم از برائے تو زیم

میری خواہش ہے کہ تمام عمر آپ کی طلب میں بسر ہو۔ خاک ہوجاؤں اور آپ کے قدموں کے نیچے زندگی گذاردوں۔ میرا مطلوب تو دونوں جہاں میں صرف آپ ہی ہیں۔ میری موت بھی آپ کے لئے ہو اور حیات بھی۔

★ شیخ الاولیاء بابا فرید الدین علیہ الرحمۃ اپنے ارشادات میں جمع رکھنے پر نفرت کا اظہار فرمایا کرتے اور خدام سے فرماتے ـــ مال ہمیشہ رہنے کی چیز نہیں ہے۔ اس کی محبت خدائے قدوس سے دوری کا سبب بن جاتی ہے۔ اور انسان اپنے اصلی مقصدِ حیات کو کھو بیٹھتا ہے ـــ فرمایا کرتے ـــ "مستقبل کے لئے ذخیرہ کرنا توکل اللہ میں کمی اور ملک میں اقتصادی بدحالی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے" ـــ

Marfat.com

ایک دن حضرت بابا صاحب کے ہاں نذرانہ کچھ رقم آئی۔ آپ نے وہ رقم حضرت مولانا بدر الدین اسحاق علیہ الرحمہ کو فقراء میں تقسیم کے لئے دی۔ حضرت مولانا نے رقم کا کچھ حصہ بچا لیا۔ کہ پھر کام آئے گا۔ حضرت بابا صاحب نے نماز پڑھنا شروع کی اور پھر اچانک نماز توڑ کر فرمایا۔ مولانا نماز میں ذوق کیوں نہیں۔ عرض کی حضور کچھ رقم بچی پڑی ہے۔ فرمایا "جمع کردن مال شیوہ ما نیست بروید و در غربا تقسیم بکنید" مال جمع کرنا ہمارا شیوہ نہیں جایئے اور غرباء میں تقسیم کر دیجیے۔

★ **قطب عالم** حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ — اپنے ارشادات و تعلیمات میں لذائذ نفس کے لئے قرض اٹھانے کے خلاف بھی فرمایا کرتے تھے — ایک مرتبہ لنگر خانہ میں نمک ختم ہو گیا تو محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ نے نمک قرض لے کر لنگر میں ڈلوایا۔ دسترخوان بچھایا گیا تو قطب العالم نے لقمہ اٹھایا اور رکھ دیا۔ فرمایا نمک کہاں سے آیا۔ عرض کی گئی۔ حضور قرض لیا گیا ہے۔ فرمایا — "نظام الدین اگر درویشاں بفاقہ بمیرند برائے لذت نفس قرض نمیگرند"۔ نظام الدین! درویش فاقہ سے مر کیوں نہ جائیں لذت نفس کے لئے قرض نہیں اٹھاتے۔

Marfat.com

شیخ الاسلام سیدنا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی یہ تقریر ۱۹ جولائی ۱۹۷۲ء کو ریڈیو پاکستان ملتان سے نشر ہوئی

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمہ اُن مقدس اور بزرگ ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے عہد وسطیٰ کے کفرستان ہند میں شمع اسلام کے نور سے ضیا پاشی کی۔

★ حریق المحبۃ حضرت بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمہ کے زمانہ میں قرامطہ کے عقائد فاسدہ اسلامی دُنیا میں بکثرت پھیل رہے تھے۔ آپ نے گمراہ کن خیالات کی شدت سے تردید کی جہاں جہاں آپ سیاحت و سفر فرماتے اسلامی نظریات کی تبلیغ فرماتے۔ خراسان۔ سیستان۔ کرمان۔ چشت۔ بدخشاں۔ بغداد شریف۔ مکہ مکرمہ۔ بیت المقدس۔ مدینہ منورہ۔ کوفہ۔ بصرہ وغیرہ مقامات تک اپنی مساعی تبلیغ اسلام کو پہنچایا۔ بیت المقدس میں اب تک چلہ خانہ موجود ہے اور زاویہ فریدیہ کہلاتا ہے۔

★ برہان العاشقین حضرت بابا صاحب علیہ الرحمہ نے اجودھن میں تبلیغ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے ادارہ فریدیہ قائم فرمایا۔ اِس عظیم ملی تربیت گاہ میں متوسلین کو تقویٰ۔ خلوص۔ دیانت۔ خدا خوفی۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد کے موضوعات پر خطبات دیے جاتے تھے۔ آپ اپنی اصلاحی مساعی کا آغاز دینی تربیت سے فرماتے۔ ارکان اسلام کی پابندی پر بہت زور دیتے تھے۔ معمولی سے معمولی شرعی فروگذاشت پر مواخذہ فرماتے اور متوسلین سے فرماتے۔ "یا حضرت عہد کردی کہ دست و پائے و چشم خود نگہداری و برنہج شرع باشی"۔ تو نے خدائے ذوالجلال سے عہد کیا ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤں، آنکھ کو بُرائی سے محفوظ رکھے گا اور شریعت کی راہ پر چلے گا۔

Marfat.com

★ قطب العالم حضرت فرید الدین علیہ الرحمہ اپنے ارشادات و تعلیمات میں لذائذ نفس کے لئے قرض اٹھانے کے خلاف بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ لنگرخانہ میں نمک ختم ہوگیا تو محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ نے نمک قرض لے کر لنگر میں ڈلوایا۔ دسترخوان بچھایا گیا تو قطب العالم نے لقمہ اٹھا کر رکھ دیا۔ فرمایا نمک کہاں سے آیا؟ عرض کی گئی حضور قرض لیا گیا ہے۔ فرمایا "نظام الدین اگر درویشاں بفاقہ بمیرند برائے لذتِ نفس قرض نمیگیرند" نظام الدین درویش فاقہ سے مر کیوں نہ جائیں لذتِ نفس کے لئے قرض نہیں اٹھاتے۔

★ شیخ الاولیاء بابا فرید الدین علیہ الرحمہ اپنے ارشادات میں مال جمع رکھنے پر بھی نفرت کا اظہار فرمایا کرتے اور خدام سے فرماتے۔ مال ہمیشہ رہنے کی چیز نہیں ہے۔ اس کی محبت خدائے قدوس سے دوری کا سبب بن جاتی ہے اور انسان اپنے اصلی مقصدِ حیات کو کھو بیٹھتا ہے۔ فرمایا کرتے "مستقبل کے لئے ذخیرہ کرنا توکل علی اللہ میں کمی اور ملک میں اقتصادی بدحالی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔" ایک دن حضرت بابا صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں نذرانہ کی کچھ رقم پہنچی۔ آپ نے وہ رقم حضرت مولانا سید بدرالدین اسحاق علیہ الرحمہ کو فقراء میں تقسیم کے لئے دے دی۔ حضرت مولانا نے رقم کا کچھ حصہ بچا لیا کہ پھر کام آئے گا۔ حضرت بابا صاحب نے نماز شروع کی اور پھر اچانک نماز توڑ کر فرمایا۔ مولانا نماز میں ذوق کیوں نہیں؟ عرض کی حضور کچھ رقم بچی پڑی ہے۔ فرمایا "جمع کردن مال شیوہ ما نیست بدوید و در غرباء تقسیم بکنید" مال جمع کرنا ہمارا شیوا نہیں جائیے اور غرباء میں تقسیم کر دیجئے۔"

★ سلطان اولیاء حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ اپنی تعلیمات میں بکثرت فرمایا کرتے۔ "ہم میں سے ہر ایک کا مرنا جینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا چاہیئے اور زندگی کا ہر لمحہ اپنے خالق و مالک کی یاد میں گذارا جائے۔" فرمایا کرتے تھے "حیات آنست کہ درویش بذکرِ حق مشغول باشد"۔ زندگی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذرے۔ محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ مجھے سلطان الاولیاء بابا صاحب کی دربانی کا شرف نصیب ہوا۔ حضور بابا

Marfat.com

صاحب پر رقت کا عالم طاری تھا اور وجدانی کیفیت میں فرماتے تھے:

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم - خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ زکونین توئی - از بہر تو میرم از برائے تو زیم

میری خواہش ہے کہ تمام عمر آپ کی طلب میں بسر ہو خاک ہو جاؤں اور آپ کے قدموں کے نیچے زندگی گذاردوں میرا مطلب تو دونوں جہان میں صرف آپ ہی ہیں۔ میری موت بھی آپ کے لئے ہو اور زیست بھی۔

★ شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین علیہ الرحمہ اپنے متوسلین و معتقدین کو عفو و درگذر کے موضوع پر بھی ارشاد فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ آپ کسی کی اذیت رسانی کے باعث بیمار ہو گئے صحت یاب ہو جانے پر خدام میں سے کسی نے عرض کی حضور تکلیف دہندہ ظالم سے انتقام کیوں نہ لیا جائے۔ "چوں درحق من خدا تعالیٰ صحت بخشید من بہ شکرانہ آں صحت عفو کردم" جب خدائے قدوس نے مجھے صحت سے نواز لیا ہے تو میں نے بھی صحت کے شکرانہ میں اس شخص کو معاف کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ اجودھن کے قاضی نے آپ کے صاحبزادہ شیخ شہاب الدین گنج علم علیہ الرحمہ کو گالیاں دیں۔ تو صاحبزادہ صاحب نے اپنی دکھ بھری داستان حضرت بابا صاحب سے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ "جور و جفائے ایشاں بکشید کہ کشندہ غالب باشد" ان کی سختیاں اٹھاؤ کہ برداشت کرنے والا غالب ہوتا ہے صبر کرو۔ برائی کا جواب برائی نہیں بلکہ عفو و درگذر ہے۔ اجودھن کا یہ قاضی مسلسل ۱۸ برس تک آپ کو تنگ کرتا رہا مگر آپ نے ہمیشہ درگذر فرمایا اور خدام کو اسی اصول پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد - وآنکہ مارا رنج بدہد راحتش بسیار باد
ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی - ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

جو ہمارا خیر خواہ نہیں خدا اس پر رحم فرمائے اور جو ہمیں تکلیف دے خدا اسے آرام پہنچائے۔ جو کوئی ہماری راہ میں کانٹے بچھاتا ہے خدا کرے اس کی عمر کے باغ کا ہر

Marfat.com

پھول بے کانٹا ہو۔ آپ نے عفو و درگذر کے باب میں اس ارشاد کی تبلیغ فرمائی ہے
"صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك"
جو تجھ سے کٹ جاتا ہے۔ تو اس سے مل جا۔ جو تجھ پر زیادتی کرے تو اُسے معاف کر دے جو تجھ سے برائی کرے تو اس کے ساتھ اچھائی سے پیش آ۔

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اساء

گالی کا جواب گالی سے دے لینا تو بہت آسان ہے۔ اگر تو باہمت مرد ہے تو برائی کا جواب اچھائی سے دے۔

★ امام الواصلین حضرت بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمہ اپنی تعلیمات میں خصوصاً فرمایا کرتے کہ بری صحبت حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تحفظ سے معذور کر دیتی ہے تو بندہ خدائی حدیں توڑنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا کرتے، متکبر دولتمند کی صحبت دل کو مردہ بنا دیتی ہے اور عاقبت خراب کر دیتی ہے۔ آپ اِس باب میں ارشاد خداوندی "یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین"، اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کا ساتھ دو، پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہوئے بری محفلوں اور ناپسندیدہ مجلسوں میں جانے اور بیٹھنے سے منع فرمایا کرتے۔

★ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمہ اپنی تعلیمات میں اکل حلال اور صدق مقال کے اصول پر کاربند رہنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ پاکیزہ اور سادہ خوراک کو پسند فرماتے اور فرمایا کرتے لقمۂ حلال سے باطن میں نور پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے جذبات ابھرتے ہیں۔ لقمۂ حرام قرب خداوندی کے لئے حجاب اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے زبردست رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔ اسی احتیاط کے پیش نظر فرمایا۔ "نان ہر کس مخور ہر کس را بدہ"، ہر ایک کی روٹی نہ کھا۔ تجھے کیا معلوم یہ لقمۂ حلال ہے یا حرام۔

★ مخدوم الاقطاب حضرت بابا صاحب نے اپنے دورِ حیات میں حق گوئی کے اصول کو خود اپنایا اور خدام کو حکم فرمایا۔ اجودھن کے ایک جابر حاکم کو فرمایا "اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے افسر

تم سے اچھا سلوک کریں۔ تم بھی اپنے ماتحت عملہ پہ ظلم ختم کر دو اور اُن سے اچھا برتاؤ کرو مظلوموں کی فریاد کو فوراً پہنچو ورنہ تمہاری دُعا بھی قبول نہیں ہوگی۔

★ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمہ نے اللہ جلّ مجدہ سے عجز و محتاجی اور امراء و سلاطین سے بے نیازی کا درس بھی دیا۔ سلطان ناصر الدّین کا قاصد چار گاؤں کی جاگیر کا فرمان لے کر دربارِ فریدی میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ فرما کر واپس کر دیا۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں فرمایا:

شاہ مارا دیہہ دہد منت نہد ۔ رازق ما رزق بے منت دہد

بادشاہ ہمیں جاگیر دے کر احسان مند کرتا ہے اور ہمارا رزاق بے احسان رزق بخشتا ہے۔

★ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمہ کی تبلیغ اسلام کی ایک ادنیٰ مثال واضح ہے۔ برصغیر میں بسنے والی اقوام وٹو، بودلے، ڈوگر، کھرل، جٹ، راجپوت جھکڑ کروڑوں کی تعداد میں آپ کے ہی فیض سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔

دریائے بے کنار ہے قطرہ فرید کا ٭ ملتا نہیں کسی کو کنارہ فرید کا
جب تک سکون و گردشِ ارض و فلک رہے ٭ بجتا رہے الٰہی نقارہ فرید کا

Marfat.com

اے محمدؐ کے علی تجھ پر سلام　　اے زمانے کے ولی تجھ پر سلام

میرے مُرشد

شیخ الاولیا حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ بستی عمر خاں ضلع ہوشیار پور میں حضرت محمد عمر خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے ہاں ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ بستی شریف کا مختصر تاریخی پس منظر یہ ہے جب افغان مسلمان بت کدۂ ہند کی طرف آئے اور تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں۔ کچھ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور کچھ کوہ تنوالک کی گھاٹیوں میں جا چھپے۔ ان کی سرکوبی کے لئے بجوارہ ایک باسی ہوشیار خاں نے ہوشیار پور آباد کیا اور تنوالک کے ارد گرد پٹھان مسلمانوں کو جاگیریں دیں۔ انہیں کی بدولت اسلام مزید پھیلا۔ بڑے بڑے رؤسا کے ناموں سے بستیوں کے نام رکھے جانے لگے، مثلاً داد و خاں کی بستی، مورے خاں کی بستی، عمر خاں کی بستی۔ اسے بسی لو بھی کہتے ہیں۔ اسی نسبت سے حضرت میاں صاحب بستی شریف مشہور رہیں۔ آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ ایک بلند پایہ فاضل درویش طبع زمیندار تھے۔ انہوں نے جو اپنے پیچھے ہزاروں علمی، ادبی یادگاریں چھوڑیں۔ ان سب کا ذکر کرنے سے مضمون طویل ہو جائے گا۔ صرف ایک یادگار کا ذکر کرتا ہوں جو سب پر بھاری، ہزاروں پر محیط، لاکھوں کو دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جو جز ہو کر بھی کل ہے۔ ایک ہوتے بھی لاکھ ہے فرد ہوتے بھی جماعت ہے، تنہا ہوتے بھی قوم ہے۔ وہ ہے یادگار حضور میاں صاحب کا وجود محمود مسعود۔ اس مقدس بادگاہ کے پروان چڑھانے میں مشفق والد نے ہی نہیں، بلکہ قطب زمانہ حضرت میاں شاہ محمد خاں علیہ الرحمۃ نے بھی خاصی دلچسپی لی۔ آپ کو درسِ نظامی

Marfat.com

کی تعلیم دِلانے کے لئے وقت کے جلیل القدر علماء حضرات، حضرت مولانا دین محمد، حضرت مولانا محمد عبداللہ، حضرت مولانا مرید احمد خاں رحمۃ اللہ علیہم کی خدمات حاصل کی گئیں۔ آپ کی محنت و ذہانت کے اساتذہ بے حد معترف تھے مشکل اور پیچیدہ مسائل کو آپ نہایت آسانی سے بیان کر کے اساتذہ کی توجہ اور دعا کا مرکز بن جاتے۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد اپنے نانا اور مُرشدِ کامل شیخ الکل حضرت میاں محمد خاں علیہ الرحمۃ کی صحبت و معیت میں رہنے لگے۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ جب کبھی کسی مزار پہ حاضری دیتے تو حضرت میاں خاں صاحب کو خصوصیت سے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس طرح ملک کے نامور اولیاء سے متعارف کرایا اور اُن کے فیوض و برکات کا مرکز بنایا۔ ۱۹۱۴ء میں جب حضرت میاں محمد خاں علیہ الرحمۃ نے وصال فرمایا تو مسند سجادگی حضور میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے سپرد ہوئی علم و عمل، زہد و تقویٰ میں آپ اپنی مثال تھے۔ عبادت و ریاضت کا یہ عالم کہ سارا سارا دن ساری ساری رات ذکر باری تعالیٰ آہ و زاری میں گذر جاتی۔ پیرانہ سالی کی ریاضت سے معاملہ سمجھا جاسکتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک محفلِ خصوصی میں جو بستی شریف میں منعقد ہوئی تھی۔ ریاضت و شب بیداری کے عنوان سے ذکر چلا تو آپ نے مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے دیوان کا ایک عربی شعر بار بار پڑھا

بقدر الکدّ تنقسم المعالی
فمن طلب العلیٰ سھر اللیالی

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ محنت و مشقت کے پیش نظر ہی مراتب تقسیم ہوتے ہیں جو بلندیاں اور قرب چاہتا ہے اُسے راتوں کو جاگنا ہی پڑتا ہے۔

حضرت صاحب کو فصوص الحکم اور مثنوی شریف کے دروس سے خصوصی دلچسپی تھی جب کبھی کوئی مسئلہ تصوف پیش ہوتا تو شیخ اکبر اور مولانا رومی علیہم الرحمۃ کا حوالہ ضرور فرماتے۔

Marfat.com

ایک دفعہ ملتان ریڈیو والوں نے مجھے عشقِ الٰہی کے عنوان پہ درس مثنوی شریف کی دعوت دی۔ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس مضمون کو کہاں تلاش کروں، کیسے نبھاؤں تو جھٹ ان اشعار کی طرف توجہ دلادی۔

ہر کہ را جامہ زعشقِ چاک شد
او زحرص و عیب کلی پاک شد
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون، جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد

حضور سامنے تشریف فرما تھے اور ارشادات سے نواز رہے تھے۔ فرمایا۔" وہ عشق جو حقیقت تک نہ پہنچائے وہ اسرار و معرفت کا ذریعہ قرار نہیں دیا جاسکتا"۔ بس اس توجہ کے بعد ۱۵ نومبر ۱۹۷۲ء کو اسی عنوان پہ ریڈیو ملتان سے میری تقریر نشر ہوئی۔ جو محفوظ ہے۔

حضور میاں صاحب علیہ الرحمۃ علم کے سمندر بے کنار اور تصوف و معرفت کے بحر زخار تھے۔ اس صدی میں اگر علم متشکل ہو کر آتا تو یقیناً حضرت میاں صاحب کی شکل میں آتا تصوف و معرفت مجسم ہوتے تو شیخ العالم کے رنگ میں ہوتے، سخاوت کسی صورت میں ظاہر ہوتی تو شیخ الاولیاء کے جسم کا انتخاب کرتی۔ اخلاص و اخلاق کوئی وجود حسی اختیار کرتے تو وہ وجود میاں صاحب کا ہی ہوتا۔ آپ نے اپنی مقدس حیات میں شریعت و طریقت دونوں کی آبیاری فرمائی۔ ملک بھر کے علماء و محدثین نے آپ کو

Marfat.com

اپنی مثال آپ قرار دیا۔ شیخ المحدثین حضرت مولانا سید ابوالبرکات، سید احمد شاہ صاحب حزب الاحناف لاہور نے میرے نام اپنے گرامی نامہ میں فرمایا ہے۔ حضرت میاں علی محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ سلف صالحین کی یادگار، تقویٰ اور پرہیز گاری کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ جید عالم دین، واقف رموزِ معرفت، اسرارِ تصوّف اور عالم باعمل تھے۔ آہ اب وہ پیکر حسن سیرت و صورت ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

آپ کے کمال علم وفضل کے کئی واقعات ہیں۔ ایک مرتبہ بستی شریف میں عرس شریف کے موقع محفل سماع میں حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا گیا ؎

آدم ز حسنِ روئے تو گر بہرہ داشتے
از دیدنش بسجدہ پر دلختے ملک

جس کا ترجمہ یہ ہے "اگر آدم علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن سے کچھ حصہ ملتا تو فرشتے سجدہ میں مصروف نہ ہوتے"

اس پر اشکال واضح ہے کہ حسن کا حصہ ملنے سے تو اور عجز وسلام بڑھنا چاہیئے تھا اس محفل میں مولانا عبدالسلام لکھنوی، مولانا محمد یار گڑھی شریف، خواجہ حسن نظامی، مولانا محمد علی جوہر موجود تھے۔ محفل ختم ہونے پر اس شعر پر تبصرہ شروع ہوا۔ جب کوئی بھی کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا تو سب نے آپ سے حل چاہا۔ فرمایا شعر بھی صحیح ہے اور مفہوم واضح ہے کہ بہرہ سے مراد بہرہ کاملہ اور سجدہ سے مراد سجدہ واحد ہے یعنی اگر آدم علیہ السلام کو حضور علیہ السلام کے حُسن پاک سے حِصّہ کاملہ ملتا تو فرشتے صرف ایک سجدہ پر ہی اکتفا نہ کرتے بلکہ سجدہ پر سجدہ ہی کرتے رہتے۔ اس پر مولانا محمد یار، مولانا عبدالسلام لکھنوی، خواجہ حسن نظامی نے بڑھ کر ہاتھ چومے اور مرحبا مرحبا سے داد دی۔ آپ پیچیدہ اور مشکل عبارات آسان لفظوں میں حل کرنے میں خصوصی مہارت رکھتے تھے اور ہر مسائل کو اس

Marfat.com

کے علم و عقل کے مطابق مطمئن فرماتے۔

ایک مرتبہ میرے ساتھ ایک مولانا بغرض زیارت حاضر ہوئے یہ مولانا میرے مسلک و عقیدہ کے نہ تھے۔ صرف میری وجہ سے زیارت کو آ گئے۔ آتے ہی انہوں نے مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے اشعار پر تنقید شروع کر دی۔ مولانا کے اس مصرعہ پر خاص برہم ہوئے

ع اولیاء اللہ اللہ اولیاء

کہ مولانا نے یہ فرما کر توحید کی حد کو توڑ دیا ہے۔ کہ اللہ ہیں اولیاء اور اللہ اولیاء ہے۔ آپ نے دلائل الخیرات سے ذرا توجہ ہٹا کر فرمایا۔ مولوی صاحب شعر تو صحیح پڑھو۔ لفظ اولیاء پڑھ کر ذرا رک جاؤ۔ آگے پھر پڑھو۔ فرمایا مولانا تو فرما رہے ہیں "اولیاء ــــ اللہ اللہ اولیاءً کہ اللہ اللہ اولیاء کے مقام کا کیا پوچھتے ہو۔ یہ مقام اولیاء پر تعجب کے ساتھ الفاظ ہیں جیسے ہم کہتے ہیں اللہ اللہ ان کا کیا کہنا۔ اس پر مولانا نے بے حد داد دی اور پھر آج تک حضرت کے علم و تصوف کے معترف ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ مدرسہ حزب الاحناف لاہور تشریف لے گئے شیخ المحدثین علامہ سید ابو البرکات سید احمد صاحب کے والد گرامی تاج المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب عربی کی اس عبارت کا ترجمہ فرما رہے تھے۔

النظر الی وجہ العلی عبادۃ

کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ کی زیارت عبادت ہے

تو آپ نے مسکرا کر فرمایا "حضرت اس کا سیدھا ترجمہ تو پھر یہ ہوا" دیدار علی، عبادت ہے" یہ پورے عربی فقرہ کا ترجمہ بھی ہے اور تاج المحدثین کا نام بھی۔

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی محفل میں علم و عرفان کے موتی بکھیرے جاتے من حفظ حفظ ومن نسی نسی۔ جسے جو یاد رہ گیا رہ گیا جو بھول گیا بھول گیا۔ آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیتوں اور کثیر اوراد و وظائف کی یومیہ تلاوت

Marfat.com

سینکڑوں زائرین کو شرفِ ملاقات بخشنے کے باوجود تین علمی رسائل بھی تحریر فرمائے :

(۱) راہِ فردا (۲) تفسیر سورۃ نون والقلم (۳) مکتوب در مسئلہ وحدۃ الوجود۔

آپ کی ہزاروں کرامات میں سے ایک ادنیٰ سی کرامت یہ ہے کہ آج سے ۴۲ برس قبل ساہیوال کے ایک غیر آباد کونے میں اپنے مقدس ہاتھوں سے مدرسہ جامعہ فریدیہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جو آج ملک کے عظیم اور قدیم دینی اداروں کے دوش بدوش چل رہا ہے۔ بلکہ بہتوں سے آگے ہے۔ و للہ الحمد ، و للہ الحمد

ذخیرہ

Marfat.com

مؤلفؒ کی دیگر تالیفات

- فیوضاتِ فریدی
- مدینۃ الرسول
- بلد الامین
- مکتوباتِ مدینہ
- راہنمائے حج
- احترامِ والدین
- فلسفۂ زکوٰۃ
- المقالۃ العلمیہ
- الجہاد
- آئینۂ حق
- نصر القراء
- جنگِ مصر
- علم القرآن
- سود اور اسلام
- عصمتِ انبیاء
- صدیق وعتیق
- المائدہ
- قلبِ سلیم
- عظمتِ بنو ہاشم
- شہبازِ قدس
- کلماتِ طیبات
- اسلام اور تصوف
- لاتثلیث فی التوحید
- بہائی اُصول اور اسلام
- اسلام اور انفاق فی سبیل اللہ
- قادیانیوں سے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت
- سیرِ برزخ
- درود وسلام
- فضائلِ دُعا
- منزلِ شوق
- شمشیرِ جوابیہ
- ذوقِ دُعا (زیرِ طبع)
- مقالاتِ طیبات

مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک

اور جامعہ فریدیہ ساہیوال کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد

منعقدہ ۱۲، ۱۳ شعبان المعظم کے موقع پر پہلی نشست کے اختتام پر

تقریباً ساڑھے بارہ بجے دن

○ اپنے گناہوں کی معافی ○ ذہنی و قلبی سکون

○ بیماریوں سے نجات ○ مصائب و آلام سے رہائی

○ حسن انجام ○ ملکی ترقی و استحکام

○ اور دیگر نیک دلی خواہشات کی تکمیل کیلئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں

دعاءِ اجتماعی

کے لئے ضرور شریک ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہی اجتماعی دعا ہماری نیک دلی تمناؤں کے حصول کا سبب بن جائے۔

دعا گو: ابو النصر منظور احمد بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ (رجسٹرڈ) ساہیوال

Marfat.com

Marfat.com

دارالتدریس جامعہ فریدیہ ساہیوال

Marfat.com

دارالتدریس جامعہ فریدیہ ساہیوال

Marfat.com